جلد اول

معرکۃ الآرا مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کے متعلق

مرزائیت کے کفر و ارتداد اور فسخ نکاح پر

علمائے اسلام کے بیانات موسومہ

بیانات علمائے ربانی بر ارتداد فرقہ قادیانی

جو

عالیجناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر بہاولپور کی عدالت میں ہوئے

بار اول

تعداد ۱۰۰۰

سپاس و دعاء

مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کے مواد شرعی کی اشاعت کا جو بارگراں مجھ پر عائد ہوتا تھا۔ بحمد اللہ العظیم آج اسکی دوسری قسط یعنے علمائے کرام کی شہادات کی جلد کی اشاعت سے سبکدوشی حاصل کر رہا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی توفیق شامل حال رکھے اور مقدمہ کی تیسری قسط یعنے بحث مقدمہ کی جلد بھی بہت جلد شائع ہو جاوے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

(مولانا) غلام محمد شیخ الجامعۃ العباسیہ

بہاول پور

فہرست بیانات و مضامین

البیان الازھر از صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۴۲

البیان المبین از صـ ۱۴۳ تا صـ ۱۶۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

مقدمہ

اسلام کے سیزدہ صد سالہ دور میں سینکڑوں فتنے اُٹھے۔ مگر چودہویں صدی کا فتنہ مرزائیہ وقت اور حالات کے لحاظ سے نہایت مضرت رسان ثابت ہوا۔

تحریک مرزائیت کے بانی نے تحریک کا آغاز اگرچہ خدمتِ اسلام کے نام پر کیا تھا مگر اسلامی روایات اور عقائد کی تکذیب اور الحاد و زندقہ کی اشاعت کا نقشہ روز اوّل سے اسکے سامنے تھا۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ طے مدارج کرتا رہا۔ اور انجام کار ادعائے نبوت و وحی و تکفیر امت حاضرہ پر پہونچکر دم لیا۔

اگرچہ علماء اور مشائخ نے بروقت اسکے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ مگر جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے یہ آواز مذہبی تنگ دلی کی صدا سمجھی۔

جب مرزائی لٹریچر کی اشاعت عام ہوئی اور مرزا صاحب کے دعاوے اور خرافات اور امت حاضرہ کی تکفیر کا علم عوام و خاص کو ہوا تو مسلمانوں کو احساس ہوا کہ یہ تحریک اسلام کے منافی ہے اور اس کا استیصال اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

اگرچہ مرزائیت کا کفر بواح کسی عمیق تحقیق کا محتاج نہیں رہا۔ مگر مقدمہ مرزائیہ بہاولپور میں جو مواد اس موضوع پر موجود ہے۔ ایسا ذخیرہ یکجا کہیں نہیں ملیگا۔

ریاست بہاولپور پنجاب میں ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور اعلیٰحضرت تاجدار عباسی خلد اللہ تعالےٰ اقبالہ وملکہ کے آئین ہے۔ اس میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہوکر مرتد ہوگیا۔ اسکی منکوحہ مسماۃ غلام عائشہ نے سن بلوغ کو پہونچکر ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا۔ اور یہ مقدمہ ۱۹۳۱ء تک ایک دفعہ انتہائی مراحل اپیل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ریاست کی عدالت اعلیٰ یعنے دربار معلی سے ابتدائی حیثیت میں ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں بغرض تحقیق شرعی واپس ہوا۔ مدعیہ کیطرف سے ہندوستان کے مشہور اکابر علمائے کی شہادتیں پیش ہوئیں۔ اور مدعا علیہ کیجانب سے ان شہادتوں کی تردید پر پوری کوشش صرف کی گئی۔ آخر ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔ یہ مقدمہ کا اجمالی ذکر ہے۔ پوری تفصیل عالیجناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر کے فیصلہ کے

ابتدائی صفحات میں مذکور ہے۔ جو فیصلہ مقدمہ بہاولپور کے نام سے طبع ہو چکا ہے)
مقدمہ کی جلد ثالث (فیصلہ مقدمہ بہاولپور) کی تقریب میں یہ گذارش کی گئی تھی۔
کہ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کے مواد کو تین جلدوں میں شائع کیا جائیگا۔

اور یہ جلد (فیصلہ مقدمہ بہاولپور) درحقیقت مواد مقدمہ کی تیسری جلد ہے۔
اس سے پہلے دو جلدیں اور ہونگی جلد اوّل میں حضرات علماء کرام کی مکمل شہادتیں ہوں
گی۔ اور جلد ثانی میں مختار مدعیہ کی بحث اور جواب الجواب شائع کیا جائیگا۔

اب ترتیب کے اعتبار سے جلد اوّل شائع کیجاتی ہے۔ اس جلد میں صرف علماء
کرام کے بیانات ہیں جنہیں کتاب وسنت اور اجماع اُمت اور تصریحات مرزا نے
مرزا اور اسکی جماعت کا کفر وارتداد ثابت کیا گیا ہے۔ اور بروئے احکام شرعیہ
ثابت کیا گیا ہے کہ جو مسلمان مرزائی مذہب اختیار کرے وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ اور
اس کا سابقہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اور یہ بیانات جن معارف شرعیہ اور حقائق
دینیہ کے متحمل ہیں۔ ان کا صحیح اندازہ پڑھنے سے ہو سکتا ہے۔ اس مجموعہ کا نام بیانات
علماء ربانی برارتداد فرقہ قادیانی رکھا گیا ہے۔ اور ہر ایک بیان کا نام علیحدہ علیحدہ بھی
تجویز کیا گیا ہے۔ جو ہر ایک بیان کے ٹائٹیل پر لکھا گیا ہے۔ اور ہر ایک بیان کے
ابتداء میں مختصراً کیفیت بھی درج کر دی گئی ہے۔ اور آخر میں ضمیمہ کے طور پر ان تمام
فتاوے کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ جو مدعیہ کیطرف سے عدالت ہائے ریاست بہاولپور
میں پیش ہووے۔ اُمید ہے کہ اس مجموعہ کو مسلمانوں میں قبولیت حاصل ہوگی۔

۲۵ ردسمبر ۱۹۳۶ء ابو العباس لنھانی بہاولپور

البیان الساطع

للعلامة

شیخ الجامعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

علامۃ الدہر فہامۃ العصر مولانا علامہ غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ العباسیہ بہاولپور مدظلہم العالی علوم عقلیہ و نقلیہ میں بے بدل فاضل ہیں اور آپ کی جلالت علم و فضل علمی دنیا میں مسلم کل ہے۔ مدتوں تک آپ گھوٹہ شریف علاقہ ملتان میں کامیاب درس دیتے رہے ہیں۔ پنجاب کے اکثر علماء آپ کے فیض یافتہ ہیں۔ اسوقت ریاست بہاولپور کے دار العلوم جامعہ عباسیہ کے پرنسپل ہیں۔

آپکا یہ بیان ۱۲ر جون ۳۲ء کو ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں ہوا۔ یہ بیان مسلسل چار گھنٹے جاری رہا۔ عبد الرزاق مدعا علیہ اگرچہ اصالتہً موجود تھا۔ مگر ممدوح کے دلائل و براہین سے ایسا مبہوت ہوا کہ اس نے جرح کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت ممدوح کا یہ بیان درحقیقت اس بیان کا خلاصہ ہے۔ جو آپ نے ریاست ہذا کی عدالت اعلیٰ یعنی دربار معلّٰے میں حالیجناب پرائم منسٹر صاحب بہادر و دیگر وزراء ذی احترام کے روبرو دیا تھا اور کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنحضرت علیہ السلام کے بعد جو مدعی نبوت ہو وہ اور اس کے متبعین کافر اور مرتد ہیں اور ان کے نکاح بلا قضاء قاضی فسخ ہیں۔ جب دربار معلّٰی سے مزید تحقیق شرعی کیلئے مثل مقدمہ دوبارہ ڈسٹرکٹ جج صاحب کی عدالت میں واپس ہوئی۔ اور ڈسٹرکٹ جج صاحب کی عدالت میں سب سے پہلے حضرت ممدوح کا یہ جامع اور بصیرت افروز بیان ہوا

(ابو العباس نعمانی)
بہاولپور

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً علیٰ رسولہ الکریم

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اصول میں سے ہے

اسلام کے بنیادی اصول بہت سے ہیں۔ لیکن ان میں اہم توحید باری عزاسمہٗ اور ایمان بالملائکہ ایمان بالانبیاء ایمان بالکتب المنزلہ اور ایمان بالبعث اور حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی یقین کرنا وغیرہ وغیرہ۔

انکار ختم نبوت کفر وارتداد ہے

جو شخص پہلے اہلسنت والجماعت ہو اور پھر وہ مرزائی بنجائے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مانے وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ حضرت نبی علیہ السلام کو قرآن نے آخری نبی قرار دیا ہے۔ اور جو شخص اس قرآنی حکم کو نہ مانے اور اس کا انکار کرے وہ قرآن کے انکار کیوجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔

دلائل ختم نبوت

(۱) قرآن شریف میں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وحی کا نزول دو قسموں پر ہے۔ (۱) جو آنحضرت صلعم پر ہوا۔ (۲) جو آپ سے پہلے ہوا۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (سورہ بقر پہلا رکوع) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

(۲) دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں جب تم لوگوں کو کتاب دوں اور حکمت اور تم نبوت کے منصب پر فائز ہو جاؤ تو اس کے بعد ایک نبی

آئیگا جو تمام پہلی چیزوں کی تصدیق کرنیوالا ہوگا۔ تم لوگ اس کو ماننا اور اس پر ایمان لانا۔ واذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (پارہ تیسرا سورۃ آل عمران)

اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں ایک "میثاق النبیین" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو یہ خطاب ہے۔ اور دوسرا لفظ "ثم جاءکم" جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم سب کے بعد ایک نبی آئیگا اور وہ تمام پہلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالا ہوگا۔ اور وہ بالاتفاق سیدنا محمد صلعم ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ محمد مصطفےٰ علیہ السلام سب نبیوں کے بعد آئے ہیں۔ پس اگر مرزا صاحب بھی نبی ہوں تو پھر حضرت صلعم سب نبیوں کے بعد نہ آئے اور قرآن کی تکذیب لازم آئیگی۔ چنانچہ امام ابن کثیر نے جلد اول صفحہ ۳۷۹ میں اور مولوی محمد علی مرزائی لاہوری نے ترجمہ قرآن جلد اول صفحہ ۲۰۳ میں یہی معنے بیان کئے ہیں

۳. تیسری آیت۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب اکرم فرمادیجئے کہ اے لوگو میں تم تمام کا رسول ہوں۔ آج سے قیامت تک جسقدر لوگ ہونگے۔ سب کا میں پیغمبر ہوں۔ قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (پارہ ۹ سورۃ اعراف)

اس ایت میں حق تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قیامت تک تمام لوگوں کا رسول من اللہ ہے جسکا نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

پس جو شخص حضرت صلعم کی بعثت اور قیامت کے درمیان کسی دوسرے کو نبی تسلیم کرے وہ اس آیت کو جھٹلاتا ہے لہذا مرتد ہوجاتا ہے۔ اس آیت کے یہی معنے امام ابن کثیر نے جلد رابع صفحہ ۲۵۳ میں ذکر فرمائے ہیں۔ اور اسیطرح دوسرے مفسرین نے بھی یہی معنے بیان فرمائے ہیں

۴. حضرت حق پاک فرماتے ہیں کہ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا۔ اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کردیا۔ اور تمہارے اسلام کو میں نے پسند کیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع اول)

اس آیت میں حق پاک ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ دین کامل ہوگیا۔ پس نہ کسی دوسرے دین کی حاجت

نہ کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہے۔ اب اگر حضرت صلعم کے بعد کسی دوسرے کو نبی تسلیم کیا جائے۔ تو ماننا پڑے گا کہ دین کامل نہیں ہوا۔ اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ پس قرآن کریم کی تکذیب لازم آئیگی۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ جو شخص حضرت صلعم کے بعد کسی دوسرے کو نبی مانتا ہے۔ وہ اس آیت کو جھٹلاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔

(۵) حضرت حق پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ اے وہ لوگو کہ محمد صلعم کی بعثت سے لیکر قیامت تک ہونیوالے ہو۔ تم تین چیزوں کی اطاعت کرو۔ اللہ کی۔ اس کے رسول کی۔ اور اولی الامر کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ اگر تمہارا ان سے جھگڑا ہو جائے۔ کبھی تم میں اور اولی الامر میں اختلاف ہو جائے۔ تو اس وقت فقط اللہ اور رسول ہی قابل اطاعت ہیں۔ یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر واحسن تاویلا (پارہ پنجم سورۃ نساء)

اس آیت نے ظاہر کر دیا کہ محمد صلعم کے بعد یہ ہی ایک جماعت قابل اطاعت ہو گی۔ اور انکی حیثیت یہ بتلائی گئی کہ وہ نبی نہیں ہونگے۔ کیونکہ نبی کیساتھ امتی اختلاف نہیں کر سکتا۔ اسواسطے کہ ارشاد ہے کہ نبی محض مخدوم اور مطاع ہے۔ اس کے ساتھ جھگڑا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ حضرت صلعم کے بعد اس آیت کی رو سے جو لوگ اولی الامر ہونگے نبی نہیں ہوں گے۔ اور ان سے اختلاف ہو سکیگا۔ چاہے وہ صدیق ہوں، شہید ہوں۔ صالح ہوں۔ امام ہوں۔ غوث ہوں۔ قطب ہوں۔ کچھ ہوں۔ اس موقع پر میں مولوی محمد علی لاہوری کی تفسیر کے چند جملے بیان کرتا ہوں۔ مولوی محمد علی اپنی تفسیر جلد اول صفحہ ۵۲۶ پر فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے اندر ہمیشہ کے لئے حقیقی مطاع ایک مطاع محمد صلعم موجود ہونگے اس لئے آپ کے بعد اس امت کے اندر کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی رسول ہو گا تو وہ مطاع ہو گا۔ پھر محمد صلعم مطاع نہیں رہنگے۔ اور یہ خلاف قرآن ہے۔ پس ختم نبوت پر یہ آیت فیصلہ کن ہے۔ جب اس کو فان تنازعتم کیساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ اور اب تا قیامت کوئی رسول قطعاً نہیں ہو سکتا۔

(۶) حضرت حق پاک فرماتے ہیں کہ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن اس کتاب قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ہرگز

نہیں لا سکینگے - قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون
بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا - (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل)

اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ قرآن شریف تمام ہدایات سے بڑھکر ہے - اور اس کے بعد کسی ہدایت کی
کسی نبی کی کسی کتاب کی کوئی ضرورت نہیں -

(۷) حضرت حق پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً فرمایا ہے یا ایھا النبی انا ارسلناک
شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا - (پارہ ۲۲ سورہ احزاب)

اور قرآن پاک نے سورج کو سراج کہا ہے اس سے ظاہر کرنا یہ منظور ہے کہ جیسے سورج کی روشنی کے بعد کسی
ستارہ یا کسی اور منیر کی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی اسی طرح حضرت صلعم کی ذات مقدس ایسی ہے کہ اس کے
بعد اور کسی نبی یا ہادی کی ضرورت نہیں رہتی - اور رسالت ان پر ختم ہو جاتی ہے - جیسے سورج پر روشنی
ختم ہو جاتی ہے -

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد صلعم آپ سب قوموں کے منذر اور ہادی ہیں - اس کے یہ مطلب
نکلتا ہے - کہ حضرت صلعم تمام قوموں کے لئے ہادی ہیں اور دوسرا اب کوئی نبی نہیں آسکتا - انما انت
منذر ولکل قوم ھاد (پارہ ۱۳ سورہ رعد)

(۹) حق پاک ارشاد فرماتے ہیں - کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کر دی - اس میں ظاہر فرمایا ہے
کہ حضرت صلعم پر جو کتاب نازل فرمائی گئی یہ کافی اور بس ہے - اولم یکفھم انا انزلنا علیک
الکتاب یتلی علیھم ان فی ذالک لرحمۃ وذکری لقوم یؤمنون (پارہ ۲۱ سورہ عنکبوت)

(۱۰) انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - (پارہ ۱۴ سورہ حجر)

اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ قرآن کریم ایک محفوظ اور غیر متغیر کتاب ہے - جو کبھی منسوخ نہیں ہوگی
پس اگر کوئی دوسرا نبی اور دوسری وحی آسکتی ہے تو ممکن ہو جائیگا کہ قرآن شریف کا کوئی حکم منسوخ ہو جائے
چنانچہ مرزا صاحب کے امتی قرآن کے بہت سے حکموں کو منسوخ مانتے ہیں - مثلاً وہ مانتے ہیں کہ
جہاد بالسیف منسوخ ہو گئی ہے - وہ مانتے ہیں کہ جو محمد صلعم کو آخری نبی مانے وہ کافر ہے - مرزا صاحب

کہتے ہیں کہ جو مجھے نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ جس کے صاف معنے یہی ہیں کہ محمد صلعم کو آخری نبی ماننے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوے احمدیہ جلد اول ص ۳۰۸ کتاب الصلوٰۃ و فتاوے احمدیہ جلد اول ص ۲۷۹ اس آخری حوالہ میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کسی شخص کو کوئی عمل کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ جبتک کہ میرے دعوے کو نہ مانے۔ تو یہ حکم مرزا صاحب کا ماننا نہ کہیں۔ قرآن میں ہے اور نہ کہیں حدیث میں۔ بلکہ قرآن اور حدیث میں پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبی نہ مانا جاوے۔ مرزا صاحب کو نبی ماننے سے قرآن کا یہ حکم منسوخ ہو جائیگا۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ میں منسوخ نہیں ہوں۔

(۷) قرآن مجید میں ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت کی تفسیر میں مولوی محمد علی لاہوری نے جلد سوم ص ۱۵۱۵ میں لکھا ہے کہ خاتم النبین کے معنے لغت سے اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنے رکھتا ہے۔ یعنے ان میں سے آخری ہونا۔ پس نبیوں کے خاتم ہونیکے معنے نبیوں کی مہر نہیں۔ جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں۔ بلکہ آخری نبی ہے۔

اسیطرح قرآن شریف کی اور بھی بہت سی آیات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری نبی ہونا ثابت ہے۔

تمام مفسرین اور اہل لغت نے خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کئے ہیں۔

خاتم کے معنے آخری نبی کے تمام مفسرین اور اہل لغت نے کئے ہیں۔ تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱۳ میں خاتم النبین کے معنے آخری نبی ہیں۔

تفسیر ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۹ میں خاتم النبین کے معنے آخری نبی لکھے ہیں۔ تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۵۸۱ میں خاتم النبین کے معنے آخری نبی بیان کئے گئے ہیں۔

تفسیر بیضاوی جلد ۴ ص ۱۶۲ اور تفسیر ابو سعود حاشیہ کبیر جلد ۷ ص ۲۴۹ میں بھی خاتم النبین کے معنے آخری نبی کئے گئے ہیں

تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۳۲ میں خاتم النبین کے معنے آخری نبی لکھے ہیں۔ لغت کی کتاب قاموس میں لکھا ہے خاتمھم لانبیاء آخرھم لسان العرب میں ہے خاتمھم۔ اخرھم قطر المحیط میں لکھا ہے کہ خاتم کے معنی

آخری مجمع البحار جلد اوّل صہ ۳۲۹ میں ہے کہ خاتم کے معنے ہیں کہ لا نبی بعدہٗ تاج العروس شرح قاموس میں ہے حضرت صلعم کا اسم مبارک خاتم اسواسطے ہے کہ آپ کے آنیسے نبوت ختم ہو گئی۔ کلیات ابو البقاء میں ہے کہ ہمارے پیغمبر کا نام جو خاتم الانبیاء ہے۔ اسواسطے ہے کہ خاتم کے معنے یعنی آخری۔ ملاحظہ ہو صہ ۳۱۹ کتاب مذکور صحاح میں لکھا ہے کہ خاتم الشئی آخرہ اور منتہی الارب میں ہے۔ خاتم چیز پایاں آں و آخر قوم صراح میں ہے کہ خاتم شئے کا آخر شئے کا ہوتا ہے۔ اور محمد صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ یعنے آخری نبی۔

احادیث ختم نبوّت

اب میں کچھ حدیثیں بیان کرتا ہوں۔

پہلی حدیث جسکے معنی یہ ہیں کہ اے علی تو مجھسے بمثل ہارون کے ہے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲-۱۵۳ - و صفحہ ۱۱۲

(۲) دوسری حدیث ہے کہ میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں خاتم النبیین ہوں۔ کنز العمال جلد ۶۔ صفحہ ۱۱۲۔

(۳) تیسری حدیث ہے کہ رسول صلعم فرماتے ہیں کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے میں سب سے آخر ہوں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۳۔

(۴) حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میں سب پیغمبروں کا سردار ہوں۔ اور یہ فخراً نہیں کہہ رہا۔ اور سب نبیوں کا آخری ہوں۔ اور یہ فخریہ نہیں۔ کنز العمال صہ ۱۰۹ جلد ۶۔ کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۰۴

(۵) حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ رسالت اور نبوت ختم ہو گئی ہے میرے بعد نہ کوئی رسول اور نہ نبی ہوگا ملاحظہ ہو ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۵۱

(۶) حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ مجھے نبیوں پر ۵ وجوہ سے فضیلت دیگئی ہے انمیں سے ایک یہ ہے کہ مجھپر نبیوں کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۰۶

(۷) اور حدیث ہے کہ میں آیا اور میں نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ ملاحظہ ہو مسلم شریف جلد ۲ صہ ۲۴۸ اور مسلم شریف

کی جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ میں اِس مضمون کی دوسری حدیث ہے۔

(۸) حضرت فرماتے ہیں کہ میری مثال نبیوں میں ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اُس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ بس میں نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۲۱

(۹) حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہوتا ہے جسکے بعد کوئی شے نہ آوے۔ شمائل ترمذی صفحہ ۲۶

اسیطرح اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں بخوفِ طوالت بیان نہیں کیا جاتا۔

ختم نبوت اجماعی عقیدہ ہے

اب میں مذہب اسلام کے عقائد اور سلف صالحین کے اقوال نقل کرتا ہوں۔ کہ نبی علیہ السلام آخری نبی تھے۔ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔

شرح عقائد میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ پس ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ آخر الانبیاء ہیں مواہب لدنیہ میں ہے کہ اختلاف ہے کہ نبی اور پیغمبر کتنے ہوئے ہیں۔ مگر اول سب نبیوں کا آدم ہے۔ اور آخر سب کے حضرت محمد صلعم ہیں (جلد اول)

صبح الاعشی جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۵ پر ہے کہ یہ دو کلام ایسے ہیں کہ جنکی وجہ سے فلاسفہ کو کافر کہا گیا ہے۔ ایک یہ کہ حضرت صلعم کے بعد کسی دوسرے نبی کا آنا ممکن سمجھتے ہیں۔ اور جائز سمجھتے ہیں۔ عقیدہ امام طحاوی صفحہ ۱۵ اہلسنتہ والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ محمد صلعم آخری نبی ہیں اور آپکے بعد نبوت کا دعوے گمراہی اور ضلالت ہے۔ اور ہوائے نفسانی ہے۔

حضرت جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۰۳ پر فرماتے ہیں کہ سب اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم آخری نبی ہیں۔ مولنا مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی غنیۃ الطالبین کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ کہ اعتقاد کنند اہل اسلام ہمہ کہ محمد صلعم پیغمبر خدست

وسالار ہمہ پیغمبران ہست وتمام کردہ شدہ است باو پیغمبران تا

پہلی صدی کے مجدد حضرت خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو کہ قرآن کے بعد کوئی کتاب نہ آئیگی اور حضرت محمدؐ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء ص ۱۵۷

مُلا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت محمد صلعم کے بعد کسی شخص کا دعوئے نبوت کرنا اتفاق اہل اسلام سے کہ کفر ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۰۲ کتاب مذکور

الاشباہ والنظائر میں ہے کہ جب کسی شخص کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ محمدؐ صلعم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۲۶۷

اسی کتاب کی شرح میں ہے کہ ضروریات دین میں جہل کوئی عذر نہیں ہے۔

کتاب الفصل ج ۳ ص ۲۴۹ میں ہے کہ جو شخص محمدؐ صلعم کے بعد بغیر عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام کسی اور شخص کو نبی کہیگا تو اس کے کافر ہونے میں دو مسلمان بھی مختلف نہیں ہونگے۔

اسی کتاب کے جلد ۴ ص ۱۸۰ میں ہے کہ کسطرح کوئی مسلم جائز سمجھتا ہے کہ حضرت صلعم کے بعد دنیا میں کوئی نبی ہووے بجز اسکے جسکو حضرت صلعم نے خود مستثنےٰ فرمایا۔ یعنے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

اس کتاب کی جلد ۳ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ پر ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی کہے وہ کافر ہے۔

نسیم الریاض جلد ۴ ص ۵۰۶ میں ہے کہ جو شخص آنحضرت صلعم کیساتھ دوسرے کو نبی ماننے چاہے حضرت کے زمانہ میں یا ان کے بعد کسی کو نبی مانے تو اس نے اللہ و رسول کی تکذیب کی۔

الصارم المسلول ص ۲۵ میں ہے جس شخص نے حضرت صلعم کے بعد یہ کہا کہ وہ اللہ کا رسول ہے وہ کافر ہے اور اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

حضرت صلعم نے ایک پیشین گوئی فرمائی ہے کہ حضرت کے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ طحاوی نے مشکل الآثار جلد ۴ ص ۱۰۴ حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت میں

تیس کے قریب "دجال اور کذاب" پیدا ہوں گے اور نبوت کا دعوے کریں گے۔ جن میں سے چار عورتیں ہونگی اور میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اور بھی وجوہ کفر ہیں۔ اور چونکہ عبدالرزاق ان کو نبی مانتا ہے اس لئے وہ بھی انکے عقائد کا پابند سمجھا جائیگا۔ مثلاً مرزا صاحب اپنی کتاب آئینہ کمالات ص۵۶۴ و ص۵۶۵ میں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو اللہ کا عین دیکھا اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ اور خدائی والوہیت میرے رگ وریشہ اور ہڈیوں میں گھس گئی اور میں نے اس حالت میں دیکھا کہ گیا میں کہہ رہا ہوں ہم نیا نظام بنانا چاہتے ہیں۔ نئی زمین نیا آسمان۔ پس پہلے میں نے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کچھ تفریق وترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان کو مرتب کیا۔ اور میں اپنے دل سے جانتا تھا۔ کہ میں انکے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ پھر میں نے سب سے قریبی آسمان کو پیدا کیا پھر میں نے کہا کہ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو کیچڑ سے پیدا کریں گے۔ اس سے مرزا صاحب نے الوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خالق جانا۔ اور کوئی شخص جب خدائی کا دعوے کرے یا اپنے آپ کو خالق جانے وہ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص۸۶ پر فرمایا کہ اے مرزا تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ اس سے مرزا صاحب نے خدا کے لئے بیٹا ثابت کیا ہے۔

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص۱۰۳ پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں رسول کیساتھ ہو کر جواب دوں گا کبھی خطا کروں گا۔ کبھی صواب کو پہنچوں گا اس سے مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ کو غلطی کرنیوالا قرار دیا ہے۔

حقیقۃ الوحی ص۷۵ پر فرماتے ہیں کہ زمین وآسمان جیسے ہمارے ساتھ ہے ویسے ہی مرزا صاحب کیساتھ ہے اس سے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کیطرح حاضر ناظر ظاہر کیا ہے۔

حقیقۃ الوحی ص۱۰۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو جس چیز کو بنانا چاہے کُن کہہ دے وہ ہو جائے گی۔

البشریٰ جلد دوم ص۷۹ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتے ہیں۔ کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور جس طرح میں قیوم اور ازلی ہوں تیرے سے بھی میں نے ازل سے یگانگت اختیار کر رکھی ہے۔ اور تیرا پیش ازلی ہے۔

توضیح المرام ص۷۵ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے۔ کہ جس کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔ اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے۔ اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔ جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خدا کو تیندوے کی شکل سے تشبیہ دیتے ہیں۔

کتاب ضمیمہ تریاق القلوب ص۳۰۹ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ نیا یقین پیدا نہ ہو۔ اور نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا کہ جب تک موسیٰ اور مسیح اور یعقوب اور محمد مصطفیٰ صلعم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی انہیں کو ملتی ہے۔ جن کا خدا نیا ہو۔ اس سے مرزا صاحب نے خدا کو حادث بنایا ہے۔ یہ عقائد ہیں۔ جو مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھے ہیں۔ اور اس سے یقیناً ایک مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔

قرآن شریف کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص۸۴ پر فرماتے ہیں کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

خطبہ الہامیہ سطر اول ٹائیٹل پیج پر فرماتے ہیں کہ بیشک یہ خدا کی آیت ہے اور کوئی انسان اس کی مثل نہیں لا سکتا یعنی اس خطبہ کی مثل کوئی نہیں لا سکتا۔

ازالہ اوہام جلد اول ص... پر قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں کہ پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ ہمارا قرآن شریف گالیوں سے بھرا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں کہ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جس کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپکا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دیتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور اپنی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا انسان ہے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔

اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا صاف انکار ہے جو تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب حسب ذیل عقیدہ رکھتے ہیں۔

تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱ حضرت موسیٰ کی توریت میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچائیں گے۔ مگر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

بی بی مریم کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

کشتی نوح ص۱۶ مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں توڑا گیا۔ اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے متعلق مرزا صاحب کا یہ قول کہ میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ نے میرا سر اپنی ران پر رکھا۔

حضرت حسنین شریفین کے متعلق جو مرزا صاحب کا عقیدہ ہے وہ حسب ذیل ہے۔

اعجاز احمدی ص۶۹ پر لکھتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ حسین پر تم اپنے آپ کو فضیلت دے رہے ہو۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں افضل ہوں اُن سے اور عنقریب ظاہر ہو جائیگا اور آخر میں لکھتے ہیں کہ میں تو کشتہ الٰہی کا

مقتول ہوں اور تمہارے حسین کو تمہارے دشمن نے قتل کیا۔ پس کسقدر ظاہر اور کھلا ہوا فرق ہے۔ ان
عقائد رکھتے ہوئے ایک شخص صراحۃً مرتد ہو جاتا ہے۔

تمت

البیان العاصم

للعلامۃ

محمد حسین ابی القاسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً

فاضلِ اجل حضرت مولینا ابی القاسم محمد حسین صاحب مولوی فاضل کولوتارڈوی۔ ضلع گوجرانوالہ نے اپنی ساری زندگی فتنہ مرزائیہ کے استیصال کے لئے وقف فرمائی ہوئی ہے مولینا موصوف اگرچہ پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل ہیں۔ مگر مولینا نے تبلیغ اسلام کی خدمت جلیلہ کو ہمیشہ سرکاری و غیر سرکاری ملازمت پر ترجیح دی ہے۔ مرزائیوں سے سینکڑوں کامیاب مناظرے کر چکے ہیں اور تقریباً مرزائی لٹریچر کے حافظ ہیں۔ آپکا یہ بلند پایہ بیان ۱۴ر جولائی ۱۹۳۲ء کو ڈسٹرکٹ جج صاحب بھاولپور کی عدالت میں ہوا۔ عبدالرزاق مدعاعلیہ نے اس بیان پر جرح کرنے سے انکار کر دیا۔ ممدوح نے اس بیان میں مسئلہ ختم نبوت کو قرآن حکیم کے اسلوب بیان سے نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے اور مرزائیت کے کفر و ارتداد پر بہت مستند دلائل پیش فرمائے ہیں۔

ابو العباس نعمانی
بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا جو بروئے قرآن و حدیث و اجماعِ اُمت کفر ہے

مرزا غلام احمد کے عقائد اور اقوال شریعتِ اسلامیہ کے سراسر خلاف ہیں۔ منجملہ اُنکے ایک دعوئے نبوت ہے۔ جو انہوں نے کیا۔ یہ دعوئے قرآن شریف و احادیث نبویہ اور اجماع امت کے سراسر مخالف ہے۔ کیونکہ ان تمام دلائل شرعیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر نبیین ثابت ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوے کرنیوالا قرآن شریف احادیث نبویہ اور اجماعِ اُمت کی رُو سے کافر خارج از اسلام ہے۔ قرآن شریف نے ختم النبوۃ کو قطعی اور یقینی مختلف طریقوں سے ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد ایک شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھنے والا ہو۔ دل میں اس بات کا شک و شبہ بھی نہیں لا سکتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبوت حاصل کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔

دلائلِ قرآنیہ بر ختمِ نبوت

منجملہ ان دلائل قرآنیہ کے جو ختمِ نبوت پر قطعی ثبوت ہیں پہلی دلیل یہ آیۃ کریمہ ہے۔ ماکان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئٍ علیما (پارہ ۲۲ سورہ احزاب) اس آیت کے متعلق ضروری گذارشات یہ ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی تمام مفسرین محدثین علمائے لغت نے آخر النبیین لکھے ہیں۔ اور کتب لغات میں سے کوئی حوالہ ایسا نہیں کہ جس سے قطعاً اور یقینیاً یہ ثابت ہو کہ اسکے معنی اور بھی ہو سکتے ہیں۔ پس لغت اور قواعد عربیہ کے لحاظ سے اُس کے معنی آخر النبیین کے ہی ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کے مختلف آیات میں

اسی آیۃ کریمہ کو اس مضمون کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے فرمایا ہے۔

یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

وما ارسلناک الا کافۃ للناس

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا

ان تمام آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم جملہ بنی آدم کیطرف مبعوث ہوئے ہیں۔ اور یہ بات ختم النبوۃ کے لئے ایک صاف اور صریح دلالت کرنیوالی ہے۔ دوسری دلیل جو ختم النبوت پر صاف دلالت کرتی ہے۔ یہ آیت ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہٖ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین۔

اس آیۃ کریمہ میں خداوند تعالےٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے ایک ایسے رسول کے متعلق عہد لیا ہے جو سب کا مصدق ہے۔ اور سب کے بعد آنیوالا ہے۔ کیونکہ لفظ ثم عربی نحو کے لحاظ سے بعدیت اور قبلیت پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ رسول مصدق جس کی نسبت تمام انبیاء سے عہد لیا گیا ہے۔ وہ سب کے بعد آنیوالا ہے۔

تیسری دلیل:۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ خدا کی طرف سے اس کو وحی ہوتی رہی۔ گویا وحی نبوت کے لئے ایک لازمی چیز ہے۔ اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہوسکتا۔ نبی بغیر وحی الٰہی کے نہیں ہوسکتا۔ اب قرآن کریم کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جنکو خدا تعالےٰ کیطرف سے وحی ہوئی۔ سب آنحضرت علیہ السلام سے پہلے ہوچکے ہیں۔ اور قرآن کریم نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر جگہ وحی کیساتھ لفظ قبل کو ملایا ہے۔ تاکہ یہ بات ثابت ہو کہ آنحضرت صلعم سے پہلے ہی وحی نبوت اور انبیاء علیہم السلام آئے ہیں۔ آپکے بعد نہ کسی کو وحی نبوت ہوگی۔ اور نہ نبی ہوگا۔ نمونہ کے طور پر چند آیات پیش کرتا ہوں

قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰے وعیسٰی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ٭ (۳ پارہ سورہ آل عمران رکوع ۹)

اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے یہ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ جو کچھ انبیا علیہم السلام پر وحی نازل کیگئی ہے وہ زمانہ ماضی میں ہو چکی ہے۔ اور اللہ سبحانہ نے ہمیں اپنے انبیاء پر ایمان لانیکی ترغیب دی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ اور کسی نبی کیلئے ایمان کی تاکید نہیں کی جو آپ کے بعد ہو حالانکہ یہ ضروری تھا کہ اگر کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد آنیوالا ہوتا اور سلسلہ نبوت جاری رہنے والا ہوتا تو ضرور اللہ تعالےٰ ہمیں اس پر ایمان لانیکی تاکید فرماتا۔ لیکن اس کے برخلاف قرآن مجید کے تمام مقامات پر وحی انبیاء علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ماقبل مخصوص کیا گیا ہے۔ اور یہ قطعی اور یقینی دلیل اس امر کی ہے۔ کہ قرآن حکیم آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنیکو جائز نہیں رکھتا۔ دوسری آیت اس مضمون کی جو ابتدا قرآن کریم سورہ بقرہ کے شروع میں ہے۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے انہیں کو ہدایت پر قائم رہنے والے اور مفلحون فرمایا ہے۔ جو آنحضرت کی وحی پر اور آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی وحی پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں لٰکن الراسخون فی العلم منھم والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک اس آیت میں بھی خداوند تعالےٰ نے انہوں لوگوں کو راسخ فی العلم قرار دیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وحی پر اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علیٰ رسولہٖ والکتاب الذی انزل من قبل۔ (پارہ پنجم سورہ نساء)

اس آیت کریمہ میں خداوند تعالےٰ نے مومنوں کو ایمان کی کیفیت کی تعلیم فرمائی ہے۔ اور یہ تلقین کی ہے کہ تم ایمان لاؤ۔ اس کتاب پر جو نازل ہوئی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کتب پر جو آپ سے پہلے نازل کیگئیں۔ اگر کوئی نبی آپ کے بعد میں آنیوالا ہوتا تو اس کے متعلق خداوند تعالےٰ ضرور تعلیم دیتا کہ اس پر بھی ایمان لاؤ

الم تر الی الذین یزعمون انھم اٰمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک (پارہ ۵
سورۃ نساء)

وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق
(پارہ ۱۸ سورہ فرقان)

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک (پارہ ۲۴ سورۃ زمر)

کذٰلک یوحی الیک والی الذین من قبلک

ان تمام آیات میں اللہ سبحانہ نے وحی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ماقبل کیساتھ منحصر فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وحی اور آپ سے ماقبل انبیاء کی وحی پر ایمان لانیکا حکم دیا ہے۔ جس سے قطعاً یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وحی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ اور باب نبوت بند ہو چکا ہے۔

قرآن شریف پر مجموعی طور نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وحی نبوت کے جاری ہونیکے سلسلہ کی خبر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا جب کہ آدم علیہ السلام مع اپنی ذریت کے اس دنیا پر لائے گئے۔ تو خداوند تعالےٰ نے اطلاع دی کہ سلسلہ نبوت و ہدایت جاری کیا جاوے گا۔ پس جو شخص ہماری ہدایت کی تابعداری کرے گا اس پر کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا۔ فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یہ ابتدا اور آغاز وحی ہے۔ اس کے بعد نوح علیہ السلام کے زمانہ تک پہنچتے ہیں۔ اور قرآن شریف سے پوچھتے ہیں کہ سلسلہ نبوت جاری ہے یا نہیں جواب ملتا ہے کہ ہاں جاری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں سلسلہ نبوۃ جاری ہے۔ انبیاء عظام میں سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ان کے زمانہ میں اگر قرآن سے پوچھا جائے کہ سلسلہ نبوت جاری ہے

نہیں تو جواب ملتا ہے۔ کہ وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب یعنے ہم نے اُس کی اولاد میں نبوۃ اور کتاب کو یعنی وحی نبوت کو مقرر فرما دیا ہے یہاں سے یہ پتہ چلا کہ ذریت ابراہیم میں بھی سلسلہ نبوۃ جاری ہے۔

دوسری بات اِس آیت سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ نبوت کا ظرف اور محل آل ابراہیم ہیں جسکا عملی ثبوت یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم کی اولاد کے دو قبیلے قرار دئے۔ ایک بنی اسحاق جن میں پہلے سلسلہ نبوۃ جاری ہوا اور بہت انبیاء علیہم السلام اُن میں آئے جسکا خاتمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا۔ دوسرے بنی اسمٰعیل جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک کوئی نبی نہیں آیا۔ اِسکے بعد موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کیطرف نگاہ کیجائے تو قرآن شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل (سورۃ بقرہ پارہ اوّل)

تو اِس آیت سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے۔ اور کئی رسولوں کے آنیکا وعدہ ہے۔ جیسا کہ لفظ رسل سے ظاہر ہے۔ اِسکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آتا ہے۔ تو قرآن کریم سے سوال ہوتا ہے۔ کہ آیا بکثرت انبیاء ابھی آئینگے یا کیا ہوگا۔ تو خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ واذ قال عیسےٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (پارہ ۲۸ سورۃ صف)

خداوند سبحانہ نے یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر اسلوب جواب کو بالکل بدل دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری طرف آیا ہوں۔ اور مجھسے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توراۃ جو خدا کی طرف سے ان کو عطا ہوئی ہے اُس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور خوشخبری دیتا ہوں۔ ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا۔ نام اُس کا احمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) ہوگا۔ قرآن کریم نے پہلے اس کے فقط عام طور پر رسولوں کے آنیکی خبر دی تھی۔ اور یہاں ایک خاص رسول کی خبر دیکر اُس کو نام سے مشخص اور متعین فرما دیا۔

یہ اسلوب صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ خداوند تبارک و تعالیٰ احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم کرتا ہے۔ اور عام طور پر جو رسولوں کے آنیکا اسلوب تھا۔ اس کو بدل کر ایک خاص معین شخص کے آنیکی اطلاع دیتا ہے۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ آتا ہے تو قرآن حکیم سے پوچھتے ہیں۔ کہ آنحضرت علیہ السلام کے آنیکے بعد سلسلہ نبوۃ جاری ہے یا بند ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئٍ علیماً۔ کہ نہیں ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ پیغمبر رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (یعنی آخر النبیین) آپکے بعد جملہ بنی آدم جو آپ پر ایمان لائینگے۔ وہ آپکی روحانی ذریت اور اولاد کہلائیں گے۔ اور دنیا میں وہ آخری روحانی باپ ہوگا۔ جسکی اولاد بکثرت ہو گی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مختلف انبیاء ہونیکے زمانہ میں سلسلہ نبوۃ کے جاری رہنے اور رسل کے آنیکی اطلاع دی۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آکر اس اطلاع کے برخلاف جو بصورت اجراء نبوۃ بمثل سابق ایسی اطلاع دیجاتی لازمی تھی۔ جیسا کہ پہلے دیگئی۔ اس کے بعد ختم نبوت کا اعلان کر دیا۔ جس سے قطعاً اور یقیناً یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن کریم مجموعی طور پر ختم نبوۃ کا اعلان کر رہا ہے۔ اور فرداً فرداً آیات بھی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

احادیث ختم نبوت

اب میں چند احادیث بیان کرتا ہوں۔ جو ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے ایک گھر بنایا جسکو بہت خوبصورت بنایا۔ مگر اس کے کنارہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے پھر پھر کر دیکھتے ہیں۔ اور تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیجگہ کیوں خالی چھوڑی گئی۔ پس میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری کتاب الانبیاء)

ترمذی کے الفاظ میں ہے کہ میرے ساتھ ہی یہ عمارت ختم کر دیگئی ہے۔ اور میرے ساتھ رسول ختم کر

دئے گئے ہیں۔ اس تمثیل سے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت دوسرے انبیاء کی نسبت ارشاد فرمائی قطعی دلالت اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصر نبوت کے متمم اور انبیاء کے ختم کرنیوالے ہیں۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں انبیاء آتے رہے۔ ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی آجاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور خلیفہ ہونگے پس بہت ہوں گے۔ الحدیث (بخاری کتاب جلد اول صفحہ ۴۹۱) مسلم کتاب الامارت)

اس حدیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے مقابل پر یہاں سلسلہ خلافت قائم ہوگا۔ جسکی وجہ آنحضرت علیہ السلام نے یہ فرمادی ہے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں ہے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔ جبکہ آپ نے جنگ تبوک کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اہلبیت میں نگران چھوڑا۔ حضرت علی نے یہ عرض کی کہ کیا آپ مجھکو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ تو آپ نے یہ فرمایا کہ تو مجھسے وہی نسبت رکھتا ہے جسطرح کہ ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ لیکن چونکہ ہارون اور موسےٰ علیہما السلام کے درمیان ایک اور بھی مشترک وصف پایا جاتا تھا۔ (یعنی نبوۃ کا) اسلئے آنحضرت علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

اس مماثلت کو حضرت علی سے دور فرما دیا۔ اگر نبوت آنحضرت علیہ السلام کے بعد تشریعی یا غیر تشریعی جاری ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم **لا نبی بعدی** کہکر اس وصف سے محروم نہ کرتے (بخاری مسلم ذکر غزوہ تبوک)

(۴) حضرت   سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں ۳۰ کذاب دجال ہونگے ہر ایک اُن میں سے کہیگا کہ میں نبی ہوں پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا جھوٹے نبیوں کے ذکر کے بعد جو اس اُمت میں ہونیوالے تھے از روئے شفقت یہ ارشاد فرمانا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ صاف اس بات کی

کی دلیل ہے کہ محض دعوے نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اُمت محمدیہ میں قابل سماعت نہیں۔

(۵) آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لو کان بعدی نبی لکان عمر (الترمذی)
اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت عمر ابن الخطاب ہوتے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اگر کوئی نبی تشریعی یا غیر تشریعی آنحضرت کے بعد ہونے والا ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔

(۶) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم (ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال) میں آخری نبی ہوں تم آخری اُمت ہو۔

اِن احادیث سے قطعاً اور یقیناً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی ہیں اور سلسلہ نبوت آپ کے بعد بند ہے۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت کذاب ہے۔

مرزا کے عقائد اسلامی عقائد کے خلاف ہیں

مرزا صاحب کے عقائد کے مخالف اسلام ہونے کے اور بھی اشباہ و نظائر ہیں۔ مرزا صاحب کا عقیدہ ہے۔ کہ ملائکہ ستاروں کے ارواح ہیں۔ اور ان کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں (ملاحظہ ہو توضیح المرام ص۳۴) جبرائیل کا تعلق شمس روح سے ہے۔ وہ بذات خود حقیقۃً زمین پر نہیں اترتا۔ (ملاحظہ ہو توضیح المرام ص۳۲ و ۴۰ مصنفہ غلام احمد قادیانی)
اِس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کا نزول جو شرع میں وارد ہے۔ اُس سے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے اور جو صورت جبرئیل کی انبیاء دیکھتے تھے۔ وہ جبرئیل کی عکسی تصویر ہوتی تھی جو انبیاء کے خیال میں متشکل ہو جاتی تھی۔ ملک الموت بھی بذات خود زمین پر اُتر کر قبض ارواح نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی تاثیر سے قبض ارواح ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۷ کتاب توضیح المرام) دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے نجوم کی تاثیر سے ہو رہا ہے۔ روح القدس اور روح الامین۔ شدید القویٰ جو جبرائیل کے نام ہیں۔ ان کی نسبت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ سب انسان کی صفتیں ہیں جو خدا تعالےٰ کی محبت اور انسان کی محبت کے ملنے سے بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہی پاک تثلیث ہے۔

مرزا صاحب کا خارج از اسلام ہونا ایک اور طریقہ سے بھی ثابت ہے۔ مرزا صاحب نے جن الہاموں کو خدا کا کلام ظاہر کیا ہے۔ اور ان میں سے اکثر وعدہ کے رنگ میں ہیں۔ اور واقعات نے ان کو غلط ثابت کیا ہے

جس سے یقیناً یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کا وعدہ اور اُس کا کلام نہ تھا۔ کیونکہ اگر وہ خدا تعالےٰ کا کلام اور اس کا وعدہ ہوتا تو واقعات اُس کی تکذیب نہ کر سکتے۔

محمدی بیگم کی پیشنگوئی

منجملہ انکے محمدی بیگم کی پیش گوئی ہے جسکو مرزا صاحب نے اپنے صدق وکذب کا میعار قرار دیا۔ چنانچہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۲۳ پر جو مرزا صاحب کی تصنیف ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ محمدی بیگم کی پیشینگوئی کا معاملہ طے ہوگیا۔ اور آخری نتیجہ ظاہر ہوگیا۔ بلکہ بات ویسی کی ویسی قائم ہے۔ اور کوئی بھی اپنے حیلوں سے اس کو ٹال نہیں سکتا۔ اور تقدیر تقدیر مبرم ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُسکا وقت آویگا۔ پس قسم ہے اُس ذات کی جس نے ہمارے لئے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بھیجا۔ یہ بات حق ہے۔ اور جلد ہی دیکھیگا تو۔ اور میں اس پیشگوئی کو اپنے سچ اور جھوٹ کا میعار قرار دیتا ہوں اور میں اپنی طرف سے نہیں کہتا مگر جو کچھ میرے رب نے کہا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۱ پر کہتے ہیں کہ میں تم سے بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ اور میری موت آجائیگی۔[۱]

اب یہ ظاہر ہے کہ احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کی زندگی میں نہیں مرا۔ اور مرزا صاحب کی موت آگئی[۲] جس سے صاف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے قول کے مطابق دعوے الہام میں جھوٹے تھے۔

مرزا صاحب کے کفر کے وجوہ میں حضرت عیسیٰؑ کی توہین ہے

مرزا صاحب کے منجملہ وجوہ کفر میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی سخت توہین[۳] کی ہے

---

[۱] اس پیشگوئی کے متعلق ہمارا ایک رسالہ موسومہ مرزا اور محمدی بیگم کا ملاحظہ فرمائیے۔ خود مرزا کے اقوال سے پیشگوئی کا جھوٹ ثابت کیا گیا ہے۔ [۲] مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو مر گیا اور مرزا احمد بیگ کا داماد یعنی مرزا سلطان احمد بفضلہ تعالےٰ تا ہنوز زندہ ہے۔

[۳] اس موضوع پر ہمارا رسالہ مرزا اور یسوع قابل دید ہے۔ ضرور اسکو ملاحظہ فرمائیے۔ (ناشر)

اور انکے معجزات کو مسمریزم قرار دیا ہے۔ اور مسمریزم کو خود مرزا صاحب نے قابل نفرت قرار دیا ہے چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ ما سوائے اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے۔ کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنے مسمریزم طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جسکو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ پھر صفحہ ۳۰۹ میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو اللہ تعالے کے فضل و کرم سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

اب اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک مکروہ اور قابل نفرت عمل کے ذریعہ سے لہو و لعب کے طریقہ پر اعجوبہ نمایاں کیا کرتے تھے اعجاز ان کو حاصل نہیں تھا۔

معجزات عیسویہ کی توہین

اب دیکھئے کہ کسقدر معجزات عیسویہ کی توہین ہے جسکو قرآن عظیم نے بڑے اہتمام سے بیان فرمایا ہے

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معجزات بڑی اہمیت سے قرآن شریف میں بیان فرمائے گئے ہیں ابھی حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے کہ انکی والدہ مقدسہ کو بطور بشارت ان معجزات کی خبر دیگئی۔ اذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک واصطفٰک علی نساء العٰلمین یمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرٰکعین ذٰلک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیہم اذ یلقون اقلامہم ایہم یکفل مریم وما کنت لدیہم اذ یختصمون اذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلا ومن الصٰلحین قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذٰلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضٰی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ویعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا

باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحیی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے منکرین پر قرآن کا فتویٰ کفر

پھر آخرت میں جہاں اولین اور آخرین جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تحدیث نعمت کے طور پر معجزات کی بابت ذکر فرماتا ہے۔ جس کا مفصل ذکر سورہ مائدہ میں ہے۔ اور اس جگہ سورہ مائدہ میں آپ کے معجزات کے منکرین پر جو فتوےٰ ہے وہ یہ ہے۔ اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذن اللہ وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین (سورۃ مائدہ پارہ ۷) یعنی جب تو انکے پاس معجزات لیکر گیا تو کافروں نے کہا کہ یہ کھلم کھلا جادو ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار و استخفاف کرنا کافروں کا کام ہے جو کفر کی حد تک پہنچتا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے۔

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کے حق میں سب و دشنام کا استعمال بھی کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب عقائد اسلام کے برخلاف کفر کا ارتکاب کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتے تھے۔ یہ نمونہ ان عقائد کا ہے جو مرزا صاحب کے کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جس سے قطعًا اور یقینًا یہ ثابت ہوا کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

ضروریات دین کا منکر کافر ہے

جو شخص مسلمان ہونیکا دعوےٰ کرے مگر ضروریات دین کا انکار کرے تو اس کو مرتد قرار دیا جائے گا۔ مرزا صاحب کو مرتد سمجھنا ہر اس جو مرتد نہ ہو وہ کافر ہوگا۔ لہٰذا مرزا صاحب کے اصولوں کو ماننے والے اور انکو نبی ماننے والے بھی مرتد اور کافر ہیں۔ تمت

البیان الرفیع

للعلامۃ

المفتی محمد شفیع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

عالم نبیل فاضل جلیل مولانا محمد شفیع صاحب سابق مفتی دار العلوم دیوبند بہت بلند پایہ فاضل ہیں مدتوں تک دار العلوم دیوبند میں مفتی کے عہدہ جلیلہ پر نافذ رہے ہیں۔ اور اب دار العلوم میں ایک کامیاب اور مسلم مدرس ہیں۔ فتنہ مرزائیہ کی تردید میں آپکی بہت سی مصنفات ہیں مگر ختم نبوت تین جلدوں میں ایک لاجواب تصنیف ہے۔ آپ کا بیان ۱۱ر اگست ۱۹۳۲ء کو ڈسرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں ہوا۔ بیان ۷ بجے صبح سے شروع ہوا اور گیارہ بجے مختار مدعا علیہ نے جرح کی جو ۱۲ر اگست کو ۱ بجے ختم ہوئی۔ مفتی صاحب نے مختار مدعا علیہ کی جرح کے مسکت جواب دئے۔ اور مرزائیت کے کفر و ارتداد کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا۔ مفتی صاحب کا یہ بیان جن معارف و حقائق علمیہ کا خزینہ ہے اسکا صحیح اندازہ پڑھنے سے ہو سکتا ہے۔

ابو العباس نعمانی
بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکر ختم نبوت بالاجماع کافر و مرتد ہے

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام علمائے امت کے نزدیک یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعوے کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ اور اس کا نکاح کسی مسلمان عورت سے جائز نہیں۔ اگر نکاح کے بعد یہ عقائد اختیار کرلے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اور بغیر حکم قاضی اور بلا عدت اُسے دوسرے نکاح کرنیکا اختیار ہوگا۔ اس کے ثبوت کیلئے سب سے پہلے میں عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔ کہ کس وقت ایک مسلمان کو کن افعال یا اقوال کی بناء پر کافر کہا جا سکتا ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ خدا تعالےٰ یا اس کے رسول کا انکار کفر ہے۔ لیکن یہ بات ذرا توضیح طلب ہے کہ رسول کے انکار کے کیا معنی ہیں۔

رسول کے انکار کے معنے

میں سب سے پہلے ایک آیت پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فی ما شجر بینھم۔ ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ اس آیت میں صراحتہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام معاملات میں حکم نہ بنائے اور آپکے فیصلہ کو خندہ دل سے قبول نہ کرے۔ اس آیت کی تفصیل میں حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ لو ان قوما عبدوا اللہ تعالیٰ واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وصاموا رمضان وحجوا البیت ثم قالوا لشئ صنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا صنع خلاف ما صنع او وجدوا فی انفسھم حرجا لکانوا مشرکین (روح المعانی ص۹۵ جلد ۵)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قوم یا جماعت خدا کی عبادت کرے۔ نماز پڑھے۔ زکوٰۃ دے روزہ رکھے اور سارے اسلامی کام ادا کرے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل پر حرف گیری کرے وہ مشرک ہے۔

خدا اور رسول کے حکم کا انکار کفر ہے

اس بنا پر تمام علمائے اُمت کا اتفاق ہے کہ جسطرح اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کا انکار کفر ہے اسیطرح اُنکے کسی ایک حکم کا نہ ماننا بھی کفر ہے۔

ابلیس کا کفر انکار حکم کیوجہ سے ہے

سب سے پہلا کافر ابلیس مانا جاتا ہے سو وہ اسی قسم کا منکر ہے وہ خُدا کا منکر نہیں صرف خدا کے ایک حکم نہ ماننے کیوجہ سے کافر مانا گیا ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق چند علماء کی عبارتیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) شرح مقاصد المبحث السابع فی حکم مخالف الحق طی من اھل القبلۃ) لیس بکافر مالم یخالف ماھو من ضروریات الدین اس کے بعد اسی کتاب میں ہے۔ فلا نزاع فی کون اھل القبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد نفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات اونحو ذالک کذالک بصدور شیئ من موجبات الکفر عنہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو شخص ساری عمر عبادت کرنیوالا ہو جب وہ قدم عالم کا قائل ہو جائے یا حشر کا انکار کرے یا اس کے امثال کا تو وہ کافر ہے یا ایسا ہی کوئی اور حکم موجبات کفر میں سے اس سے صادر ہو۔

اہل قبلہ کا معنیٰ

حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۲۳ میں تحریر کرتے ہیں۔ اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علی ماھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذالک من المسائل المھمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی [illegible]

بالجزئیات ولا یکون من اهل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا یکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شیئ من موجباته یعنی اہل قبلہ جن کی تکفیر نہیں کیجاتی ہے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو ضروریات دین پر متفق ہوں۔ تو جو شخص ساری عمر طاعات وعبادات پر مداومت کرے۔ مگر قدیم عالم اور نفی حشر کا قائل ہو وہ اہل قبلہ نہیں ہے۔ اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنیکا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی چیز علامات کفر میں سے اس میں نہ پائی جائے اس وقت تک اس کی تکفیر نہ کیجائے۔ علامہ شامی رد المحتار جلد اول صفحہ نمبر ۳۷۷ میں لکھتے ہیں کہ لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام من حدوث العالم وحشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر یعنی امت میں کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو۔ وہ کافر ہے۔ اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور ساری عمر عبادات پر مداومت کرے۔ یہی مضمون بحر الرائق شرح کنز باب المرتدین اور غایة التحقیق شرح حسامی اور کشف الاصول میں ہے۔ نبراس شرح الشرح عقائد صفحہ ۵۷۲ میں علمائے محقق کی تحقیق اسطرح نقل زمائی ہے۔ اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر یعنی متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہ شخص ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے۔ یعنی وہ امور جن کا ثبوت شریعت میں معلوم ومشہور ہے۔ جو شخص ضروریات دین میں کسی چیز کا انکار کرے۔ وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ اگرچہ طاعات میں انتہائی کوشش کرنیوالا ہو۔ ایسے ہی وہ شخص جو کسی ایسے کام کا مرتکب ہو تکذیب رسول کی علامت ہے جیسے توہین کسی امر شرعی کی یا کسی امر شرعی کا استہزا کرنا۔

یہاں تک علمائے محققین کی چند شہادات اس بات پر پیش کی ہیں کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر ہے۔ اسیطرح آپ کے احکام میں سے کسی ایک قطعی حکم کا انکار بھی کفر ہے قطعی الثبوت سے ہمارے مطلب وہ حکم ہے جو اسلام میں ایسا مشہور ومعروف ہے کہ امت قرون اولیٰ سے لیکر آج تک ایسا ہی سمجھتی چلی آئی ہو۔

قطعی الثبوت اور ضروریات دین میں فرق

قطعی الثبوت اور ضروریات دین میں اتنا فرق ہے۔ کہ ضروریات دین ان کو کہا جاتا ہے۔ جن کا ثبوت درجہ تواتر کو پہنچ کر ایسا ہی واضح ہو گیا ہو کہ تمام امت اسے ہمیشہ ایسا ہی جانتی رہی ہو قطعی الثبوت وہ چیز ہے جس کا ثبوت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علمی قواعد کی بنا پر قطعی ہو۔ خواہ امت کا کوئی فرد اسے نہ جانتا ہو اسلئے قطعی الثبوت کے انکار کو اس وقت کفر کہا جائیگا۔ جبکہ اس کی تبلیغ اسکو کر دیجائے۔ ضروریات دین کا منکر مطلق کافر ہے۔ اس میں تبلیغ کرنیکی ضرورت نہیں۔ یہ بات جو میں نے علماء کی تحقیق سے پیش کی ہے۔ خود مرزا صاحب اور اس کے متبعین کی کتابوں میں موجود ہے۔ مرزا صاحب اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ میں لکھتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابلے پر ہے اور کفر دو قسم ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۳ پر لکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ نیز مسٹر محمد علی ایم۔ اے لاہوری اپنی تفسیر بیان القرآن صفحہ [illegible] میں آیۃ کریمہ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسولوں میں تفریق سے صرف یہ مراد نہیں کہ اللہ کو مان لیا۔ اور رسولوں کا انکار کر دیا۔ جیسے براہمو ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہ بعض رسولوں کو مان لیا اور بعض کا انکار کر دیا۔ جیسے تمام اہل کتاب کی حالت ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ کے کسی رسول کا انکار گویا اللہ ہی کا انکار ہے۔ نیز انجام آتھم صفحہ ۱۴۴ میں ہے اشہد وانا نتمسک بکتاب اللہ القرآن ونتبع اقوال رسول اللہ منبع الحق والعرفان ونقبل ما انعقد علیہ الاجماع بذلک الزمان لا نزید علیہا ولا ننقص منہا وعلیہا نحی وعلیہا نموت۔

ومن زاد علی ھذہ الشریعۃ مثقال ذرۃ او نقص منہا او کفر بعقیدۃ اجماعیۃ فعلیہ
لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین یعنی گواہ رہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے تمسک کرتے ہیں
اور رسول کے اقوال کا اتباع کرتے ہیں جو حق اور معرفت کا چشمہ ہے اور ہم ان تمام باتوں کو قبول کرتے ہیں
جس پر اس زمانہ میں اجماع منعقد ہوا - نہ اس پر زیادتی کرتے ہیں اور نہ کمی اسی پر زندہ رہیں گے اور اسی پر
مریں گے جو شخص بقدر ایک ذرہ شریعت کے زیادتی کرے یا کمی کرے اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت تمام
آدمیوں کی لعنت یہ میرا عقیدہ ہے - ان عبارتوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ علمائے اسلام کے نزدیک تمام
اور نیز خود مرزا صاحب کے نزدیک جس طرح رسول کا انکار کفر ہے اسی طرح اسلام کے کسی اجماعی عقیدہ یا ضروریات
دین میں سے کسی چیز کا انکار بھی کفر ہے

مرزا نے بہت سے ضروریات دین کا انکار کیا ہے

اس کے بعد میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے ضروریات دین میں سے بہت سی چیزوں کا انکار
کیا اور اسی بنا پر وہ باجماع امت کافر و مرتد ہیں - اس وقت ان ضروریات دین سے پہلی چیز ختم نبوت کا
انکار ہے - اور نبوت کا دعوے اور وحی اور شریعت مستقلہ کا دعوے ہے - نبوت کے دعوے کا خود مرزا صاحب کو اپنے
بیان میں اقرار ہے - اس لئے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں -

وحی اور شریعت مستقلہ کے دعوے کے ثبوت میں مرزا صاحب کے اقوال ذیل پیش کرتا ہوں -
دافع البلاء صفحہ ۱۱ پر ہے کہ سچا خدا وہی ہے کہ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا - اسی طرح براہین احمدیہ
صفحہ پر لکھتا ہے - حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے - اسی میں ایسے لفظ رسول
اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں - نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ یہی مضمون اور دوسرے اربعین نمبر ۴ صفحہ پر لکھتے ہیں اور
ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی ۲۳ برس
تک مہلت پا سکے - ضرور ہلاک ہوگا - کتاب ضمیمہ حقیقۃ النبوت میں مرزا محمود صاحب کا قول نقل کرتے
ہیں کہ حق یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل

اور بھی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ اس کے اُوپر الفاظ یہ ہیں کہ چند روز ہوئے کہ ایک مخالف کیطرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔

حقیقۃ الوحی ص۱۴۹-۱۵۰ میں ہے اسیطرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت وہ نبی ہے اور خُدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خُدا تعالے کی وحی کی بارش کیطرح میرے پر نازل ہوئی۔ اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔"

انجام آتھم ص۶۲ میں ہے۔ "اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ خُدا کا فرستادہ خُدا کا مامور خُدا کا امین اور خُدا کیطرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اُس پر ایمان لاؤ اور اُس کا دشمن جہنمی ہے"

اور مرزا صاحب اربعین ص۳ میں لکھتے ہیں کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسے توریۃ اور انجیل اور قرآن مجید پر تو کیا مجھ سے توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُن کر اپنے یقینیات کو چھوڑ دونگا"

اسیطرح حقیقۃ الوحی ص۱۱۰ پر ہے میں اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خُدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔

مرزا صاحب کے اقوال اس بارہ میں اگر جمع کئے جاویں تو اور بھی بہت سے ہیں۔ لیکن ان سے بقدر ضرورت یہ بات معلوم ہو گی۔ کہ مرزا صاحب وحی اور رسالت کے مدعی ہیں۔ اور اپنی وحی کو بالکل قرآن کے برابر سمجھتے ہیں اور اس کے منکر کو جہنمی کہتے ہیں۔

تیرہ سو سال کا اسلامی اجماعی عقیدہ

اس کے بعد اُمتِ محمدیہ کا ساڑھے تیرہ سو برس کا عقیدہ اس بارے میں پیش کرتا ہوں کہ جو شخص وحی اور نبوت کا دعوٰے کرے یا آنحضرت کے بعد کسی نبی کا آنا یا کسی کو نبوت دیا جانا تجویز کرے۔ اس کے متعلق علمائے اُمت کی

یں رائے ہے سوا ائمہ امت نے کیا فرمایا۔ علامہ خفاجی شرح شفا میں لکھتے ہیں۔ وکذلک قال بن القاسم
فیمن تنبأ او زعم انہ یوحی الیہ انہ کالمرتد سواء دعا ذلک الی متابعتہ بنوتہ سرًا
کان او جہارا کمسیلمۃ لعنۃ اللہ تعالی وقال بن الفرج ھو ای من زعم انہ نبی او یوحی الیہ
کالمرتد فی احکامہ لانہ قد کفر بکتاب اللہ ولانہ کذب بہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ
خاتم النبیین ولا نبی بعدہٗ مع الفریۃ علی اللہ یعنے ایسے ہی ابن قاسم نے اس شخص کے متعلق کہا ہے کہ
دعوئے نبوت کرے اور کہے کہ مجھپر وحی نبوت آتی ہے اور ابن قاسم مدعی نبوت کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ کہ وہ مثل مرتد
کے ہے۔ خواہ لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے یا نہ دے۔ اور پھر یہ دعوئے خُفیہ ہو یا علانیہ جیسے مسیلمہ کذاب
اور ابن الفرج فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھپر وحی آتی ہے۔ وہ مثل مرتد کے ہے۔
اس لئے کہ اس نے قرآن سے کفر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قول میں جھٹلا دیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اُس نے اپنے اللہ پر افترا بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اسیطرح شرح شفا
میں ہے کذلک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا علیہ السلام ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب
والاسود العنسی او ادعی نبوۃ احدًا بعدہٗ فانہ خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فھذا تکذیب
للہ ورسولہ علیہ السلام یعنی ہم ایسے ہی اُس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت
کا دعوئے کرے یعنی آپ کے زمانے میں جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے کیا۔ یا آپ کے بعد کرے۔ اس لئے کہ
آپ خاتم الانبیاء ہیں بنص قرآن وحدیث۔ پس یہ دعوئے اللہ اور اُس کے رسول کی تکذیب ہے۔

نیز الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ صفحہ ۲۹۶ میں ہے اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من ضروریات الدین یعنی جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ آنحضرت صلعم
سلام نبیوں کے آخری ہیں کافر ہے۔ کیونکہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔ نیز فقہ حنفی کی مشہور
کتاب البحر الرائق صفحہ ۳ جلد ۵ میں ہے کہ اگر کوئی کلمہ شک کیساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح اور سچ ہو تو وہ کافر
ہو جاتا ہے اسیطرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

نیز فتاویٰ عالمگیریہ ج ۲ ص ۲۶۳ میں ہے اذا لم یعرف ان محمدا علیہ السلام آخر الانبیاء

یعنے اگر کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ آنحضرت علیہ السلام آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ اور اگر کہے کہ میں رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ من پیغمبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں۔ تب بھی کافر ہو جاتا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ ایسے الفاظ ہوں جو دعوے نبوت کے موہم ہوں وہ بھی کفر ہے۔

علامہ ابن حجر مکی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں من اعتقد وحیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقد کفر باجماع المسلمین یعنے جو شخص آنحضرت کے بعد وحی کا اعتقاد رکھے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔

حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر صہ ۲۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں ودعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع آنحضرت کے بعد دعوے نبوت کرنا باجماع کفر ہے۔

علامہ سید محمود مفتی بغداد اپنی تفسیر کے پ ۲۲ میں لکھتے ہیں۔ وکونہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین من ما نطقت الخ یعنی آنحضرت علیہ السلام کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں جن کو حدیث نبویہ نے نہایت وضاحت کیساتھ بیان کر دیا ہے۔ جس پر اُمت نے اجماع کیا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا۔ اگر کوئی اصرار کرے گا تو قتل کیا جاویگا

حافظ ابن حزم اپنی کتاب الملل والنحل صہ ۲۴۹ میں لکھتے ہیں وکذلک من قال الخ اور ایسا ہی جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت کے بعد سوائے عیسیٰ بن مریم کے اور کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اسکے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ ادعت ایضا روافض نے یہ بھی دعوے کیا ہے کہ حضرت علی نبی ہیں۔ خدا ان کو لعنت کرے اور اس کے فرشتے بھی اور اس کی تمام مخلوق روز قیامت تک اور جلا دے انکے گھروں کو کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں غلو سے کام لیا ہے۔ اور اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ پس ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اس شخص سے جس نے قول کیا ہے۔

ان تمام حوالجات سے یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہو گی کہ اُمت محمدیہ قرن اول سے لیکر آج تک اس پر متفق ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی یا نبوت کا دعوے کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر اور مرتد ہے۔ اس کے بعد میں مرزا صاحب کی عبارتیں اس کی تائید میں پیش کرتا ہوں۔

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۶ میں ہے وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین۔ مجھے یہ نہیں ہو سکتا کہ نبوۃ کا دعوےٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافر قوم کیساتھ مل جاؤں اس قول سے معلوم ہوگیا کہ پہلے خود مرزا صاحب کا عقیدہ بھی یہی رہا۔ جو تمام اُمت کا عقیدہ تھا۔

مدعیانِ نبوت کے خلاف اسلامی درباروں کے فیصلے

اس کے بعد میں چند وہ فیصلے پیش کرنا چاہتا ہوں جو مدعیانِ نبوت کے بارہ میں اسلامی درباروں سے صادر ہوئے۔ اسلام میں سب سے پہلا مدعی مسیلمہ کذاب اور پھر اسود عنسی ہیں۔ اسود عنسی کو وہاں حضرت کے حکم سے قتل کردیا گیا اور کسی نے نہ پوچھا کہ تیری نبوت کے کیا دلائل ہیں۔ اور تیرے صدق کا معیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ فتح الباری ہپ ۸ صفحہ ۵۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذاب پر باجماع الصحابہ جہاد کیا گیا۔ اور آخر اُسے قتل کیا گیا۔

وہ سب سے پہلا اجماع جو اسلام میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کے جہاد پر تھا۔ جس میں کسی نے یہ بحث نہ ڈالی کہ مسیلمہ اپنی نبوت کیلئے کیا دلائل اور کیا معجزات رکھتا ہے بلکہ اس بناء پر کہ آنحضرت کے بعد دعویٰ نبوت سرے سے کذب و افتراء مان لیا گیا۔ اس لئے باجماع الصحابہ اس پر جہاد کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر کے عہد میں طلیحہ نامی ایک شخص نے دعوےٰ نبوۃ کیا اور حضرت صدیق اکبر نے اس کے قتل کے لئے حضرت خالد کو بھیجا۔ فتوح البلدان صفحہ ۱۰۲ اس کے بعد حارث نامی ایک شخص نے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں دعوےٰ نبوت کیا خلیفہ نے علماء وقت سے جو کہ صحابہ اور تابعین تھے فتوے لیا۔ اور متفقہ فتوے پر اُسے قتل کرکے سُولی پر چڑھا دیا گیا۔ کسی نے اس بحث کو روا نہ رکھا کہ اس کی صداقت کا معیار دیکھیں۔ اور معجزات اور دلائل طلب کریں۔ قاضی عیاض نے اس واقعہ کو اپنی کتاب شفاء میں نقل کرکے فرمایا ہے وفعل ذالک غیر واحد من الخلفاء والملوک باشباھھم۔ یعنی بہت سے خلفاء بادشاہوں نے بہت سے ایسے مدعیان نبوت کیساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ اور اس وقت کے علماء نے اجماع کیا ہے کہ یہ انکی کاروائی صحیح اور درست تھی۔ اور جو شخص انکے کفر کا منکر ہو وہ خود کافر ہے۔ ہارون رشید کے زمانہ میں ایک شخص نے دعوےٰ

نبوت کیا خلیفہ نے علماء کے متفقہ فیصلہ سے اُسے قتل کیا۔ کتاب المحاسن صفحہ ۹۶ جلد اول میں مذکور ہے۔ یہاں تک میری گذارش کا خلاصہ یہ تھا کہ تمام اُمت اِس پر متفق ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد جو شخص دعوئے نبوت یا وحی کا کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر مرتد ہے۔ اور اِس فیصلے کو قرونِ اول سے لیکر تمام اسلامی عدالتوں اور درباروں نے نافذ کیا ہے۔ کہ مدعی نبوت اور اِس کے ماننے والے دونوں کافر و مرتد ہیں۔

ائمہ کے اِن اقوال سے یہ بات ثابت اور واضح ہو گئی کہ یہ جو کچھ ختم نبوت کا عقیدہ پیش کیا گیا ہے وہ قرآن مجید کی آیت ولکن رسول اللہ خاتم النبیین کا صریح حکم ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس آیت کا مطلب سوائے اِس کے اور نہیں ہو سکتا۔ جو اصحابہ نے اور تابعین نے باجماع بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعوے جائز نہیں۔

تفسیر ابن کثیر صفحہ ۹۰ جلد ۸ آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں ہے فھذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ الخ یعنی یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور جب کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو رسول بطریق اولیٰ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور عکس ضروری نہیں۔ اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں۔ جس کو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے نقل کیا ہے۔ اِسی کتاب کے صفحہ ۹۱ جلد آٹھویں میں ہے فمن رحمۃ اللہ ارسال محمد الخ یعنی اِس بندوں پر خدا کی رحمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکی طرف بھیجا پھر اللہ تعالےٰ کیطرف سے آنحضرت کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر تمام انبیاء اور رسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور دین حنیف کو آپؐ کامل اعتماد ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اور اُس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہونیوالا نہیں۔ تاکہ اُمت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپکے بعد اِس مقام نبوت کا دعوے کرے وہ بڑا جھوٹا اور مفتری اور دجال اور ضال و مضل ہے۔ اگرچہ شعبدہ بازی بھی کرے اور قسم قسم کے جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے۔ اِس لئے کہ یہ سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے اور ایسے ہی خداوند تعالےٰ ان پر لعنت کرے۔ اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح الدجال تک ختم کر دئے جاویں گے۔ اِس بارہ میں جو احادیث متواترہ کا دعوے ابن کثیر نے کیا ہے وہ سب تقریباً بیس

رسالہ ختم النبوۃ (جو طبع شدہ ہے) میں محفوظ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ لا تقوم الساعۃ حتی تبعث دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنی قیامت اُس وقت تک نہیں قائم ہوگی جب تک بہت سے دجال اور جھوٹے لوگ نہ اُٹھ جائیں، جن میں ہر ایک یہ کہتا ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اور میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ (ابوداؤد و ترمذی) دوسری حدیث میں ہے مثلی ومثل الانبیاء من قبلی الخ یعنی میری اور پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے گھر بنایا ہو اور آراستہ و پیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ اور اُس کے آس پاس لوگ چکر لگاتے ہوں اور خوش ہوتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تاکہ تعمیر مکمل ہو جاتی۔ وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری) تیسری حدیث فضلت علی الانبیاء الخ یعنی مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے جن میں یہ ہے کہ میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا گیا ہے۔ (مسلم کتاب الفضائل) چوتھی حدیث انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم الخ میں انبیاء کا آخری ہوں اور تم تمام امتوں کے آخری ہو (ابن ماجہ)

یہاں تک میرے بیان کا ایک جزو ختم ہوا کہ ضروریات دین کا انکار باجماع امت کفر ہے۔ اور ختم نبوۃ کا عقیدہ اور اسی طرح مدعی نبوۃ کا مرتد ہونا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ مرزا صاحب نے ان تمام ضروریات دین کا کھلے طور پر انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ باجماع امت کافر و مرتد ہیں۔

توہین انبیاء علیہم السلام

اس کے بعد دوسری چیز توہین انبیاء علیہم السلام ہے۔ انبیاء پر ایمان لانا اور اُنکی بلا تخصیص و استثناء توقیر کرنا اور تعظیم کرنا قرآن اور حدیث کا کھلا ہوا فیصلہ اور اجماعی مسئلہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن شریف کا ارشاد ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ الخ (سورۃ نساء پارہ ۶) اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء پر بلا استثناء ایمان لانا ضروری ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی متعدد کتابوں میں متعدد مواقع پر انبیاء کی توہین کی ہے۔ خاصکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اسقدر اہانت اُنکی کتابوں میں صراحۃً موجود ہے کہ ایک بھلا آدمی بھی دوسرے آدمی کو نہیں کہہ سکتا۔ مرزا صاحب کی کتاب دافع البلاء صفحہ آخر پر ہے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ علیہ السلام نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی اسیوجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اس عبارت نے یہ بات بھی صاف کردی ہے کہ اس میں جو کچھ حضرت مسیح کے متعلق کہا گیا ہے وہ مرزا صاحب کا اپنا عقیدہ ہے۔ جس کو بحوالہ قرآن بیان کرتے ہیں۔ وہ کسی عیسائی وغیرہ کا قول نقل نہیں کرتے۔ اسیطرح اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں۔ پس

اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔

اس کتاب کے حاشیہ صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔ ہاں آپکو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ اسی صفحہ پر ہے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے۔ اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ پر ہے اور آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ اسی صفحہ پر ہے کہ آپکا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسیوجہ سے ہو۔ کہ جدی مناسبت درمیان ہے لئے اسی صفحہ پر ہے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں یہ گالیاں یسوع کا نام لیکر دی ہیں۔ خود اپنی کتاب توضیح مرام میں لکھتے ہیں کہ ابن مریم جس کو عیسےٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ اسیطرح مرزا صاحب اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُس کے چار بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ اس کے حاشیہ

لکھتے ہیں یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ مرزا صاحب کی ان عبارات سے یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ جسکو یسوع کہتے ہیں وہ ہی عیسٰے ابن مریم ہے۔ لہذا یہ بات قابل التفات ہے کہ مرزا صاحب نے گالیاں یسوع کو دی ہیں نہ کہ عیسٰے کو۔ نیز کشتی نوح صفحہ ۶۵ کے حاشیہ پر خود مرزا صاحب بجائے یسوع کے لفظ عیسٰے لکھکر کہتے ہیں کہ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسٰی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ ان عبارات سے مرزا صاحب کا حضرت عیسٰی کی توہین کرنا۔ اور مغلظات گالیاں دینا ثابت ہو گیا۔

توہین انبیاء بالاجماع کفر ہے

اس کے بعد علمائے اُمت کا متفقہ فیصلہ اس بارہ میں پیش کرتا ہوں۔ کہ جو شخص خدا کے کسی نبی کی اونٰے توہین کرے وہ باجماع اُمت کافر ہے۔ اور مختار شامی صفحہ ۲۹۰ جلد تیسری میں ہے۔ ہو الکافر بسب نبی من الانبیاء یعنی وہ شخص جو کسی نبی کو گالیاں دینے کیوجہ سے کافر ہو گیا اُسے قتل کیا جائیگا۔ اور اسکی توبہ قطعاً قبول نہ ہو گی۔ اور جو شخص اسکے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہی مضمون درر میں فصل جزیہ کیساتھ نقل کیا ہے۔ فتاوی بزازیہ میں بھی ہے۔ کہ اگر اپنے دل سے بھی کسی نبی کو مبغوض رکھے اُس کا بھی یہی حکم۔ اسیطرح شامی صفحہ ۲۹۹ جلد تیسری میں ہے قال ابن السحنون المالکی واجمع المسلمون الخ یعنی ابن سحنون مالکی فرماتے ہیں۔ کہ تمام مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ رسول کو گالیاں دینے والا کافر ہے۔ اور اُس کا حکم قتل ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہی عبارت بعینہ شفا وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ کتاب الخراج میں ہے ای مسلم سب الخ یعنی جو مسلمان آنحضرت کو گالیاں دی یا آپ کی تکذیب کرے یا آپ پر عیب لگا دے تو وہ کافر ہو گیا۔ اسکی عورت اس سے بائنہ ہو گئی۔ تحفہ شرح منہاج باب المرتدین میں ہے۔ او کذب نبیا او رسولا الخ یعنی جو شخص نبی یا رسول کی تکذیب کرے یا کسی شخص کی نبوت کو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز رکھے۔ وہ کافر ہے۔

اُمت کے اجماعی فیصلوں سے مرزا صاحب کے کفر اور ارتداد کی دوسری وجہ نکلی۔ ان وجوہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین بالاجماع کافر و مرتد ہیں۔

مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد کے ساتھ جائز نہیں

اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر کیساتھ ہرگز کیسوقت جائز نہیں سمجھا گیا۔
اگر بعد نکاح خاوند کفر اختیار کرے۔ اُس کا نکاح ہمیشہ فسخ شمار کیا گیا ہے کہ لا ھن حل لھم ولا ھم یحلو
لھن یعنی مسلمان عورتیں کفار کے لئے حلال نہیں اور نہ کفار مرد مسلمان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ قرآن کا یہ کھ
فیصلہ ہے۔ اور خود مرزا صاحب اور ان کے متبعین بھی اسکے قائل ہیں۔

فتویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸ جلد ۲ میں تاکید کیجاتی ہے کہ کوئی احمدی اپنی لڑکی غیر احمدی کے نکاح میں نہ دے
اسیطرح انوار خلافت صفحہ ۹۳ و ۹۴ میں ہے۔

ایک اور سوال بھی ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔

حضرت مسیح موعود نے اُس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ
ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپنے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو
لیکن غیر احمدیوں کو نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دیدی تو حضرت خلیفہ اول نے اسکو
احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اُس کی تو
قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (اب میں نے اُسکی سچی توبہ دیکھکر قبول کر لی ہے"

میں اپنے بیان کو اس پر ختم کرتا ہوں کہ باجماع اُمت بہ تصریح قرآن وحدیث کوئی مسلمان عورت کس
قادیانی مذہب والے کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اگر وہ بعد نکاح کے ایسا مذہب اختیار کر لے تو شرعاً وہ نکاح فسخ ہو جا
قضائے قاضی اور عدت کی ضرورت نہیں۔

تمت

البیان الاتقن

للعلامة

السید محمد مرتضیٰ حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

رئیس المناظرین ورأس المتکلمین حضرت مولٰنا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب سابق صدر المدرسین مدرسہ امدادیہ مرادآباد بہت بڑے مشہور فاضل ہیں۔ عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں ناظم تعلیم رہے ہیں اور ہندوستان کے متعدد مدارس میں صدر المدرسین رہے ہیں۔ فن مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ جامع علوم وفنون ہیں اور رد مرزائیت میں آپ کے بہت رسائل لاجواب ہیں۔ آپ کا بیان ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء کو شروع ہوکر ۲۵ اگست ۱۹۳۲ء کو ختم ہوا۔ بیان کیا ہے براہین ودلائل کا ایک بحر زخار ہے جو مرزائی نبوۃ کو ایک تنکے کیطرح بہائے لئے جارہا ہے اور ایک حقیقت نما آئینہ ہے جسمیں مرزائی دجل وفریب اور کذب وزور کے باریک سے باریک نقش بھی دکھاوے رہے ہیں۔ حضرت ممدوح نے اپنے بیان میں مرزا صاحب کے کفر کے لاکھوں وجوہ بیان کئے ہیں اور مختار مدعاعلیہ کی جرح کے ایسے دندان شکن جواب دیے جن سے مرزا اور اسکے متبعین کا کفر وارتداد پہلے سے زیادہ واضح ہوگیا۔

ابوالعباس نعمانی
بہاولپور

مرزا اور اسکے متبعین کافر ہیں

اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کافر اور مرتد اور قطعی کافر ہے۔ اور ایسے کافر ہیں کہ مرزا صاحب کے عقائد معلوم ہونیکے بعد جو شخص انکے ارتداد اور کفر میں شک و شبہ کرے۔ وہ بھی ویسے ہی کافر ہے۔

کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح کسی مرزائی عورت یا مرد کیساتھ جائز نہیں

مرزا صاحب اور اُسکے متبعین اور وہ دیگر جتنے مرتد ہیں سب کا شرعی حکم یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح ان کے کسی مرد یا عورت سے جائز نہیں۔ اور اگر ہو گیا ہے یا نکاح ہونیکے بعد کوئی شخص مرزائی ہو جائے تو اسکا نکاح فوراً بالفعل فسخ ہو جاتا ہے۔ اُس عورت کو اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی سے فسخ کرائے بلکہ اس کو اختیار ہے کہ وہ خود کسی شخص سے نکاح کرے۔

یہ مسئلہ اس قسم کا ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ کوئی معتد بہ مذہب رکھنے والے ہیں ان سب کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک مذہب والے کا نکاح دوسرے مذہب والے سے جائز نہیں۔ حتیٰ کہ بعض قوموں میں یہ بات بھی ہے کہ باوجودیکہ وہ ایک مذہب کے ہیں مگر پھر بھی دوسری قوم میں نکاح جائز نہیں سمجھتے۔ شریعت مطہرہ نے کفو کا اعتبار کیا ہے۔ اگر کوئی بالغ لڑکی اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو ولی کو شرعاً اجازت ہے کہ وہ قاضی کے ہاں جا کر اس نکاح کو فسخ کرالے۔ اگر کسی نیک بخت متقی کی لڑکی جوان ہو اور کسی بدمعاش فاسق سے نکاح کرے تو اگرچہ اسکا ہم عقیدہ اور ہم قوم ہے تو پھر بھی ولی کو شرعاً اختیار ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرالے۔ یہ چیز ایسی ہے کہ انسانوں سے بڑھکر جانوروں کو بھی اسکا احساس ہے۔ وہ جانور جن کے جوڑے ہیں۔ سور اور ریچھ کے سوا سب جانوروں کو احساس ہے۔ کہ انکے مادہ سے کوئی دوسرا جفتی نہ کرے۔ بخاری کی حدیث میں بندر کا ایک بندری کو رجم کرنیکا قصہ مشرح موجود ہے۔ جو میرے اس دعوے کی کھلی دلیل ہے۔

مرزا محمود اپنی کتاب انوار خلافت صفحہ ۹۳ و ۹۴ پر لکھتا ہے کہ ایک اور سوال بھی ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا۔ جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی

کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اسکو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں کو نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دیدی۔ تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سال میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ اب میں نے اسکی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے

انوارِ خلافت کی عبارت کے نتائج

اس عبارت سے یہ بات معلوم ہو گی کہ مرزا صاحب کی شریعت کے مطابق چونکہ تمام غیر احمدی مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر اور مرتد ہیں۔ لہٰذا انکے مذہب کی عورت کا کسی غیر مذہب والے سے نکاح جائز نہیں۔ اور جب یہ بھی ملا لیا جائے کہ جس کو یہ اپنی جماعت سے نکالتے ہیں وہ مسلمان نہیں رہتا اور اُس کی نجات بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انکے عقیدہ کے مطابق نجات کا انحصار اسی میں ہے کہ ان کی جماعت میں داخل رہے۔ جب خلیفۂ اوّل نے اُس شخص کو جس نے اپنی لڑکی غیر احمدی کو دی تھی اپنی جماعت سے بھی خارج کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ مرزائی مذہب میں اگر کوئی احمدی کسی مسلمان سے اپنی لڑکی بیاہ دے تو صرف یہی نہیں کہ اُس کا نکاح نہیں رہا۔ بلکہ وہ کافر بھی ہو گیا میں عدالت کو اسطرف متوجہ کراتا ہوں کہ جس جماعت کا یہ عقیدہ ہو کہ اگر انکی عورت ہم مسلمانوں کے نکاح کو دے تو نہ صرف وہ کافر ہو جائے بلکہ اُس کا باپ بھی کافر ہو جائے پھر وہ ہم سے یہ امید کریں کہ مسلمانوں کی عورتیں اُن کے نکاح میں رہیں اور مقدمے بھی دائر ہوں۔ اگر کچھ بھی انصاف ہوتا تو جیسے وہ ہمارے مذہب سے علیحدہ ہیں وہ نکاح میں بھی علیحدہ ہوتے ــ اور مقدمہ بھی دائر نہ ہوتا۔

مرزائیوں اور مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تشریعی نبوت کا دعوےٰ کفر ہے

مرزا صاحب اور قادیانی جماعت اور ہم مسلمانوں میں اس وقت تک یہ مسئلہ متفق علیہ رہا ہے کہ جو شخص دعوےٰ نبوت تشریعی کرے وہ کافر ہے۔ چنانچہ شیخ محمد عمر وکیل چیف کورٹ پنجاب نے قول فیصل ۱۹۱۵ء پر یہ لکھا ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی

نہیں۔ جو صاحب شریعت ہو۔ یا بلا واسطہ مطاوعت آنحضرت وحی پا سکتا ہے۔ مرزا صاحب کی کتاب حمامۃ البشریٰ
صفحہ ۹۶ میں ہے ما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین یعنی
میرے لئے جائز نہیں کہ نبوت کا دعوے کروں۔ اور اسلام سے خارج ہو کر کافروں سے ملجاؤں۔
اسی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر ہے۔ الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا علیہ السلام
خاتم الانبیاء بغیر استثناء و فسرہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ لا نبی بعدی ببیان
واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب النبوۃ
بعد تغلیقہا وھذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین یعنی کیا یہ تو نہیں جانتا کہ رب رحیم نے آنحضرت کا نام
بغیر کسی استثناء خاتم الانبیاء رکھا ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام نے اپنے قول لا نبی بعدی میں ایک واضح بیان
سے اسکی تفسیر کر دی ہے کہ اگر آنحضرت کے بعد ہم کسی نبی کے ظہور کو جائز رکھیں تو ہمیں جائز رکھنا ہوگا باب نبوت
کا کھلنا بعد بند ہونیکے اور یہ خلاف ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں۔
اور آنحضرت کے بعد کیسے کوئی نبی آسکتا ہے۔ حالانکہ وحی نبوت آنحضرت کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ اور
حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۴۳ میں مرزا محمود خلیفہ دوم مرزا صاحب کا کلام بحوالہ چشمہ معرفت صفحہ ۹ نقل کیا ہے مگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں۔ کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم
ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانیوالا رسول نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت
سے باہر ہو۔ بلکہ وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔
نیز حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۷۲ بحوالہ البدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء سے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں
کہ کتاب اللہ کو منسوخ کرے۔ اور نئی کتاب لاوے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔"
کتاب حق الیقین صفحہ ۱۰۳ مصنفہ حکیم عبداللہ صاحب بسمل احمدی پر مرزا صاحب کا قول بحوالہ الحکم ۱۹۰۳ء نقل
کیا گیا ہے۔ علماء کو نبوت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ قرآن میں جو خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے۔ جس پر الف لام
پڑھتے ہو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانیوالی نبوت سب بند ہو چکی ہے۔ پس اگر کوئی نبی شریعت
کا مدعی ہو۔ تو وہ کافر ہے۔

ان چند مختصر حوالہ جات کے بعد یہ عرض کرنا ہے کہ مرزا صاحب اور مرزا محمود اور ان کے تمام متبعین ان سب کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی کا دروازہ بند ہے۔ آپکے بعد جو نبوۃ تشریعی کا مدعی ہوگا وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اسکے بعد عرض ہے کہ مرزا صاحب اپنی تحریر اور اپنی اقرار سے کافر بھی ہیں اور مرتد بھی ہیں۔ اور اسلام سے خارج بھی ہیں۔ انکی جماعت کیساتھ کسی مسلمان مرد وعورت کا نکاح جائز نہیں۔ اور مرزا صاحب کے خلیفہ اول وثانی کے فتوے کے مطابق اگر ایسا نکاح ہوگیا ہوگا تو باطل اور فسخ ہو جائیگا۔

مرزا تشریعی نبوت کا مدعی ہے

مرزا صاحب اپنی تشریعی نبوت کا دعوے اربعین ۴ صفحہ ۶ پر ان کھلے الفاظ میں کرتے ہیں۔ اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعوے بے دلیل ہے خدا نے افتراء کیساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کیلئے قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالك ازكٰى لهم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گذر گئی۔ اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتے ہیں ان ھذا لفی الصحف الاولٰی صحف ابراھیم وموسٰی یعنی قرآنی تعلیم توراۃ میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے کہ جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو۔ تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔

اسی کتاب کے حاشیہ صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں۔ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالٰے نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا

ووحینا ان الذین یبایعون نک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اُسے مدارِ نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔

میں نے جو کل وہ عبارتیں اربعین سے نقل کی ہیں ان میں مرزا صاحب نے چند باتوں کی تصریح خود فرما دی ہے ایک یہ کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس کی وحی میں امر یا نہی ہو۔ جس میں اپنی امت کے لئے کوئی قانون مقرر کیا ہو وہی صاحبِ شریعت ہوگیا۔ یہ تعریف کرکے مرزا صاحب اپنا صاحبِ شریعت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ پس مرزا صاحب اپنے اقرار سے خود کافر اور مرتد ہو گئے۔ کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معنی خاتم النبیین ہونا کہ آپ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہیں آئیگا اور جو ایسا دعوٰے کرے وہ کافر ہے۔ یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا نے یہ صاف فرما دیا ہے کہ وحی وہ ہے جس میں امر یا نہی ہو یعنی کرنے اور نہ کرنے کا حکم ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ نیا ہو۔ بلکہ اگر پہلی شریعت کا حکم بھی اس کے پاس بذریعہ وحی آئے تو یہ بھی صاحبِ شریعت ہونے کیلئے کافی ہے مرزا صاحب نے جو اپنی بہت سی وحییں بیان کی ہیں جو آیاتِ قرآنی ہیں۔ وہ بھی مرزا صاحب کی شریعت بن گئی۔ مرزا صاحب نے اس شبہہ کا جواب بھی دیدیا ہے کہ صاحبِ شرع کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اسکی شرح میں نئے احکام ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ قرآن پہلی کتابوں میں بھی ہے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی ہے۔ اب اگر شرح جدید کے لئے یہ بھی ضروری ہو کہ اس نبی کی شریعت اور وحی اور کتاب میں سب احکام نئے ہوں۔ تو لازم آتا ہے کہ آنحضرت بھی صاحبِ شریعت نہ ہوں کیونکہ قرآن میں سارے احکام نئے نہیں۔ اس کلام کا صاف مطلب یہ ہے کہ جسطرح پہلے انبیاء اور رسول اللہ علیہ السلام صاحبِ تشریع نبی ہیں ویسے ہی مرزا صاحب صاحبِ شریعت نبی ہیں مرزا صاحب نے یہ بھی صاف کہدیا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ شریعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام اوامر اور نواہی اس شریعت اور کتاب اور وحی میں پُورے پُورے بیان ہونے چاہئیں۔ تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ تمام احکام قرآن اور توریت میں بھی

مذکور ہیں۔ اور اگر تمام احکام قرآن مجید میں مذکور ہوتے تو پھر اجتہاد کی گنجائش باقی نہ رہتی۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ اگر کوئی مدعی نبوت ایک امر اور ایک نہی کا بھی دعویٰ کرے اگرچہ وہ امر و نہی چھوٹی ہو۔ تو وہ بھی صاحب شریعت کہلائے گا اور اس میں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں۔ کہ دونو صاحب شریعت ہیں۔ اب میں اس مسئلہ کی تشریح کرتا ہوں کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تشریعی نہیں آئیگا۔ اور امتی اور بروزی آسکتے ہیں۔ بلکہ آنا چاہیے۔ اور جس دین اور مذہب میں ایسے نبی نہ آئیں حسب خیال مرزا صاحب وہ مذہب لعنتی مذہب ہے۔ اور اسکو شیطانی مذہب کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ چنانچہ اس کا حوالہ میں آئندہ پیش کروں گا۔

نبوۃ حقیقیہ اور نبوت تشریعیہ میں تلازم

تو اب یہ ثابت ہو گیا کہ اگر کسی نبی کو خدا کا صرف یہی حکم آئے کہ تجھکو ہم نے نبی کر کے بھیجا ہے تو اس حکم کی تبلیغ کر جو کوئی اس حکم کو نہ مانیگا وہ کافر ہے۔ یہ بھی صاحب شریعت تشریعی نبی ہو گیا۔ تو اس سے ثابت ہو گیا کہ جو نبی حقیقی اور شرعی ہے اس کے لئے نبی تشریعی ہونا ضروری ہے۔ مرزا صاحب کی تصریح کے مطابق یہ ناممکن ہو گیا کہ کوئی نبی سچا اور حقیقی نبی تو ہو۔ مگر صاحب شرع اور تشریعی نہ ہو۔ چنانچہ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جو نبی ہے وہ امتی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کل اس کا حوالہ پیش کروں گا۔

ملا علی قاری وغیرہ بزرگوں کی عبارات کا مطلب

اب ملا علی قاری یا دیگر کسی بزرگ نے جو یہ کہا ہے کہ آپ کے بعد صاحب شریعت یعنی نبی تشریعی نہیں آئیگا ان کا مطلب اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ جو نبی حقیقی ہوگا وہ صاحب شریعت ضرور ہوگا۔ اس عبارت میں مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میری کشتی کو کشتی نوح قرار دیا گیا ہے جو اس میں ہوگا نجات پائیگا اور جو نہیں ہوگا وہ ہلاک ہو جائیگا۔

مرزا کے نئے احکام

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرزا صاحب کی شریعت نیا حکم ہے۔ جس نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کیا۔ علاوہ اسکے مرزا صاحب نے صاحبِ شریعت ہونیکا دعوےٰ کیا تھا۔ اور اس کا بھی دعوےٰ کیا تھا۔ کہ اس کی شریعت قرآن مجید اور اسلامی احکام کی ناسخ بھی ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کے ایک ایک حرف پر عمل کرے مگر مرزا صاحب کو نبی نہ مانے تو وہ ویسا ہی کافر ہے جیسے یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار۔ مرزا صاحب صاحبِ شریعت بھی ہوئے۔ اُنکی شریعت نے شریعت محمدیہ کو منسوخ بھی کیا مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں۔ مرزا صاحب نے ایک نیا حکم یہ بھی دیا ہے۔ جس کی بابت کل پیش کر چکا ہوں۔ کہ اُنکی عورتوں کا نکاح غیر احمدی سے جائز نہیں یہ حکم بھی شرع محمدی کے خلاف ہے۔

مرزا صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ قیامت کے معنی جو مسلمانوں نے اب تک سمجھے ہیں اس معنے پر قیامت نہیں آئیگی قرآن مجید میں جو نفخ صور آیا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ واقعی کوئی نفخ صور ہوگا اور پھر قیامت قائم ہوگی بلکہ صرف اس سے مرزا صاحب کا تشریف لانا منظور ہے۔ قیامت کی جتنی آیات اور احادیث آئی ہیں۔ ان تمام امور کا انکار ہے اُن لفظوں کا انکار نہیں مگر جن معنوں سے قرآن و حدیث نے قیامت کو بیان کیا ہے ان چیزوں سے انکار ہے۔ مُردوں کا قبروں سے اٹھنا جیسی آیات میں مذکور ہے اس کا بھی انکار ہے۔ مرزا صاحب کی شریعتِ جدیدہ میں ایک اور نیا حکم جو تمام عالم اسلام کے خلاف ہے یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب اپنے مریدوں سے چندہ کی تحریک فرما کر یہ حکم دیتے ہیں کہ جو شخص چندہ تین ماہ تک ادا نہ کرے گا وہ میری بیعت سے خارج یعنی اسلام سے خارج ہے۔ کافر ہے مرتد ہے۔ ملعون جہنمی ہے) زکوٰۃ کیلئے بھی خدا نے یہ حکم نہیں دیا کہ اگر تین ماہ تک زکوٰۃ کوئی شخص نہ دے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے۔ یہ فرمان لوح الہدیٰ ہے جو ناظر بیت المال قادیان نے [illegible] میں شائع کیا ہے موجود ہے۔ عبارت یہ ہے حضرت مسیح موعود کا نہایت ضروری فرمان۔ یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کیساتھ جو مرید کہلاتے ہیں آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہی سے پیوند ہے یعنی

وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں۔ جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بہتیرے ایسے ہیں جو گویا خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ تو ہر شخص کو چاہیے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر کے اطلاع دی کرے۔ وہ فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے مگر چاہئیے کہ فضول گوئی اور دروغ کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہئیے کہ وہ اپنے نفس پر کچھ ماہوار مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ یا ایک دھیلا اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلے کیلئے مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد سلسلے میں نہیں رہ سکیگا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک بیعت کرنے والوں کے جواب کا انتظار کیا جائے گا۔ کہ کیا وہ کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کیلئے قبول کرتا ہے۔ اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا۔ اور مشتہر کر دیا جاوے گا کہ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اُسکا نام بھی کاٹ دیا جاوے گا۔ اسکے بعد کوئی مغرور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلے میں ہرگز نہیں رہیگا۔

(المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان)

(تتمہ) یہ بات پھر دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ ہر شخص اپنی حالت و استطاعت کو دیکھکر چندہ مقرر کرے ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اسے فوق الطاقۃ بوجھ سمجھکر ملول ہو جائے۔ کہ ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے نزدیک گنہگار ٹھیریگا۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ

نبی کا ایک اور معنے

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیگئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اسکے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع ہو۔ (یہ قول پہلے قول کا مخالف ہے۔

وہ دین لعنتی ہے جسمیں سلسلہ وحی منقطع ہو

تمنبرا آگے جاکر فرماتے ہیں۔ بلکہ فساد اس حال میں لازم آتا ہے۔ کہ اس امت کو آنحضرت کے بعد قیامت تک مکالمہ الہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ اور وہ دین دین ہی نہیں ہے۔ اور نہ وہ نبی نبی ہے۔ جسکی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اسقدر نزدیک نہیں ہو سکتا۔ کہ مکالمات الہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے۔ جو یہ سکھلاتا ہو کہ چند منقولی باتوں پر ہی انسانی ترقیات کا انحصار ہے۔ اور وحی الہٰی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی۔ اس کے چند سطور کے بعد لکھتے ہیں۔ اگر کوئی آواز ہی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے۔ وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی تو ایسا دین بہ نسبت اسکے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانیکا زیادہ مستحق ہو۔

ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۶۹ چھوٹی تقطیع طبع اول میں ہے کہ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا۔ کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص نبی امتی نہیں ہو سکتا۔ کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہو وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا۔ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔

قیامت کے دن حشر اجساد قبور سے نہیں ہوگا

قیامت کے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ بہشتی پہلے بہشت میں داخل ہو جاینگے۔ اور دوزخی دوزخ میں ہوں گے۔ قبروں سے نکلکر نہیں آئیں گے۔ میں نے انکے عقیدہ کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ پورے الفاظ انکی تحریر کے کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۴ پر درج ہیں۔

نفخ صور سے مراد قیامت نہیں

کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ نفخ صور کی خوشخبری دیگئی ہے اور نفخ صور سے مراد قیامت نہیں ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے ابواج فتن کے پیدا ہونیپر تو سو برس سے زیادہ گذر گیا ہے مگر کوئی قیامت برپا

نہیں ہوئی۔ آگے چلکر لکھتے ہیں بلکہ روحانی احیاء اور اماتت بھی ہمیشہ نفخ صور کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور جیسا قرآن میں نفخ صور سے کسی مجدد کا بھیجنا مراد ہے، تا عیسائی مذہب کے غلبہ کو توڑے۔ ایسا ہی اسوا نزح فتن سے وہ دجالیت مراد ہے۔

پہلے اقرار کیا کہ دعوہ نبوت تشریعی کفر ہے پھر دعوے نبوۃ تشریعیہ کیا۔

صفحہ ۲۰ شہادۃ القرآن پر مرزا صاحب نے پہلے اقرار کیا کہ دعوہ نبوت تشریعی کفر ہے اور پھر خود دعوئے نبوت تشریعی کیا اور بہت سے احکام میں تغیر و تبدل ہی کیا لہذا مرزا صاحب کافر ہیں۔ مرتد ہیں۔ اور جو ان کے متبع ہیں وہ بھی ایسے ہیں۔ ان کا نکاح کسی مسلمان عورت سے جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو جائے اور پھر خاوند مرزائی ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جائیگا۔

یہاں تک میرے بیان کا ایک جزو پورا ہو گیا

دلائل ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (سورہ احزاب پارہ ۲۲) ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۳۰ اس کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

فھذہ الایۃ نص ...... تا .... رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جس کا ترجمہ یہ ہے یعنی یہ آیت تصریح ہے اس بارہ میں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو کوئی رسول بطریق اولیٰ نہیں۔ اس واسطے کہ مقام رسالت مقام نبوت کی نسبت خاص ہے۔ کیونکہ ہر نبی رسول ہوتا ہے اور بالعکس ضروری نہیں۔ اسی کے ساتھ احادیث متواترہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن کو صحابہ کی جماعت نے روایت کیا ہے۔ حدیث متواترہ وہ ہوتی ہے کہ اتنے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہو۔ جنکا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔ اس کا حکم یہ ہے ایسی حدیث کے مضمون کا منکر ایسے ہی کافر ہے جیسے قرآن کا منکر ثابت ہوا۔ کہ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہو کر کافر ہوا۔ اور احادیث کا منکر ہو کر بھی اور اس نبوت میں کوئی بروزی اور ظلی وغیرہ کی قید نہیں

بلکہ مطلق نبوت کا انکار ہے۔ ابن کثیر صفحہ ۴۹۱ پر ہے فمن رحمۃ اللہ .... تا مکذب مطلب یہ ہے
کہ اللہ کی رحمت ہے بندوں پر ارسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف ہو پھر آنحضرت کی تنظیم سے
یہ بھی ہے کہ تمام نبیوں کو رسولوں کو آپ کے ساتھ ختم کر دیا۔ اور آپ کے لئے دین حنیف کو کامل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنی کتاب میں اور اُس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا
ہونیوالا نہیں تاکہ اُمت جان لے کہ ہر وہ شخص مقام نبوۃ کا دعوے کرے وہ بڑا جھوٹا افترا پرداز دجال گمراہ
کرنیوالا ہے۔ اگرچہ شعبدہ بازی کرے اور قسم قسم کا جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھائے۔ اس لئے یہ سب کا
سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے۔ کتاب ختم النبوۃ فی القرآن مؤلفہ مولنا محمد شفیع صاحب صفحہ
پر مفصل ترجمہ درج ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی کے ہاتھ پر یمن میں اور مسیلمہ کذاب کے ہاتھ پر یمامہ
میں احوال فاسدہ اور اقوال باردہ ظاہر کئے۔ جن کو دیکھکر ہر عقل اور تمیز والا سمجھ گیا کہ یہ جھوٹے اور گمراہ کرنے
والے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوۃ پر یہاں تک کہ وہ
مسیح دجال تک ختم کر دئے جائیں گے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے امور پیدا فرمائیگا کہ علماء اور صلحاء
اس کے جھوٹے ہونیکی شہادت دیں گے۔ (انتہیٰ)

روح المعانی صفحہ ۳۹ جلد ۲ وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب
وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس قبیل سے ہے اس پر قرآن بول اُٹھا اور احادیث نے صاف صاف
بیان کیا اور جس پر اُمت نے اجماع کیا۔ اس لئے اس کے خلاف کرنیوالوں کو کافر سمجھا جائے اور اگر
اصرار کرے اور توبہ نہ کرے تو اُسے قتل کر دیا جائے۔

مُلا علی قاری شرح شفاء صفحہ ۵۱۵ جلد دوم میں لکھتے ہیں وکذالک من ادعی نبوۃ احد مع
نبینا علیہ السلام ...... تا ...... القائلین بطاعۃ الرسل یعنی جیسے مذکورہ لوگ کافر ہیں ایسے
ہی وہ لوگ جو آنحضرت کیساتھ نبوۃ کا دعوے کریں یا آپ کے بعد جیسے عیسویہ یہودیہ سے جو قائل ہیں کہ آپ کی
رسالت عرب کیساتھ مخصوص تھی۔ اور جیسے بعض لوگ قائل ہیں کہ رسل برابر آتے رہیں گے جبتک دُنیا قائم ہے

یہ سب لوگ کافر ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۱۹ و ۵۲۰ پر ہے کذلک ۔ ۔ ۔ تا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلدھم تیر
یعنی جو شخص مدعی ہے کہ میں خود نبی ہوں یا دعوےٰ کرے بوجہ ریاضت یا صفائی قلب کے اس مرتبہ
نبوت کو آدمی حاصل کرسکتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی مدعی نبوت نہ ہو۔ اور کہے کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ یعنی
وحی جلی نہ الہام۔ یا یہ دعوےٰ کرے کہ وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ حوروں سے ملتا ہے۔ پھل کھاتا ہے یہ تمام
کافر ہیں۔ اس واسطے کہ یہ تکذیب کرتے ہیں۔ آنحضرت کی۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی
نہیں آئیگا۔ عیسےٰ آپ سے پہلے نبی بنے ہیں اور خبر دی اللہ تعالےٰ نے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ بڑی قوی
دلیل ہے اور خبر دی کہ تمام آدمیوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ کیونکہ قرآن میں ہے۔ وما ارسلناک الا
کافۃ للناس اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام آنحضرت کی ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ اور اس کا
لفظی ترجمہ آنحضرت کی مراد ہے۔ اس کے ظاہر میں کوئی تاویل نہیں۔ اور اس کے عموم میں کوئی تخصیص نہیں پس
جتنے طائفے ہم نے بیان کئے ہیں انکے کفر میں کوئی شک نہیں۔ سب کے سب کافر ہیں۔ کیونکہ تکذیب کرتے ہیں
اللہ کی اور اس کے رسول کی اور انکا کافر ہونا یقینی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں اور انکا کفر اجماعی ہے۔ اور ان کا
کفر سماعی ہے یعنی قرآن و حدیث سے ان کا کفر ثابت ہے کسی نے اپنے عقل سے ثابت نہیں کیا۔ اور کوئی بھی
مخالف نہیں ہوا۔ یہ الفاظ مُلا علی قاری کی شرح شفا میں ہیں جن کے متعلق جرح پیش کیگئی تھی۔ کہ انکے نزدیک خاتم النبیین
کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبی نہیں آئیگا۔

نتیجہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یقینی ہے اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف
نہیں۔ کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ قرآن میں جو یہ آیا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وہاں
مُراد یہ ہے کہ آپکے بعد کوئی شخص کسی قسم کی نبوت سے نبی نہیں بنیگا حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آنا اس کے منافی
نہیں۔ کیونکہ وہ پہلے نبی بن چکے ہیں۔ لہذا مرزا صاحب چونکہ مدعی نبوۃ ہیں اور نبوۃ بھی تشریعی اور حقیقی اور
صاحب کتاب ہونیکے بھی مدعی ہیں۔ اور اپنی وحی کو متلو بھی قرار دیتے ہیں۔ لہذا وہ کافر و مرتد ہیں۔ انکی جماعت
کیساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح ناجائز ہے۔ اگر ہو جائے تو زنا ہوگا اور اولاد ولد الزنا و ولد الحرام ہوگی۔ وحی کو
متلو قرار دینا مرزا صاحب کے اپنے اقوال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۲ جلد پنجم میں ہے فاطنی

انہ لا یحدث ...... تا ...... لکان نبیا یعنی حدیث کے اس ارشاد کا کہ اے علی تیرا رتبہ میرے سامنے
ایسا ہی ہے جیسے ہارون کیساتھ مگر ہارون علیہ السلام نبی تھے اور تم نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آپکے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اسواسطے آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور فرماتے ہیں
کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہونیکا۔ اسواسطے کہ جو نبی مجھ سے پہلے گذرے ہیں۔ میں ان سب کا ختم کرنیوالا ہوں
ان سب کے بعد میں آیا ہوں۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا۔ اس میں اشارہ ہے کہ آپکے بعد اگر نبی ہوتا تو
علی رضی اللہ تعالے عنہ ہوتے۔ مگر چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لہذا علی بھی نہیں ہونگے۔ حدیث نہیں منافی
اس کے جو وارد ہوا ہے حق عمرؓ میں صریحا اسواسطے کہ حکم فرضی اور تقدیری ہے۔ تو گویا آنحضرت نے فرمایا کہ اگر فرض
کئے جاتے میرے بعد نبی تو میرے صحابہ کی ایک جماعت ہوتی لیکن میرے بعد نبی نہیں ہیں اور آنحضرت کے
ارشاد و عاش ابراہیم کا بھی معنی ہے۔ حدیث میں آیا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ جس کا مطلب ہے
کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ لیکن عمر نبی نہ ہوئے اسواسطے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔
ملا علی قاری کہتے ہیں۔ کہ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث لا نبی بعدی میں اشارہ ہے کہ اگر میرے
بعد نبی ہوتے تو علی ہوتے۔ تو بظاہر ملا علی قاری کا کلام حدیث کے معارض ہوا۔ اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور
فرماتے ہیں کہ وہ حدیث اس اشارہ کی منافی نہیں کیونکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ حکم فرضی ہے کہ بطریق فرض
محال میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور علی ہوتے۔ اسیطرح فرمایا اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے تو آنحضرت
کا یہ کلام بطریق فرض ہے۔ اور مطلب اس کا یہ ہے کہ دنیا میں اگر میرے بعد نبوت واقع ہوتی تو میرے صحابہ کی
جماعت کو نبوۃ ملتی لیکن چونکہ میرے بعد نبوت نہیں اسواسطے میرے صحابہ کو نبوت نہ ملی۔

تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۷۹ جلد تیسری آیت وما ارسلناك الا كافة للناس کے تحت میں ہے۔
وهذا من اكبر نعم الله تعالى ...... تا ...... الانس والجن جس کا مطلب یہ ہے کہ اس امت پر اللہ کی
سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ان کے لئے دین کامل کر دیا۔ لہذا وہ کسی دوسرے دین کے محتاج ہیں
نہ کسی اور نبی کے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسی واسطے اللہ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا اور آپکو
انس اور جن دونوں کیطرف بھیجا۔

الغرض اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں کہ اپنے عموم سے کسی نبی کو نبوت آپکے بعد نہیں مل سکتی۔ جو اس کا منکر ہو وہ کافر اور مرتد ہے۔

دوسری آیت پیش کرتا ہوں الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا سورۂ مائدہ رکوع ۲ پارہ ۶۔ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے دین کے کامل کرنیکا اور نعمت کے اتمام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور سب نعمتوں میں سے بڑی نعمت نبوت اور دین ہے۔ جب دین کامل ہو چکا اور نعمت نبوت بھی کامل ہو چکی تو اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نئی شریعت۔ کیونکہ کمال کے بعد اس چیز میں کوئی اور شے داخل نہیں ہو سکتی۔

الانسان الکامل صفحہ ۶۳ جلد اول میں ہے فانہ ما ترک شیئا...... لم یحی احد بعد ذالک یعنی کوئی چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں چھوڑی جو ہم تک نہ پہنچائی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب میں کوئی کمی نہیں کی اور فرمایا ہے۔ کہ ہم نے ہر چیز کی کامل تفسیر و تفصیل کر دی ہے۔ اسی واسطے آپکا دین تمام ادیان کا بہتر ہے اور تمام ادیان کا ناسخ ہے۔ کیونکہ جو اور انبیاء علیہم السلام نے کہا وہ سب آپنے فرما دیا۔ اور زیادتی بھی کی جس کو کوئی نہیں لا سکا۔ لہذا اوروں کے دین آپکے دین کے سامنے منسوخ ہو گئے۔ کیونکہ وہ ناقص تھے۔ اور یہ کامل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی پر نہیں اُتری اور اگر آپ کے سوا کسی اور نبی پر اترتی تو وہ خاتم النبیین ہوتا۔ اور یہ کسی کے لائق نہ تھی مگر آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی لہذا آپ ہی خاتم النبیین ہوئے۔ کیونکہ آپنے کوئی حکمت کوئی بھید کوئی ہدایت ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپنے بیان نہ فرمایا ہو۔ یا اشارہ نہ کیا ہو۔ جس قدر اس کا بیان کرنا مناسب تھا۔ تصریحاً اشارۃً کنایۃً استعارۃً یا محکم یا مفسر یا مؤول یا متشابہ وغیرہ کمال بیان کی جتنی صورتیں تھیں سب آپنے پوری کر دیں۔ آپکے غیر کیلئے اب کوئی رستہ نہیں رہا آپ امر نبوۃ کیساتھ مستقل ہو گئے۔ اور نبوت ختم ہو گئی۔ کیونکہ آپنے کوئی چیز نہیں چھوڑی جسکی طرف حاجت ہو۔ اور آپنے بیان نہ کی ہو۔ اگر آپ کے بعد کوئی کامل آئے تو کون سی ایسی چیزیں پائیگا۔ جن پر لوگوں کو خبردار کرے مگر پہلے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا ہوگا۔ پس یہ کامل تابع ہوگا۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرما دی۔ پس منقطع ہو گیا حکم نبوت تشریعی کا۔ آپکے بعد اور ہوئے آنحضرت خاتم النبیین۔ کیونکہ لائے ہیں

آپ کمال کو اور نہیں لایا کوئی اور۔ اِس عبارت میں تشریع کا لفظ آیا ہے۔ اِس کے معنے بھی وہی ہیں۔ کہ کوئی نبی حقیقی تشریعی نہیں آسکتا۔ اور تشریعی نبی وہ ہے۔ جس کے وحی میں امر یا نہی ہو تو کوئی نبی حقیقی یا تشریعی ایسا نہیں ہے کہ جسکی وحی میں کم سے کم اتنا حکم نہ ہو کہ وہ اپنی نبوت کی دوسروں کو تبلیغ کرے۔ اور دوسروں کو اس کا ماننا ضروری ہو۔ پس تشریعی کے لفظ سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا کہ نبی حقیقی تو ہو سکتا ہے۔ مگر تشریعی نہیں ہو سکتا۔ اِس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی حقیقی خواہ اس کا نام شرعی رکھا جاوے یا تشریعی یا بروزی یا ظلی حقیقی معنی سے اُس کی گنجائش باقی نہیں ہے۔

اِس کا نتیجہ بھی وہی نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص مدعی نبوت ہو کر لوگوں کو اپنی طرف بلائے اور اپنی اطاعت فرض کہے وہ کافر مرتد ہے۔ اس کا حکم مرتد کا سا ہے۔ جو بیان ہو چکا۔ تیسری آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ ہم نے تم کو تمام آدمیوں کیطرف بھیجا ہے۔ اب کوئی انسان ایسا نہیں۔ جو آپ کی بعثت سے خالی ہو۔ اور دوسرا نبی آسکے۔ شرح شفاء قاضی عیاض میں مُلا علی قاری جو ابھی عبارت صفحہ ۱۹ کی پیش کر چکا ہوں۔ اِس میں اسکا مطلب یہی لکھا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اِس میں تصریح کر دیگئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور اِس کے اِس معنی پر تمام اُمت کا اجماع اور اتفاق بیان کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ اِس آیت میں کوئی تاویل تخصیص نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ ختم نبوت کا بھی کسیطرح انکار کرتے ہیں۔ اُن کا کفر اجماعی قطعی سماعی ہے۔ اسکی تائید میں حوالہ ابن کثیر کا صفحہ ۲۵۳ جلد ۴ بحوالہ ختم النبوۃ فی القرآن صفحہ ۱۹ پیش ہے۔ وھذا من شرفہ علیہ السلام ...... الی الناس کلھم مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کی فضیلت اور عظمت میں سے ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور تمام مخلوقات کیطرف مبعوث ہیں اور اس بارہ میں بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں۔ جیسے احادیث اِس بارہ میں احاطہ سے باہر ہیں۔ اور یہ بات اسلام میں بداہتہً اور ضرورتاً معلوم ہے۔ کہ آپ تمام انسانوں کی طرف رسل ہیں۔ جس میں سے کوئی بھی مستثنےٰ نہیں۔ اس کا حاصل بھی وہی نکلا کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

اسوقت تک جو عرض کیا گیا اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن میں یہ امر ثابت ہے کہ انکار ختم نبوت کفر ہے۔ ایسے ہی ادعائے نبوت اور ادعائے وحی نبوت بھی کفر ہے۔ یہ تینوں مضامین جُداگانہ ہیں۔ اور مرزا صاحب

میں یہ تینوں باتیں جمع ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب کے کفر کے یہ تین انواع ہیں۔ جن کے ماتحت بہت سی جزئیات داخل ہیں اور مرزا صاحب بہت سے وجوہ سے مرتد اور کافر ہیں۔ آیات تو بہت سی ہیں مگر ان پر اکتفا کر کے کچھ مختصر طور پر احادیث بیان کرتا ہوں۔

احادیث ختم نبوت

(۱) بخاری جلد اول صفحہ ۴۹۱ جزء ۳ قال سمعت ابا حازم قال قاعدت ابا هريرة خمسين سنين ...... تا ...... استوعاهم یعنی میں ابوہریرہ کی خدمت میں پانچ برس تک بیٹھا میں نے اُس سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو تلقین کرتے تھے۔ انبیاء ایک کے بعد دیگرے اور ہدایت کرتے تھے۔ ان کو یہ یقینی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیں گے۔ ہاں خلفاء بہت ہوں گے۔ اصحاب نے عرض کی کہ ہم انکے ساتھ کیا سلوک کریں۔ فرمایا جس کسی خلیفہ کی بیعت پہلے کر چکے ہو اُس کو پورا کرو۔ ان کا جو حق ہے ادا کرو۔ اور ان پر جو تمہارا حق ہے اگر وہ اس سے کوتاہی کریں گے۔ تو اللہ تعالے ان سے پوچھیگا۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی ظلّی بروزی نبی نہیں آئیگا۔ یہ حدیث متواتر المعنی ہے بعض احادیث جو باعتبار لفظ اور سند متواتر نہیں ہیں۔ وہ باعتبار معنی کے متواتر ہو جاتی ہیں۔ اگر اس معنی کو اتنی سندوں اور اتنے راویوں نے بیان کیا ہو جو تواتر کو پہنچ جائیں۔ جیسا تعداد رکعت نماز یہ حدیث ختم نبوت بھی اسی قبیل سے ہے۔ اسی بنا پر مفسرین محدثین نے بیان فرمایا ہے۔ کہ ختم نبوت کی حدیث متواتر المعنی ہے۔ جو انکا انکار کرے کافر ہے۔ اگر کسی حدیث کا راوی ایک ہو اور اُس کا مضمون بالکل قرآن کا مضمون ہو۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے جمعہ فرض ہے۔ یا زنا حرام ہے ایسی حدیث کا انکار بھی بوجہ اسکے کہ قرآن کا انکار ہے کفر ہے۔ نہ اس وجہ سے کہ وہ خبرِ واحد کا انکار ہے۔ بلکہ اسوجہ سے کہ اسکے انکار سے قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔

(۲) مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۴۸ باب الذکر کونہ علیہ السلام خاتم النبیین عن ابی ھریرۃ قال قال علیہ السلام مثلی ومثل الانبیاء .... وانا خاتم النبیین یعنی میری مثال اور انبیاء سابقین کی مثال اس شخص جیسی ہے۔ جس نے ایک مکان بنوایا اور بہت خوبصورت بنوایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ باقی رہ گئی لوگ اس مکان کو دیکھکر تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ یہ اینٹ کیجگہ جو خالی ہے پوری کیوں نہ کر دیگئی۔ فرماتے ہیں کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعمیر بیت نبوت جو ابتدائی آفرینش سے ہوئی تھی وہ آنحضرت کے سوا ناقص تھی۔ آپکے وجودِ مسعود سے وہ مکمل ہو گئی۔ اور بیت نبوۃ میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اب اگر کوئی نئی اینٹ ہوگی تو وہ بیتِ نبوۃ سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپنے فرمایا کہ میں نے تمام نبیوں کو ختم کیا میرے بعد کسی کو نبوت نہیں ملیگی۔ اگر کوئی شخص مدعی نبوۃ ہو تو خدا نے جو گھر نبوت کا تیار کیا تھا۔ وہ اُسکی جزو نہیں ہو سکتا۔

(۳) ابو داؤد جلد دوم صفحہ ۲۴۷ باب خبر ابن صیاد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... انہ رسول اللہ تعالیٰ یعنی ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ فرمایا آنحضرت نے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی جبتک تیس دجال نہ آئیں۔ ان میں سے ہر ایک نبوۃ کا مدعی ہوگا۔ اس میں آنحضرت علیہ السلام نے جو مدعی نبوت ہو اُس کو دجال فرمایا۔ اور اُمت کے لئے ہدایت فرمائی کہ جس کسی سے سنو۔ انا رسول اللہ تو آنکھ بند کر کے یہ کہدو کہ تو دجال اور کذاب ہے۔ اگر کسی قسم کی نبوت آپکے بعد باقی رہتی تو ہدایت مجسم رہنمائے عالم ایسا ارشاد نہ کرتے جس سے اُمت بے دھڑک ہر مدعی نبوۃ کو دجال کہدے۔ بلکہ فرض تھا کہ فرماتے کہ میرے بعد دجال بھی آئیں گے اور نبی بھی آئیں گے۔ دیکھو نبی کی اطاعت کرنا ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ آپکا یہ ارشاد صریح دلیل ہے کہ اب کسی قسم کی نبوۃ شرعیہ باقی نہیں رہی اگر محال در محال در محال واقعی کوئی نبی ہو اور اس پر وحی کی بارش ہوتی ہو اور سیلاب بھی آیا ہو۔ تاہم اسے ضرور دجال کہیں گے۔ کیونکہ ہمارے آقا کا فرمان یہی ہے۔ کنز الاعمال بروایۃ احمد و الخطیب بحوالہ

(۴) ختم نبوت صفحہ ۱۷ عن عائشۃ عن النبی علیہ السلام انہ قال لایبقی بعدہ ..... لہ یعنی آپنے فرمایا میرے بعد نبوۃ سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر مبشرات لوگوں نے عرض کیا۔ مبشرات سے کیا مراد ہے

فرمایا اچھے خواب جس کو خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی دوسرا مسلمان دیکھے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کیساتھ فرمادیا۔ کہ اب نبوۃ کے حصص میں سے کوئی حصہ بھی دنیا میں باقی نہیں رہا۔ فقط اچھے خواب معلوم ہوا کہ اگر آپ کے بعد جو کوئی ادعائے نبوت کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

مرزائی استدلال کا جواب

عن عائشۃ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ اس قول کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ خاتم النبیین کی منکر تھیں۔ یا آپ کے بعد کسی قسم کے نبوت کو جائز رکھتی تھیں۔ بلکہ لا نبی بعدی کا مفہوم چونکہ عام تھا ممکن تھا کہ کوئی استدلال کرے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کسی کو نبوت ملیگی اور نہ کوئی پہلا نبی آیگا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا احادیث سے ثابت ہے۔ لہذا فرمایا کہ کوئی ایسا لفظ ہی نہ کہو کہ جس سے کوئی اہل باطل استدلال پکڑے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر حضرت عائشہ وہ حدیث خود نہ روایت کرتی جو ابھی بیان کیگئی ہے۔ تو کہا جاسکتا تھا کہ اس حدیث کی حضرت عائشہ کو خبر نہیں ہوئی ہوگی۔ مگر جب وہ خود راوی حدیث ہیں کہ نبوۃ میں سے کوئی حصہ سوائے مبشرات کے باقی نہیں۔ اس وقت انکی طرف یہ منسوب کرنا کہ وہ آنحضرت کے بعد نبوت شریعہ کو جائز رکھتی ہے۔ مردود و قطعاً باطل ہے۔

نمونہ کے طور پر تین آیات اور چار احادیث بیان کی ہیں۔ صرف میں ہی نہیں کہتا بلکہ تمام سابقہ محدثین اور مفسرین کہہ چکے ہیں۔ کہ احادیث اس بارہ میں حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو اسی بات کو مرزا صاحب کی کلام سے ثابت کروں گا کہ وہ بھی ادعائے نبوت سے پہلے یہی معنی سمجھتے رہے۔ جو ساری دنیا نے سمجھا ہے۔ اگرچہ بعد میں بدل دیا۔

ختم نبوت پر روایاتِ فقیہہ

اب قرآن اور حدیث کے بعد تھوڑے سے اقوال فقہا کے بھی بیان کر دیتا ہوں۔

(۱) الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۹۶ میں ماتن کہتے ہیں اذا لم یعرف ان محمداً علیہ السلام اٰخر الانبیاء لانہ من الضروریات شارح کہتے ہیں قولہ اذا لم یعرف ...... تا ...... لا یکون عذراً

حاصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان بھی نہیں۔ کیونکہ ان کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔ اور ضروریات دین میں جہل عذر نہیں اور تکفیر کے بارے میں آخری نبی کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہو سکتا۔ فقہ کی رو سے جو شخص آنحضرت علیہ السلام کو آخر الانبیاء نہ جانے وہ ایسا ہی کافر ہے جیسے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہ جانے

(۲) شرح عقائد نسفی ص۱۳۵ میں ہے واذا ثبت نبوتہ وقد دل کلامہ .... تا ...... آخر الانبیاء یعنی جب آنحضرت کی نبوۃ ثابت ہو گئی اور آپ کی کلام نے اور قرآن نے اس پر دلالت کر دی کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور تمام آدمیوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں بلکہ جنات اور انسانوں کی طرف یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ آخر الانبیاء ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۳ میں ہے واول الانبیاء آدم واخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب شرح عقائد میں جو مسلمانوں کے عقائد کی کتاب ہے۔ مسلمانوں کو یہ عقیدہ سکھایا گیا ہے کہ سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی محمد علیہ السلام ہیں۔

(۳) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری۔ (یہ ملا علی قاری وہی ہیں جو موضوعات کبیر کے مصنف ہیں۔ اور فقہ اکبر وہ کتاب ہے جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اس کے صفحہ ۲۰۲ پر درج ہے ودعوی النبوۃ بعد نبینا علیہ السلام کفر بالاجماع۔ یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔ (نوٹ) ناممکن اور محال ہے کہ علم عقائد اور علم کلام میں ملا علی قاری جس بات کو کفر بالاجماع کہیں پھر موضوعات کبیر میں اس کے خلاف کہیں۔

(۴) البحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۳۰ میں ہے ویکفر بقولہ ان کان .... ادعی رجل نبی اگر کوئی شخص یوں کہے کہ نبیوں نے جو کچھ کہا ہے اگر سچ ہو اور حق ہو تو وہ کافر ہو گیا۔ یا کسی نے یوں کہا کہ اللہ کا رسول ہوں یا کسی شخص نے رسالت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو ان سب صورتوں میں کہنے والا کافر ہو گیا۔

(۵) عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں ہے اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم یعنی جب کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ آنحضرت علیہ السلام آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے

تو اس سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت میں عدم تسلیم کی گنجائش نہیں۔

(۶) الملل والنحل ج ۳ صفحہ ۱ ھذا مع سماعھم قول اللّٰہ ... آخر الزمان یعنی اللہ کی کلام ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین کو سن کر اور آپ کے قول لانبی بعدی کو سن کر کیونکر جائز ہے کسی مسلمان کے لئے یہ ثابت کرے آپکے بعد کسی نبی کا زمین میں سوائے اس کے جس کو آنحضرت نے استثناء کیا آثار مسندہ ثابتہ نزول عیسیٰ کے بارے میں یعنی اللہ کے کلام اور آنحضرت کے قول سننے کے بعد جائز نہیں یہ کہنا نہ مسلمان کے شان شایاں ہے کہ آپکے بعد کسی نبی کا آنا جائز سمجھے۔

(۷) الملل والنحل جلد اول ۲۹ میں ہے وقد صح ...... تا ...... ذالک ابداً یعنی آنحضرت کے بعد یہ بات اُن جماعتوں کی نقل سے صحیح ہو چکی ہے۔ کہ جنہوں نے آپ کی نبوت کو نقل کیا۔ آپ کی علامِ دین کو نقل کیا آپ سے قرآن کو نقل کیا۔ ان کے نقلوں سے یہ بات صحت کو پہنچ گئی ہے کہ آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہ جو آیا ہے۔ اخبار صحاح میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق وہ عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کیطرف بھیجے گئے تھے (نہ وہ جو ہندوستان میں پیدا ہوا) اور جس کے قتل و صلب کے متعلق یہود نے دعوے کیا۔ ان تمام باتوں کا اقرار واجب ہے۔ اور صحیح ہے۔ یہ بات کہ وجود نبوۃ کا آنحضرت کے بعد نہیں ہو سکتا۔ یقینی اور قطعی ہے اور اس سے یہ قول بھی باطل ہو گیا۔ جو کہتا ہے ساتھ تواتر رسل کے۔ (اسکا)

حاصل یہ نکلا کہ جن لوگوں نے قرآن حدیث اور معجزات کو نقل کیا۔ وہی نقل کرتے ہیں۔ کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ مگر وہ جو احادیث سے ثابت ہے۔ یعنی نزولِ عیسےٰ ابن مریم۔

(۸) شامی جلد اول صفحہ ۴۴ میں ہے وصرح ...... تا ...... منکرہ یعنے تصریح کی ہے اس بات کی کہ جو چیز ضروریات دین سے ہو۔ یعنی جس کو عوام و خاص جانتے ہوں۔ کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ مثلاً اعتقاد توحید و رسالت اور صلوٰۃ خمس وغیرہ ذالک ان کا منکر کافر ہے۔

مرزا صاحب کی تکفیر کی چوتھی وجہ

توہین انبیاء

اس وقت تک بیان کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر کے تین انواع ہیں۔

(۱) انکار ختم نبوت (۲) ادعائے نبوۃ (۳) ادعائے وحی نبوۃ (اب میں چوتھی قسم بیان کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اور اس کے اتباع توہین انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے کیسے سب کافر اور مرتد ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی تحقیر و توہین کفر ہے

ضروریات دین میں سے یہ بات بھی ہے کہ تمام انبیاء آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کی توقیر و تعظیم کیجائے کسی نبی کی شان میں ادنے توہین اور گستاخی بھی کفر ہے۔ میں اس کے متعلق مرزا صاحب کے اقوال پیش کرتا ہوں ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۰ میں ہے۔ شاید کسی صاحب کے دل میں یہ خیال آوے کہ مسلمان بھی مباحثہ کے وقت نامناسب الفاظ دوسری قوموں کی بزرگوں کی نسبت استعمال کرتے ہیں پس یاد رہے کہ وہ قرآنی تعلیم سے باہر چلے جاتے ہیں اور بسا اوقات اُنکی اس بد تہذیبی کا موجب وہی لوگ ہو جاتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ وسلم کو گالیاں نکالتے ہیں۔ مثلاً ظاہر ہے کہ مسلمان لوگ کسقدر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اُن کو خدا کا پیارا رسول اور برگزیدہ یقین رکھتے ہیں۔ لیکن جب ایک متعصب پادری آنحضرت صلعم کی بے ادبی سے باز نہیں آتا اور زبان درازی میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو الزامی طور پر ایک مسلمان جس کو اس پادری کے کلمات سے کچھ درد پہنچا ہے۔ ایسا جواب دیتا ہے کہ اس پادری کو بُرا معلوم ہو مگر پھر بھی وہ طریق ادب سے باہر نہیں جاتا کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔
- - - - - - - اور سب پر ایمان لانا فرض ہے پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ کہ دو نو طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے۔ اور موجب نزول غضب الٰہی"۔

اس کے بعد میں کچھ وہ کلمات جو مرزا صاحب نے توہین انبیاء کے متعلق کہے ہیں لکھتا ہوں۔ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ حاشیہ۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا پھر صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنے ادنے بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ میرے نزدیک آپکی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور

اور یہودی ہاتھ سے کر نکال لیا کرتے تھے۔ اسی صفحہ پر ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسیقدر جھوٹ بولنے کی بھی
عادت تھی۔ اسی صفحہ پر ہے کہ جن جن پیشنگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپنے فرمایا ہے۔ ان
کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ صفحہ ۳۹ پر ہے اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو
جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب تالمود سے چُرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری
تعلیم ہے۔" آگے لکھتے ہیں آپ کی انہی حرکات سے آپکے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے۔
اور ان کو یقین تھا۔ کہ آپکے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔" اسی مضمون کی وضاحت اپنی کتاب ست بچن
صفحہ ۱۷۱ کے حاشیہ میں فرمائی ہے۔" یہ درخواست بھی صحیح اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری
مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ کشتی نوح صفحہ ۶۵ حاشیہ پر ہے۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا
اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے
مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں۔
نزول مسیح صفحہ ۳۵ حاشیہ میں ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر بباعث اپنے کسی پوشیدہ گناہ کے
یہ ابتلا آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے تھے۔ ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے۔ بلکہ کسی
چور کی طرح کسی اور راستے سے آئے۔
ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶ حاشیہ پر ہے۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات
یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۷ حاشیہ پر ہے۔ ممکن ہے کہ آپنے معمولی تدبیر کیساتھ کسی شب کور
وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس
سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے
اسی تالاب سے آپکے معجزات کی پوری پوری حقیقت کُھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے
کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپکا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپکے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا
پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین نانیاں اور
دادیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے

ایک شرط ہوگی" آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو۔ کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔ اسی کتاب کے صہ ۹ پر مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ درج کیا ہے کہ "اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالٰے نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعوٰی کیا۔ اور حضرت موسٰی کا نام ڈاکو اور بٹ مار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں"۔

اب مجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک یسوع مسیح ایک ہیں دو نہیں۔

توضیح مرام صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں "اب ہم پہلے صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسٰی اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

مرزا صاحب ست بچن صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸ پر فرماتے ہیں بالخصوص یسوع کے دادا نے تو سب برے کام کئے۔ ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب دیکر قتل کرا دیا۔ اور دلالہ عورتوں کو بھیجکر اسی کی جورو کو منگوایا اور اسکو شراب پلوائی اس سے زنا کیا۔ اور بہت سا مال زناکاری میں ضائع کیا"۔ اسی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ عیسائیوں کی سمجھ پر افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے یسوع کو خدا بنا کر اسی کی ذات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

غرض یہ ہے کہ مجھے ثابت کرنا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں یہ غلط ہے۔ جبکہ مرزا صاحب نے توضیح المرام میں تسلیم کیا ہے کہ یسوع اور مسیح ایک ہی ہیں یسوع کے نام سے گالیاں دینا بعینہٖ عیسٰی علیہ السلام کو گالی دینا ہے۔

دوسرا جواب مرزائیوں کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے جو کچھ گالیاں دی ہیں وہ صرف الزامی طور پر
کہا ہے۔ نہ کہ اپنی طرف سے۔ میں کہتا ہوں یہ غلط ہے۔ مرزا صاحب نے کہا ہے "اس نادان اسرائیلی نے ان
معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا"۔ یہ الزام نہیں بلکہ اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ نیز انجام آتھم ص۵ پر لکھتے ہیں
"ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی" پھر کہتے ہیں میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے
افسوس نہیں۔ اس میں بات کو اپنی طرف منسوب کر دیا ہے۔ پھر اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ "کہ جن جن پیشگوئیوں
کا توریت میں پایا جانا فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان بھی نہیں" پھر کہتے ہیں "مگر حق بات یہ
ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا"۔ یہ الزامی جواب نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بفرض محال تسلیم بھی کر لوں کہ یہ
اقوال بطریق الزام کہے ہیں۔ مگر میں توہین عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہ باتیں پیش
کرتا ہوں۔ جن کا جواب ناممکن ہے۔ دافع البلاء صفحہ ۲۵ میں ہے "یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ
میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت فرمایا ہے۔ وجیہا
فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اس زمانہ کے مقربوں میں سے یہ بھی ایک
تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سب مقربوں سے بڑھکر تھے۔ بلکہ اس بات کا امکان نکلتا ہے کہ بعض
مقرب ان کے زمانہ کے ان سے بہتر تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے آئے تھے۔ اور دوسرے
ملکوں اور قوموں سے ان کو کچھ تعلق نہ تھا۔ پس ممکن ہے۔ بلکہ قریب قیاس ہے کہ بعض انبیاء جو لم نقصص
میں داخل ہیں۔ وہ ان سے بہتر اور افضل ہوں گے۔ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آخر ایک انسان
نکل آیا جس کی نسبت خدا نے علمناہ من لدنا علما فرمایا۔ تو پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت جو موسیٰ سے کمتر
اور اس کی شریعت کے پیرو تھے۔ اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے اور ختنہ اور مسائل فقہ اور وراثت اور حرمت
خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے۔ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ بالاطلاق اپنے وقت کے
تمام راستبازوں سے بڑھکر تھے۔ جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے۔ جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ نخواہ خدائی صفات

اہنیں دی ہیں۔ جیساکہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر ان کو اوپر اٹھاتے اٹھاتے
آسمان پر چڑھادیں۔ یا عرش پر بٹھادیں۔ یا خدا کی طرح پرپرندوں کا پیدا کرنے والا قرار دیں تو ان کو اختیار ہے
انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے۔ تو جو چاہے کہے۔ اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے
زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ
شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنے کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا
تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت
کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام
کے رکھنے سے مانع تھے"۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو الزام اور عیوب عیسے علیہ السلام پر لگائے گئے ہیں۔ وہ اس عالم الغیب
اللہ کے نزدیک متحقق تھے۔ اور معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ تمام عیوب موجود تھے۔
اسی واسطے ان کا نام قرآن میں حصور نہ فرمایا۔ اور چونکہ حضرت یحییٰ میں اللہ کے نزدیک ایسے عیوب متحقق
نہیں تھے۔ لہذا ان کو حصور فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ گالیاں الزاماً نہیں دیگئیں بلکہ مرزا صاحب کے قول کے
مطابق معاذ اللہ خدا کے نزدیک یہ عیوب متحقق تھے اور عیسیٰ علیہ السلام میں موجود تھے۔

ازالہ اوہام جلد اول صـ میں لکھتے ہیں اور مولویوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ اے نفسانی مولویو اور خشک زاہدو
تم پر افسوس کہ تم آسمانی دروازوں کا کھلنا چاہتے ہو ہی نہیں بلکہ چاہتے ہو کہ بند رہیں اور تم پیر مغاں بنے رہو الخ
اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں
اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں"۔ اس کے بعد کشتی نوح صـ کے نوٹ کو ملا دیا جائے "اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی
پیشینگوئیاں ٹل جائیں"۔

ازالہ اوہام جلد اول صـ پر ہے ماسوائے اس کے کہ مسیح کے اصلی کاموں کو ان کے حواشی سے الگ کر کے
دیکھا جاوے۔ جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں۔ تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا۔ اسی
صفحہ کے آگے کی عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے۔ جس سے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ظاہر ہوتی ہے۔

اعجاز احمدی ص۔ پر لکھا ہے کہ ناحق کس کے آگے یہ ماتم بجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں
صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔ اب نتیجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب
کی کلام سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ کسی نبی کی توہین کرنا کفر ہے۔ اور قرآن شریف میں بھی اسی بات کی احترام
کا حکم فرمایا گیا ہے۔ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح زور زور سے باتیں نہ کرو جیسے تم باہم ایک دوسرے
سے کرتے ہو۔ کیونکہ تمہارے اعمال حبط اور باطل ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔

قرآن و حدیث اور فقہ اور مرزا صاحب کے اقوال سے ثابت ہو گیا کہ توہین انبیاء کفر ہے اور مرزا نے
توہین انبیاء کی جس کا ایک بہت تھوڑا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ اور سید الانبیاء بالخصوص محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان اقدس میں مرزا نے گستاخیاں کی ہیں اور توہین آمیز الفاظ لکھے ہیں۔ ان کو اس وقت بیان
نہیں کر سکتا۔ تاہم نتیجہ نکالنے کے لئے اس قدر بیان کافی ہے کہ مرزا صاحب نے توہین انبیاء کی اور جو توہین انبیاء
کرے کافر ہے اور مرتد ہے پس مرزا صاحب بھی کافر و مرتد ہوئے۔ ان کے پیروؤں میں سے کسی سے کسی
مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں۔

مرزا کی آنحضرت علیہ السلام کی شان ارفع میں گستاخیاں

کل جو بیان ہوا تھا اس میں وہ امور بیان کئے گئے تھے جس میں مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام
کی توہین کی تھی آج میں وہ باتیں بیان کرتا ہوں جن میں آنحضرت علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ مرزا صاحب
فرماتے ہیں حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۲ تا ۲۶۴ ایک غلطی کا ازالہ۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ
اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم
بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد
اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔

پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی

تو نزول نہیں ہوا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے۔ اپنے آپ کو بار بار کہا ہے کہ میں بعینہٖ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں
اس کلمہ میں جو سرورِ عالم کی توہین ہے اور جس قدر اس میں کفریات ہیں وہ غور کرنے سے ظاہر ہیں۔ کیا
مرزا صاحب کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ کیا ان کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ کیا وہ فاطمہ علیہا السلام کے باپ تھے۔
مرزا صاحب کا عین محمد ہونا اور مرزا صاحب کو نبوۃ ملنے میں خاتمیت میں فرق نہ آنیکے یہی معنے ہو سکتے ہیں
کہ مرزا صاحب اور سرورِ عالم ایک ہوں جو عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ اگر آنحضرت معاذ اللہ بطریقِ تناسخ مرزا صاحب
ہوئے تو تناسخ کفر ہے۔ اگر یہ معنی ہیں کہ سایہ ذی سایہ کا عین ہوتا ہے تو یہ ایسی ہی باطل بات ہے کہ دنیا
جانتی ہے کہ کسی شخص کا سایہ ذی سایہ نہیں ہو سکتا۔ تو اب مرزا صاحب کا نبی ہونا آنحضرت کا نبی ہونا نہیں۔ اگر یہ مان
بھی لیا جائے کہ مرزا صاحب اور آنحضرت علیہ السلام دونوں ایک ہیں (نعوذ باللہ) تو کیا کوئی مسلمان اس لفظ کو
اپنی زبان سے ادا کر سکتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۲ء تک معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قادیان کی گلیوں میں پھرتے
رہے اور مدت تک کچہری میں کام کیا۔ اور مختاری کا امتحان دیا۔ اور فیل ہو گئے اور پہلے آنحضرت جو نبوۃ لیکر
تشریف لے گئے تھے پچاس سال کی عمر تک نبوۃ سے بالکل معطل رہے۔ اس کلمہ کی کوئی مسلمان جرأت
نہیں کر سکتا۔ اگر بفرضِ محال مان بھی لیا جائے کہ سایہ اور ذی سایہ ایک ہے تو آنحضرت اللہ کا سایہ ہیں
پس ماننا پڑے گا کہ آنحضرت اللہ تعالےٰ کا عین ہیں اور مرزا صاحب عین محمدؐ ہیں تو نتیجہ صاف ہے کہ مرزا
صاحب عین خدا اور اس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں اگر ظل ہونیکے یہ معنے ہیں کہ ذی ظل کی کوئی
صفت اس میں آجاوے تو پھر ایسی ظلیت تمام دنیا کو حاصل ہے۔ بہر حال مرزا صاحب کا ادعائے نبوۃ
اور آنحضرت کیساتھ اتحاد کا دعوےٰ آنحضرت کی کھلی توہین ہے۔ لہذا بہت سے وجوہ سے یہ کفر ہے
اور مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت خاتم النبیین کے بالکل مخالف ہے۔

یہی مضمون تقریباً مرزا صاحب نے اور جگہ بیان کیا ہے۔

(۱) یہ ممکن ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نہ صرف ایکدفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں اور کمالات
کیساتھ اپنی نبوۃ کا اظہار کریں اور یہ بروز خدا کی طرف سے قرار یافتہ عہد تھا جب مرزا صاحب کے نزدیک یہ بھی

ممکن ہے کہ آنحضرت علیہ السلام دنیا میں ہزار دفعہ آویں۔ اور اپنی نبوت کا اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف
سے ایک عہد بھی تھا۔ جس کا خلاف نہیں ہو سکتا۔ تو تیرہ سو سال کے اندر کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا جو نبی کے نام
پانیکا مستحق ہوتا۔ تو اول آنحضرت کی توہین ہے۔ اور سے تمام صحابہ اور اس وقت تک تیرہ سو برس میں
جتنے بھی لوگ گذرے ہیں کوئی ایسا نہ ہوا جو نبی کا نام پانیکا مستحق ہو۔ خلفائے اربعہ عشرہ مبشرہ اور اہل بدر اور
وہ صحابہ جو بیعت رضوان میں شامل تھے۔ اور جن کی نسبت اللہ تعالےٰ نے صاف الفاظ میں فرمایا رضی اللہ عنہم و
رضوا عنہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی تو سب کے سب مرزا صاحب کے برابر نہ ہوئے۔ تو آنحضرت
علیہ السلام نے معاذ اللہ دنیا میں کیا کام کیا۔ تیئیس برس کی تعلیم کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس میں آنحضرت کی غایت درجہ
توہین ہے۔ اور پھر لکھتے ہیں۔ چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ
کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے
تو اول یہ مضمون اس قدر غلط ہے۔ کہ خود فرماتے ہیں کہ بروزی رنگ میں ہزار دفعہ آنحضرت کا بروز ہوگا۔ اور پھر
لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مقابلہ پر تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ کیا آپکے نبی ہونے
مہر نہیں ٹوٹی۔ اگر دوسرا ہو جائے تو مہر ٹوٹتی ہے۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کو جو مہر نبوت کہتے ہیں
کہ جس پر کوئی عبارت کندہ ہو۔ اور وہ کسی کاغذ پر ابتداء میں یا آخر میں بطور سند لگا دیجائے۔ یا کسی چیز میں کوئی چیز
بند کر کے اس پر مہر لگا دیجائے تاکہ اس سے نکل نہ سکے۔ تو اب آنحضرت کا مہر ہونا بالکل لغو باطل ہے۔ اور آنحضرت
کی توہین کرنا ہے۔ اگر مجازی معنی لئے جائیں کہ مہر کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص کامیاب ہوتا ہے آنحضرت کی سند سے تو کیا آنحضرت
سند لکھ دیتے تھے یا نبوت کو آنحضرت پر ختم کر دیا گیا۔ اور اب نبوت آپ سے نہیں نکل سکتی۔

پھر مرزا صاحب کا فرمانا کہ مہر نبوت تو باقی ہے مگر نبوت نکلکر مرزا کے پاس آگئی تو پھر یہ چوری ہوئی۔
اور پھر مہر بھی خدا کی لگائی ہوئی گویا خدا کی لگائی ہوئی مہر ایسی ہوئی جس پر آدمی کا ایسا اثر ہو سکتا ہے۔
اس میں خدا تعالےٰ کی بھی توہین ہے۔

قول فیصل صفحہ ۵ مرتبہ شیخ محمد عمر صاحب مرزا صاحب کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔ یہ کمالات متفرقہ تمام
دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھکر موجود تھے۔ اب وہ سارے کمالات

حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم کے خاص صفات میں اب ہم ان صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔ اس عبارت نے بہت سی باتوں کا تصفیہ کر دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ بروزی اور ظلی نبوت کوئی کم اور گھٹ درجہ کی نبوت نہیں۔ ظل و بروز کے لفظ سے یہ دھوکا ہو سکتا تھا کہ مرزا صاحب کی مراد یہ ہو گی۔ جیسے کہ آئینہ میں کسی صورت کا عکس پڑتا ہے۔ اسیطرح کمالات محمدیہ کا عکس پڑا۔ مگر مرزا صاحب یہ کہتے ہیں۔ کیونکہ کسیکا عکس جو آئینہ میں ہے اس میں ذی عکس کی کوئی حقیقی صفت نہیں آسکتی۔ اس عبارت نے اس شبہہ کو ایسا صاف اور ظاہر کر دیا کہ اب اس شبہہ کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ مرزا صاحب کا لفظ ظل اور بروز ہے۔ مگر مراد حقیقی کاملہ نبوت ہے۔ کیونکہ فرماتے ہیں کہ جتنے نبی گذرے ہیں۔ وہ سب آنحضرت کی ایک ایک صفت میں ظل تھے۔ اور پھر باوجود ایک صفت میں ظل ہو نیکے حقیقی نبی صاحب شریعت نبی مستقل نبی اور منسوخ کرنیوالی شریعت کے نبی بنے مگر پھر بھی وہ ظلی نبی تھے تو ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام اولوالعزم انبیاء ایک ایک صفت میں ظل تھے۔ اور مرزا صاحب تمام صفات میں ظل ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ سب نبیوں کی نبوت ایک طرف ہو اور مرزا صاحب کی نبوت ایکطرف تو مرزا صاحب سب سے بڑھکر رہیں گے۔ یا کم از کم مساوی ضرور ہوں گے۔ تو مرزا صاحب مستقل نبی ہوئے۔ صاحب کتاب نبی ہوئے اور ناسخ شرع والے ہوئے اور یہ کفر ہے۔

مرزا صاحب جو بار بار یہ کہتے ہیں کہ سابقہ انبیاء کی نبوت مستقلہ تھی اور میری نبوت فیض محمدی کا اثر ہے۔ یہ بھی غلط ہوا۔ کیونکہ جیسے ان کی نبوت آنحضرت کا فیض تھا۔ مرزائی نبوت بھی ان کا فیض ہے لہذا فرق باطل ہے۔ اور ایک تو ی وجہ کفر کی اس میں ایک اور ہے۔ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت خاتم النبین ہوئے تو خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی آ ہی نہیں سکتا۔ اور بنی اسرائیل میں سے دجال کے مقابلہ کے لئے کوئی نبی آئے اور آنحضرت کی اُمت میں کوئی مقابلہ کرنیوالا نہو تو اس میں آنحضرت کی توہین ہے۔ اور مہر نبوت کا ٹوٹنا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب عیسیٰ بھی ظل ہوئے اور مرزا بھی ظل ہوئے۔ ایک آنیسے تو مہر ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اگر تمام صفات کا ظل آئے تو مہر نہ ٹوٹے۔ اس کے کیا معنی ہیں۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کا آنا بطریق اولیٰ مہر نبوت کو نہ توڑے گا اور

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت دوبارہ ثابت ہو گی۔ کہ وہ نبی جو بظاہر اُمتی نہ تھے۔
حقیقت میں وہ سب اُمتی ہیں۔ بایں معنی کہ آپکے فیض یافتہ اور آپ کی ہی سنت میں ظل ہیں۔ میں اس
مسئلہ کو یہاں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جیسے مرزا صاحب کی عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ بروزی اور
ظلی الفاظ صرف کہنے کے ہیں۔ اِن کے تحت میں کوئی معنی نہیں۔ یہ فقط میرا استدلال نہیں بلکہ مرزا
صاحب کے صاحبزادے خلیفہ ثانی کا ارشاد ہے۔

کتاب ہینڈ بل صہ۲ بحوالہ الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہم جیسے خدا کی دوسری
وحیوں میں حضرت اسمٰعیلؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت ادریسؑ کو نبی پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی خدا کی آخری وحی میں
مسیح کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں۔ اور اس نبی کیساتھ کوئی معنوی یا ظلی یا بروزی
یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے۔ کہ اپنے آپ کو ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگیں بلکہ جیسے اور
نبیوں کی فضیلت کا ثبوت دیتے ہیں اس سے بڑھکر مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دیکھتے ہیں۔

دوسری عبارت بحوالہ اخبار الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۱۳ء ہینڈ بل صہ۳ سطر ۸ خدا تعالے نے صاف
لفظوں میں آپکا نام نبی رکھا۔ اور کہیں ظلی اور بروزی نہ کہا پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے۔ اور آپکی
تحریریں جس میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے۔ جو نبیوں کی شان ہے۔ ان کو ان الہامات کے ماتحت
کریں گے۔

اب یہ معلوم ہو گیا کہ خلیفہ ثانی کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ کہ مرزا صاحب نے یہ لفظ انکسار اور تواضع میں بڑھا
دئے ہیں ورنہ اِن کا کوئی معنی نہیں۔ مرزا صاحب جہاں اپنے آپ کو ظلی بروزی یا مجازی نبی کہتے ہیں
اس کا مطلب حقیقی نبی سمجھنا چاہیئے۔ اب دوسرے شخص کو کہنا کہ نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بروزی ظلی نہیں تو
اور چونکہ خود مرزا صاحب بروزی ظلی ہیں تو ان کا نبی ہونا خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔ یہ بات کیسی لغو
اور باطل ہے۔ اس بناء پر خاتمیت محمدیہ کا صریح انکار ہے۔ مرزا صاحب جہاں بروزی ظلی کا لفظ بڑھاتے
ہیں وہاں نبی اُمتی کا لفظ بھی بڑھاتے ہیں۔ تو مطلب نبی نہ ہوئے بلکہ اُمتی نبی ہوئے۔ اس کو بھی خلیفہ دوم
نے صاف کر دیا ہے۔

اخبار الفضل قادیان ۲۹ جون ۱۹۱۵ء بحوالہ ہدیہ سبل صـ۳ میں ہے مسیح موعود کو نبی اللہ نہ تسلیم کرنا اور
آپ کو اُمتی قرار دینا یا اُمتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت کو جو سید المرسلین خاتم النبیین ہیں۔ اُمتی قرار دینا اور اُمتیوں
میں داخل کرنا ہے۔ جو کفر عظیم ہے اور کفر بعد کفر ہے"۔ اِس عبارت نے صاف کر دیا کہ مرزا صاحب کو صرف
اُمتی کہنا یا نبی کہنا مگر ساتھ اُمتی کہنا کفر ہے۔ صرف کفر ہی نہیں بلکہ کفر بعد کفر ہے۔ اور کفر عظیم ہے کیونکہ اس میں ایک تو آنحضرت
کو اُمتی کہنا لازم آتا ہے جو کفر ہے اور دوسرا مرزا صاحب کو اُمتی کہنا لازم آتا ہے جو دوسرا کفر ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے ساتھ
جتنے الفاظ بروزی ظلی لغوی مجازی۔ جزوی اُمتی بڑھائے جاتے ہیں۔ یہ سب ایسے الفاظ ہیں جن میں اب تک
کوئی معنی نہیں ڈالے گئے۔ اگر کہا جائے کہ یہ الفاظ مرزا صاحب کے نہیں اور واقعی نہیں بلکہ آپ کے صاحبزادے
خلیفہ ثانی کے ہیں۔ اگر ان کا عقیدہ مرزا صاحب کے خلاف ہے تو ان کو کافر ہونا چاہئیے۔ اگر موافق ہے تو دعا
ثابت۔ اگر بفرض محال کوئی یہ ثابت کر دے کہ مرزا صاحب کے خلاف مراد ہے اور خلیفہ ثانی کافر بھی نہیں تو اتنا
ضرور ہی ثابت ہوگا کہ موجودہ خلیفہ اور موجودہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے۔ فلہذا موجودہ مرزائیوں کے کفر کا ایک اور نمبر
بھی زائد ہوگیا۔

الفضل جلد ۳ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء صـ۶ زیر عنوان احمد نبی اللہ عقائد محمودیہ صفحہ ۵ سطر ۱۶ میں ہے کہ
ان معنوں میں مسیح موعود جو آنحضرت کی بعثت ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے۔ اس کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے
انکار کرنا گویا آنحضرت کی بعثت ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ جو منکر کو دائرہ اسلام
سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔

مرزا نے اپنے معجزات دس لاکھ اور آنحضرت علیہ السلام کے تین ہزار معجزات قرار دئیے ہیں

مرزا صاحب تحفہ گولڑویہ خورد صـ۴۳ میں لکھتے ہیں۔ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے
جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ میں ہے۔ ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں
جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔ اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔ آنحضرت کے معجزات کو

ہو تین ہزار قرار دیا اور اپنے معجزات کو دس لاکھ۔ تو ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم پر مرزا نے اپنی کتنی فضیلت بیان کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین ہے۔

مرزا کا معجزہ شق القمر سے انکار

اعجاز احمدی صفحہ ۷۱ میں ہے لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر یعنے اس کیلئے صرف چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیا اب تو انکار کریگا۔

اس شعر میں مرزا صاحب نے قرآن کریم کی صریح آیۃ کا انکار کیا ہے۔ قرآن میں آیا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ شق قمر کے معجزہ کو مرزا صاحب چاند گرہن سے تعبیر کرتے ہیں کہ آنحضرت کے لئے چاند گرہن ہوا اس میں آنحضرت کی صریح توہین اور معجزہ شق القمر کا کھلا انکار ہے۔ یہاں مرزا صاحب دو وجہ سے کافر ہوئے۔

حاشیہ متعلقہ خطبۃ الہامیہ صفحہ ۳۰ میں ہے۔ ان اللہ خلق ادم وجعلہ سیدا وحاکما وامیرا علی کل ذی روح من الانس والجان ...... تا ...... مکتوب فی القرآن۔ یعنے اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے ہر ذی روح کا سردار اور حاکم اور امیر بنایا جن ہو وہ یا انسان جیسا کہ یہ مضمون آیۃ اسجدوا لآدم سے سمجھا جاتا ہے۔ پھر پھسلا دیا آدم علیہ السلام کو شیطان نے اور نکلوا دیا جنت سے اور رد کیگئی حکومت سانپ کیطرف اور پہنچی آدم علیہ السلام کو ذلت اور رسوائی اس لڑائی میں اور سیقین کیلئے انجام کار ہے۔ اللہ کے نزدیک پس اللہ تعالے نے مسیح موعود کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ شیطان کو آخر زمانہ میں شکست دے۔ اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا تھا۔ (حاشیہ در حاشیہ)

تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین

اس عبارت میں مرزا نے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین اور ذلت اور رسوائی کو کھلے الفاظ میں صاف بیان کیا ہی ہے۔ مگر آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام جن میں

آنحضرت علیہ السلام بھی شامل ہیں سب کی توہین ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ آدم علیہ السلام کی شیطان کی جو لڑائی ہوئی اس میں آدم علیہ السلام کو شکست اور ذلت اور رسوائی ہوئی۔ اور شیطان کی یہ فتح اور اس کے مقابلوں کی شکست برابر باقی رہی۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب کو اللہ نے پیدا کیا اور شیطان کو شکست ہوئی۔ اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے۔ اور پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے شیطان کو وہ کیا شکست دی جو نہ آنحضرت سے شکست ہوئی۔ اور نہ کسی اور نبی سے۔ دوسرے یہ جو کہا ہے کہ یہ وعدہ قرآن میں تحریر ہے کہ مسیح موعود شیطان کو شکست دیگا یہ بالکل خلاف واقع اور کذب ہے۔ ہم نے ایسی کوئی آیتہ قرآن میں نہیں دیکھی جس میں لکھا ہو کہ مسیح موعود یا مرزا غلام احمد آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دیگا۔ ان تمام توہینوں میں جو مرزا صاحب کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ قرآن کے مطابق اور عقائد اسلام کے مطابق اور مرزا کی ان تحریروں کے مطابق جو کل پیش کیگئی ہیں۔ کہ کسی نبی کی توہین کفر ہے۔ مرزا صاحب اپنے اقرار سے کافر بھی ہوئے مرتد بھی ہوئے اور اس کے سارے متبعین کا یہی حکم ہے۔ اس جماعت میں سے کسی سے مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو گیا ہو تو وہ فوراً فسخ ہو گیا۔ بحوالہ در مختار بر حاشیہ شامی صفحہ ۲۹۰ ج ۳ وفی شرح الوھبانیۃ ما یکون کفراً اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا۔

ختم نبوت پر مرزا کی تصریحات

اب یہ ثابت کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی خاتم النبیین کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ ازالہ اوہام جلد دوم تختی کلاں صفحہ ۲۱۶ میں لکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ مسیح ابن مریم کہلایا کیونکہ وہ روحانی طور پر مسیح کے رنگ میں ہو کر آیا۔ مسیح کیونکر آسکتا۔ وہ رسول تھا۔ اور خاتم النبیین کی دیوار اوئیں ان کے آنیسے روکتی تھی۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ میں ہے اور کیونکر ممکن تھا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کیساتھ جو نبوت تامہ کے شرائط میں سے ہے۔ آسکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کیساتھ

لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جاویگی۔ اس عبارت سے یہی معلوم ہوا کہ قرآن کریم سے بصراحت یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔

کیا مرزا صاحب نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ حاصل کئے تھے۔ اگر نہیں تو دعوئے نبوت جھوٹ ہوا۔ اور جھوٹا مدعی نبوت بالاتفاق کافر ہے۔ لہذا مرزا صاحب کے کفر کی یہ ایک اور نئی وجہ نکل آئی۔ اور اگر کہا جاوے کہ پہلے احکام و عقائد جو مرزا صاحب نے حاصل کئے تھے۔ انہی پر اکتفا ہوا تو اس بنا پر وہ شخص جس کے صحیح عقائد ہوں اور جبریل علیہ السلام ایک دفعہ بھی نہ آئے ہوں۔ تو مرزا صاحب کے کہنے کے مطابق بھی وہ نبی ہو سکتا ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کہ جنہوں نے احکام و عقائد بذریعہ جبریل حاصل کئے تھے۔ وہ اگر دنیا میں تشریف لاویں تو آپکا وہ پہلا علم کافی نہیں۔ دوبارہ جبریل کا آنا ضروری ہے۔ پھر اسی کے صفحہ ۲۲۶ پر لکھتے ہیں۔ اب ہم اس وقت میں یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف اپنے زبردست ثبوتوں کیساتھ ہمارے دعوے کا مصدق اور ہمارے مخالفین کے اوہام باطلہ کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اور گذشتہ نبیوں کے واپس دنیا میں آنیکا دروازہ بند کرتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کے مثیلوں کے آنیکا دروازہ کھولتا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۵ پر ہے اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ کہ خاتم النبین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔ اسی لئے یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالے مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا۔ اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۰ میں ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالے قرآن میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو کہ اس پر بذریعہ جبریل علیہ السلام نازل ہوتی ہے

اب یہ سیدھی بات ہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل لگاتار آسمانوں سے وحی لانے لگے۔ اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے۔ تو پھر بہر حال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔ اور اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعے سے صرف اتنا کہا جائیگا تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائیگی اور کبھی حضرت جبرئیل اُن پر نازل نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ کلی طور پر مسلوب النبوۃ ہو کر امتیوں کی طرح بنجائیں گے۔ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے۔ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے۔ تو صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے اور جو خاتم النبین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں تصریح بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے کے لئے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ لیکن اگر ہم فرض کے طور پر مان بھی لیویں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہو کر پھر دنیا میں آئیگا۔ تو ہمیں کسیطرح انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ رسول ہے اور بحیثیت رسالت کے آئیگا۔ اور جبرئیل کے نزول اور کلام الٰہی کے اُترنے کا پھر سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ جسطرح یہ بات ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور روشنی نہ ہو۔ اسیطرح ممکن نہیں کہ ایک رسول خلق اللہ کی اصلاح کے لئے آئے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی بذریعہ جبرئیل نہ ہو۔

مرزا کی تصریح کہ کوئی نبی اُمتی نہیں ہو سکتا

اس عبارت کے متعلق اتنا عرض کرنا ہے کہ مرزا صاحب نے تصریح کر دی کہ کوئی نبی مطلع اور امتی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اس وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو اس پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا جی نبی ہوئے تو انہوں نے اسی وحی کی اتباع کی جو ان پر نازل ہوئی یا قرآن کی۔ اگر

قرآن کی اتباع کی تب بھی کافر کیونکہ ان کو اپنی وحی کی اتباع ضروری تھی۔ اور اگر اپنی وحی کی اتباع کی تب بھی کافر۔ کیونکہ قرآن کو چھوڑا۔

مرزا کا دعوے کہ اسکی وحی بیس جزسے کم نہیں

مرزا صاحب اسی عبارت میں یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جو وحی احکام کے متعلق ہو گی۔ اسی کا نام کتاب اللہ ہو گا۔ مرزا صاحب کی وحی جس کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر جمع کریں تو بیس جزو سے کم نہ ہو گی وہ بھی کتاب اللہ ہوئی۔ اور قرآن کے بعد ہوئی۔ کیا اب بھی قرآن کو آخرالکتب کہا جائیگا اور کیا اب بھی کہا جائیگا کہ قرآن کامل کتاب ہی۔ جبکہ بیس جزو کی اور کتاب ایک نبی پر نازل ہو گی۔ ملاحظہ ہو کتاب حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ اور یاد رہے کہ ہم نے بعض نمونہ کے طور پر چند پیش گوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں۔ مگر وہ دراصل کئی لاکھ پیشگوئی ہی جس کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ اور خدا کا کلام مجھ پر اسقدر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہ ہو گا۔ پس ہم اسیقدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اپنی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اگر صرف اتنا نقطہ آجائے کہ قرآن پر عمل کرو اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے تو یہ خیال طفلانہ اور ہنسی کے لائق ہے بوجہ مخالفت خاتم النبیین کے۔ مگر مرزا صاحب پر بیس جزو کی کتاب نازل ہو جائے تو مرزا صاحب ویسے کے ویسے ہی مسلمان۔ عجیب بات ہے۔ کہ ایک پہلا نبی جس پر جبریل صرف ایک نقرہ لائے اور جو آنحضرت کا ایک صفحہ میں شامل ہو۔ اس کا آنا تو ختم نبوت کے منافی ہو۔ اور ختمیت کی مہر ٹوٹ جائے مگر جو شخص دعوے کرتا ہے کہ میں تمام صفات میں ظل ہوں۔ سارے انبیاء سابقین میں سے افضل و اعلیٰ ہوں اس کے آنیسے ختمیت کی مہر نہ ٹوٹے تعجب ہے۔ کہ اگر سوئی نکل جائے تو ختمیت کی مہر ٹوٹ جائے اگر ہاتھی نکل جائے تو ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ یہ وہی زمانہ ہے جس وقت وہ خاتم النبیین کے وہی معنی سمجھتے تھے جو ساری دنیا سمجھتی تھی۔ ایک دفعہ جبریل کا آنا اور صرف ایک نقرہ کہنا کہ تم قرآن کی اتباع کرو۔ یہ سب مرزا صاحب کے نزدیک ختم نبوت کے منافی تھا۔ اور اس سے مہر نبوت ٹوٹی تھی۔ مرزا صاحب سے پہلے مجدد جو ہر صدی پر آتے رہے ہیں ان کا یہ فرض تھا کہ دین میں جو غلطی لوگوں نے

ہو گئی ہے اُس پر لوگوں کو متنبہ کرتے بالخصوص ایسے امور و عقائد میں جن کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اُمت میں بے شمار اولیاء۔ ابدال۔ اقطاب۔ اور تمام صحابہ کرام بھی گذرے ہیں مگر کسی نے یہ نہ کہا کہ خاتم النبیین کے معنی وہی ہیں جو مرزا صاحب نے تبلائے ہیں۔

مرزا دونوں معنوں پر کافر ہے

سوال یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر مرزا کے یہ معنی صحیح ہیں تو مرزا اور اس سے پہلے کے لوگ سب کافر ہیں۔ اور اگر پہلے کے معنی صحیح ہوں تو مرزا صاحب کافر ہوئے۔

مرزا صاحب نے جواب معنی خاتم النبیین کے تجویز فرمائے ہیں۔ جس کی بناء پر نبوت کا جاری رہنا بلکہ وحی نبوت کا جاری رہنا ضروری ہے اور جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو اور جو انقطاع وحی کا قائل ہو۔ وہ مذہب مرزا کے نزدیک لعنتی اور شیطانی کہلانیکے لائق ہے۔ اس کی بناء پر اگر یہ معنی صحیح ہیں تو جب تک مرزا کا یہ عقیدہ تھا تو مرزا صاحب بھی کافر ہوئے اور جتنے مسلمان اس عقیدہ پر گذرے ہیں وہ سب کے سب کافر ہوئے۔ اور اگر مسلمانوں کا عقیدہ اور مرزا صاحب کا عقیدہ سابقہ صحیح تھا۔ تو پہلے لوگ تو مسلمان مگر مرزا صاحب اس عقیدہ کے بدلنے سے کافر ہو گئے۔ مرزا اپنی کتاب ازالہ اوہام صہ ۲۴۱ پر لکھتے ہیں۔ اب ہر ایک دانشمند اندازہ کر سکتا ہے کہ جس حالت میں ۲۳ برس میں ۳۰ جزو قرآن کے نازل ہو گئی تھیں تو بہت ضروری ہے کہ اُس چالیس برس میں کم سے کم پچاس جزو کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کیساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن سے توارد رکھتی ہو۔ پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو۔ وہ محال ہوتا ہے۔

اس عبارت میں گفتگو یہ ہے کہ مرزا صاحب کے لفظ محال سے کیا مراد ہے۔ اگر محال سے مراد محال عقلی ہے تو اس کا اختفاء نا جائز ہے۔ بالخصوص تیرہ سو برس تک صحابہ تابعین اور ائمہ فقہاء و متکلمین جنہوں نے عقلی اصول بال کی کھال اُتار کر رکھدی ہے۔ اور بالخصوص ہر صدی کے مجددے جو ہر

صدی کے سر پر آتے تھے۔ مرزا کا یہ کہنا کہ محال عقلی ہے۔ غلط ہے۔ بلکہ یہ خود محال عقلی ہے۔ اور اگر محال سے مراد محال شرعی ہے۔ تو وہ بھی منفی نہیں رہ سکتا۔ خاکسار اتنے زمانے تک اور تبحر میں علماء اور مجددین پر تو ثابت ہوا۔ کہ مرزا کا اسی کلام کے کہنے تک یہی عقیدہ تھا۔ کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ کوئی نبی قدیم یا جدید آ ہی نہیں سکتا۔ علمائے اُمت نے جو مسئلہ ختم نبوۃ پر اجماع بیان کیا ہے۔ اور اس آیت کے جو معنے لکھے ہیں۔ وہ معنے مرزا کے بھی مسلمات میں سے ہیں۔ وہ حق ہیں اب جو اس معنے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اور بیشک کافر ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۲ پر لکھتے ہیں "اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ اسقدر تو بالکل سچ ہے کہ اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آ جائیں گے۔ جن پر جبرئیل نازل ہوا کرتا تھا۔ وہ شریعت محمدیہ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس اور نئے پیرایہ اور نئی زبان میں اُن پر نازل ہو جائیں گے۔ اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو آسمان سے نازل ہوئی ہے قرآن کریم منسوخ ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالے ایسی ذلت اور رسوائی اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسرِ شان اپنے نبی مقبول اور خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھیگا۔ کہ ایک رسول کو بھیجکر جس کے آنیکے ساتھ جبریل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی اُلٹا دیوے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائیگا۔ اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف ایسے یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھکر اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ سچ مچ وہی ابن مریم آسمان سے نازل ہو جائیگا۔ جو رسول اللہ تھا۔ اور اسطرف خیال نہیں کیا کہ اس کا آنا گویا دینِ اسلام کا رخصت ہونا ہے۔ یہ تو اجماعی عقیدہ ہو چکا"

قول تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اگر عیسٰی علیہ السلام دنیا میں تشریف لا دینگے۔ تو جبرئیل علیہ السلام آیا کریں گے اور شریعت محمدیہ کے تمام احکام اور قواعد نئے سرے سے اور نئے لباس نئے پیرایہ اور نئی زبان میں نازل ہوں گے۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ قرآن منسوخ ہو جاوے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کہہ چکے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ جبرئیل آ دیں اور فقط یہ فقرہ کہہ جاویں کہ قرآن پر عمل کرو اور پھر ساری مدت العمر تک تشریف نہ لاویں۔ تو قوانین شرعیہ و احکام شرعیہ حقانیہ اسلام نئے لباس میں کیونکر آئیں گے اور

قرآن کیسے منسوخ ہوگا۔ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی صہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں۔ و قالوا انی لک ھذا قل ھو اللہ عجیب۔ اس کا ترجمہ انہوں نے خود بالفاظ ذیل کیا ہے۔ اور کہینگے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا۔ کہدو خداوند ذو العجائب ہے۔ میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔ پھر مرزا صاحب حاشیہ لکھتے ہیں کہ اسجگہ آئیل خداوند تعالےٰ نے جبرائیل کا نام رکھا اسلئے وہ بار بار رجوع کرتا ہے اب مرزا صاحب پر جبرائیل کا نزول معلوم ہو گیا۔ اور بیس جزو کا کلام بھی نازل ہو گیا اور آنحضرت کی ہتک اور کسرشان کرنا اور اسلام کا تختۂ الٹنا سب ثابت ہو گیا۔ اس صورت میں مرزا صاحب کا کافر اور مرتد اور خارج اسلام ہونا انہیں کے اقرار سے ثابت ہو گیا ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۲ پر ہے "لیکن اگر واقعی طور پر اور حقیقی طور پر مسیح ابن مریم کا نازل ہونا خیال کیا جاوے تو اسقدر خرابیاں پیش آتی ہیں جنکا شمار نہیں ہو سکتا اور اسبات کے سمجھنے کیلئے صریح اور صاف قرائن موجود ہیں کہ اسجگہ حقیقی طور پر نزول ہرگز مراد نہیں" اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب کے نزدیک آنحضرت کے بعد کسی نبی کے آنے میں بیشمار خرابیاں ہیں ازالہ صہ ۲۵۲ پر ہے اکیسویں آیت یہ ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ الخ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنیوالا نبیوں کا اس میں یہ استدلال کیا گیا ہے کہ آیۃ بھی صاف دلالت کرتی کہ بعد ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا اور عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں پس اس سے بکمال وضاحت ثابت ہو گیا کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے رسول کی حقیقۃ اور ماہیۃ میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہیں آئیگا اور یہ امر خود اسبات کو مستلزم ہے کہ وہ مر گیا کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں۔

ان تمام حوالوں سے میری غرض یہی کہ میں ثابت کروں کہ دعوئے نبوت سے پہلے مرزا صاحب بھی خاتم النبیین کے معنی وہی سمجھتے تھے جو ہمیشہ سے سواد اعظم مسلمانوں نے سمجھے۔ اور یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک کوئی نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی تھا۔ اب مرزا صاحب کا جو جدید عقیدہ ہو اسے یہ آیت خاتم النبیین صریح مخالف ہے۔ لہذا مرزا صاحب باقرار خود کافر ہو گئے۔ مرزا صاحب

کے نزدیک کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے اب مرزا صاحب باقرار خود کافر ہوئے ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷ پر ہے
قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط
جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بپیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں
رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا اب اگر
مرزا صاحب نئے نبی ہیں تب بھی نہیں آسکتے اگر پرانے نبی ہیں تو بھی نہیں آسکتے۔ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۱ میں
ہے وما اذکر نزول عیسیٰ ابن مریم فما کان لمومن ان یحمل ھذا الاسم مذکور فی الاحادیث
علی ظاہر معناہ لانہ یخالف قول اللہ عزوجل ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین الا ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر
استثناء وفسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقہا وھذا خلف کما لا یخفی علی
المسلمین وکیف یجیٔ نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ
بہ النبیین انعتقد بان عیسیٰ الذی انزل علیہ الانجیل ھو خاتم الانبیاء لا رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم
انعتقد ان ابن مریم یاتی وینسخ بعض احکام القرآن ویزید بعضا یعنی عیسیٰ کے نزول کے بارہ
میں کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس کلام کو جو احادیث میں آیا ہے۔ ظاہری معنی پر عمل کرے کیونکہ آیت ما کان محمد ابا
احد الخ۔ کے خلاف ہے کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت علیہ السلام کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور اس میں
کسی کا استثنا نہیں کیا اور پھر ہی خاتم النبیین کی خود اپنے کلام میں تفسیر فرماتے ہوئے فرمایا لا نبی بعدی جو سمجھنے
والوں کیلئے واضح بیان ہے اگر ہم جائز رکھیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دروازہ وحی
نبوت کا بند ہونے کے بعد کھل جاوے اور آپکے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے حالانکہ وحی نبوت منقطع ہو
چکی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا کیا ہم اعتقاد رکھیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں اور وہی
خاتم الانبیاء ہیں نہ ہمارے رسول۔ اس عبارت میں مجھے یہ کہنا ہے۔ کہ خود مرزا صاحب نے اقرار کیا ہے
کہ آنحضرت نے خاتم النبیین کی تفسیر اپنی اس کلام میں فرمائی ہے کہ لا نبی بعدی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی

نزدیک خاتم النبیین کی تفسیر لانبی بعدی ہے اور خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں
نیکا اس میں کسی نبی بروزی یا ظلی کی قید نہیں ہے تو اب لانبی بعدی کے یہ معنی لینے کہ اس سے خاص وہ نبی
مراد ہیں جو مستقل نبی ہوں اور آنحضرت سے الگ ہو کر نبوت حاصل کی ہو تو یہ معنی مرزا صاحب کے نزدیک
ہی غلط ٹھہرے اب یہ معنی بیان کرنا ہرگز قابل پذیرائی نہیں ان عبارتوں میں بعض وہ بھی ہیں کہ مرزا صاحب
مسیح نزول آنحضرت کے بعد جائز رکھنا یہ خاتم النبیین کے ساتھ کفر ہے حقیقۃ الوحی صـ ۱۰۱ انا ارسلنا
الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا حتمہ مسیح صـ ۱۶ میں ہے ہیں سچ سچ کہتا
ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسی سے بڑھکر بھی ہو سکتا ہے اندھے کہتے ہیں کہ یہ
کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے کفر خود تمہارے اندر
ہے انہی عبارتوں سے یہ امر بداہتۃً ثابت ہوا کہ مرزا صاحب خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے معنے یہ سمجھتے
ہیں کہ آپکے بعد کوئی نبی جدید یا قدیم نہیں آسکتا جو شخص آپکے بعد کسی نبی جدید یا قدیم کا آنا جائز رکھے وہ کافر
ہے لانبی بعدی کے معنی وہی ہیں پھر اسکے بعد مرزا صاحب نے خود رسالت کا دعوی کیا جیسے
حقیقۃ الوحی کی عبارت سے ظاہر ہے۔ بلکہ مرزا صاحب کا مدعی نبوت ہونا محتاج بیان نہیں بکثرت عبارات
موجود ہیں اور مدعا علیہ کو بھی اقرار ہے مگر عجب بات یہ ہے کہ مرزا صاحب پہلے یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا آنا اور کسی نبی کا نزول جائز رکھے وہ کافر ہے اور دعوے نبوۃ
کے بعد وہ یہ کہتے ہیں کہ جو یوں کہے کہ رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا یہ کفر ہے اس لیے مرزا صاحب
اپنی کلام کی رو سے خود کافر ہوئے شرح شفا ملا علی قاری صـ ۵۲۱ جلد دوم میں ہے وکذلک نقطع
بتکفیر کل قائل الی قولہ هذا لاجماع مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایسا کلام کرے کہ جسکی وجہ سے
امت کی تضلیل و تکفیر ہو تمام صحابہ کی ہم ایسے شخص کو یقینی کافر سمجھتے ہیں حاصل یہ نکلا کہ جو شخص ایسی
بات کہے جس سے ساری امت گمراہ ہو یا ساری کا کافر ہونا لازم آئے ایسے شخص کو بھی کافر سمجھتے ہیں ازالہ اوہام
صـ ۲ میں ہے حال کے نیچری جنکے دل میں کچھ بھی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ
بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنیکی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں ہی غلط

ہیں شاید ان کا ایسی باتوں سے یہ مطلب ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوی کی تحقیر کر کے کسی طرح اسکو باطل ٹھہرایا جاوے لیکن وہ اسقدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ تواتر ایک ایسی چیز ہے اگر غیر قوموں کی تاریخ کے رو سے بھی پایا جاوے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑیگا۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں رامچندر اور کرشن وغیرہ کا وجود تواتر کے ذریعے سے ہی ہم نے قبول کیا ہے گو تحقیق تفتیش تاریخ واقعات میں ہندو لوگ بہت کچے ہیں۔ مگر باوجود اس قدر تواتر کے جو ان کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا۔ کہ رام چندر اور راجہ کرشن یہ سب فرضی نام ہے۔

تواتر مرزا کے نزدیک بھی حجت ہے

مطلب یہ ہے کہ خود مرزا تسلیم کرتے ہیں۔ کہ تواتر کی بات رد نہیں کی جاسکتی۔ اور تواتر اگر غیر قوم کا بھی ہو تو مقبول ہے۔ اب اس کے ساتھ ازالہ صا ۲۳ کی یہ عبارت پڑھیں یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور بھاری غلطی ہے۔ کہ یک لخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں۔ اور ایسی متواتر پیشگوئیوں کو جو خیر القرون میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں۔ اور مسلمات میں سے سمجھی گئی تھیں۔ بمد موضوعات داخل کردیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشین گوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے۔ جن کو خدا تعالے نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔ اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ و قال الرسول کی عظمت باقی نہیں۔ اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو۔ اس کو محالات و ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں" ملا لی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ نزول عیسے کی پیشین گوئی ایسی متواتر پیشین گوئیوں میں سے ہے۔ جو خیر القرون میں تمام ممالک

اسلامیہ میں پائی گئی تھی۔ اور مسلمات میں سے سمجھی گئی تھی۔ اور یہ اول درجہ کی پیشگوئی ہے
جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا تھا۔ اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں۔
کوئی اس کے ہم پہلو بھی نہیں۔ اور تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ اور انجیل بھی اس کی
مصدق ہے۔ مگر مرزا کو جب اس کا انکار مطلوب ہوا۔ تو کہنے لگے ضمیمہ حقیقت الوحی صہ ۳۹
میں لکھا ہے۔ فمن سوء الادب ان یقال ان عیسے ما مات ان ھو الا شرك عظیم یاکل
الحسنات ...... تا ...... غیر متعمدین۔ حاصل یہ ہے کہ یہ کہنا بہت بڑی بے
ادبی ہے۔ کہ عیسیٰؑ ابھی تک نہیں مرے۔ اور یہ ایک بہت بڑا شرک ہے۔ جو نیکیوں کو کھا لیتا
ہے۔ بلکہ وہ اپنے بھائیوں کی طرح فوت ہوگئے۔ اور اپنے اہل خانہ کی طرح مر گئے۔ یہ عقیدہ مسلمانوں
نصارے کی طرف سے آیا ہے۔ انہوں نے حضرت عیسےؑ کو خدا اسی وجہ سے بنایا ہے۔

اور پھر اسی عقیدہ کو بہت سا مال خرچ کر کے مسلمانوں میں شہروں اور گاؤں
میں شائع کیا۔ اس لئے انہیں کوئی عقلمند نہیں تھا۔ پہلے مسلمانوں سے یہ قول صادر نہیں ہوا۔
مگر لغزش کے طور پر وہ لوگ اللہ کے نزدیک معذور اس لئے کہ وہ گنہگار تھے۔ مگر قصداً نہیں
تھے۔ اور اس خطا کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ سادہ لوح آدمی تھے۔ اگر کوئی مجتہد خطا کرے۔ تو خدا
اس کی غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ ہاں جن کے پاس امام حکم اور بینات کے ساتھ آیا۔ اور رشد کو گمراہی
سے ممتاز کر دیا۔ اور پھر بھی انہوں نے اعتراض کیا۔ وہ لوگ ماخوذ ہونگے۔ پہلے مرزا نے اس پیشین گوئی کو
متواتر فرمایا۔ اور تواتر کا بھی اعلیٰ درجہ فرمایا۔ اور صحاح کی پیش گوئی اس کے ہم پہلو بھی نہ تھی۔ تمام مسلمانوں
نے اسے قبول کر لیا تھا۔ اور خیر القرون میں یہ پیش گوئی پھیل بھی گئی تھی۔ اور مرزا صاحب بھی اس
پیش گوئی میں شامل تھے۔ چونکہ براہین احمدیہ میں کھلے الفاظ میں نزول عیسےؑ کا اقرار کرتے ہیں۔
باوجودیکہ مجدد و محدث نبی ملہم اور خدا کی وحی نازل ہونے کے مرزا صاحب اس عقیدہ کے معتقد
رہے۔ مرزا صاحب سے پہلے کے مجدد بھی اس عقیدہ کے معتقد تھے۔ کسی نے اس عقیدہ کے متعلق کچھ
نہیں فرمایا۔ اس جگہ پر مسئلہ حیات و وفات عیسے علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سے یہ بحث نہیں

کہ کون حق پر تھے اور کون باطل پر۔ بلکہ زیر بحث یہ تھا ہے۔ کہ آج مرزا اس عقیدہ کو شرک عظیم بتلاتے ہیں اور ایک وقت تک اس عقیدہ کے رکھنے کی وجہ سے شرک عظیم میں مبتلا رہے۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے نزدیک ایک مجدد ایک محدث ایک ملہم ایک نبی جس پر بارش کی طرح وحی ہو۔ وہ شرک عظیم میں مبتلا رہ سکتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک اتنا مقرب ہو سکتا ہے۔ آگے چلکر تمام نبیوں سے اور تمام مخلوقات سے وہ بڑھا دیا جاوے۔ چونکہ خدا تعالےٰ خود فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ الخ اللہ تعالےٰ مشرک کو ہرگز نہیں بخشتا۔ اور اس کے سوا جتنے گناہ چاہے بخشدے۔ مرزا صاحب حیات عیسےٰ علیہ السلام کو شرک عظیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ وعدہ الٰہی کے موافق اس کا معاف ہونا قطعی محال ہے۔ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے اس قول کی بنا پر ساری امت گمراہ تھی۔ اور ساری امت کافر اور مشرک تھی۔ اور ابھی شرح شفا سے عرض کر چکا ہوں۔ کہ جو شخص ایسی بات کہے جس سے ساری امت کی تضلیل و تکفیر ہوتی ہو۔ وہ شخص خود کافر ہے اس وجہ سے مرزا صاحب بھی کافر اور مرتد ٹھیرے۔ اور جو مرزا صاحب کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

نزول مسیح علیہ السلام کو شرک عظیم کہنا اسلام پر بڑا حملہ ہے

مرزا صاحب کے اس قول سے اسلام پر اتنا بڑا حملہ ہوا ہے۔ کہ اسلام کی ذرہ بھر بھی وقعت باقی نہیں رہ سکتی۔ جب مرزا کے قول سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ اسلام میں ایسے عقائد شرکیہ اور کفریہ موجود ہیں۔ کہ با طریق تواتر ثابت اور تمام ممالک اسلام میں پھیل کر مقبول ہو گئے۔ اور سب نے قبول بھی کر لیا۔ اور کسی چھوٹے بڑے کو اس کی برائی کی خبر نہ ہوئی۔ تیرہ سو برس کے بعد آکر ۴۰ یا ۵۰ برس تک خود مرزا اس میں مبتلا رہ کر اب یہ کہتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ شرک عظیم ہے۔ قرآن کی ایک آیت سے نہیں۔ بلکہ تیس آیت سے ثابت ہے۔ اور اسی عقیدہ کو ممتنع اور محال عقلاً و نقلاً کہتا ہے۔ اور یہ عقیدہ ایسا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے بہت مجدد آئے۔ جن کا کام دین کی تجدید تھا۔ ان کو بھی شرک کی خبر نہ ہوئی۔ اگر مرزا تشریف

نہ لاتے تو جیسے پہلے ساری امت معاذ اللہ شرک عظیم میں مبتلا تھی۔ آگے بھی شرک عظیم میں مبتلا رہتی۔ اب کیا معلوم کہ آئندہ کوئی اور مجدد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز پیدا ہو کر ہمیں بچپیں اور شرک ثابت کردے۔ جب قرآن اور حدیث اور مذہب اسلام ایسا مذہب ہے۔ اس میں تیرہ سو سال تک شرک عظیم کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ تو ایسے مذہب کا اعتبار ہی کیا ہے؟

الاستفتاء صـ۴۲ـ میں فرماتے ہیں۔ من کان منعمدٌ اخلاف ذالك فهو من الذين هم بالقرآن يكفرون الذين خلوا من قبلي نهم عند ربهم معذورون یعنے جو شخص قصداً اسکا خلاف کریگا۔ اور یہ کہے کہ عیسے علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو قرآن سے کافر ہیں۔ ہاں جو مجھ سے پہلے گذر گئے ہیں۔ وہ اپنے اللہ کے نزدیک معذور ہیں۔ دافع البلاء صـ۱۵ـ پر لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے سنا ہے۔ کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں ہے۔ تاکہ کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں۔ اور دوبارہ اُتار کر خاتم الانبیاء بنا دیں۔ بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں۔ ان تینوں عبارتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مرزا نے ایسی بات کہی۔ کہ جس سے تمام امت کا کافر اور مشرک ہونا بلکہ خود انکا ۴۰ سال کی عمر تک مشرک اور کافر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اور جو شخص ایسی بات کہے۔ وہ کافر۔ لہذا مرزا صاحب اپنے قول سے ہی کافر ہوگئے۔

مرزا اپنے اقرار سے بھی کافر ہے:-

میں نے اپنی تقریر میں مرزا کا کفر اور ارتداد ثابت کیا ہے۔ اور اس میں التزام کیا ہے کہ ہر بات مرزا کے اقرار سے ثابت کروں۔ بحمد اللہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے حق کو ادا کرتے ہوئے ثابت کر دیا۔ کہ مرزا صاحب اپنے اقرار سے اور حسب تصریحات علماء کرام کافر و مرتد ہیں۔

مرزا کے وجوہات کفر

۱۔ ایک وجہ ان کے کفر کی یہ ہے۔ کہ دعوئے نبوت تشریعیہ و شرعیہ کیا جو باتفاق مرزا صاحب کفر ہے۔ مرزا نے اپنے صریح کلام میں دعویٰ نبوت تشریعی کیا اور اس میں تشریعیہ کی تفسیر بھی فرما دی۔ اگر ہمارے پاس صرف یہی وجہ ہوتی۔ تو مدعیہ کی کامیابی کافی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ اور بھی بہت وجوہ بیان کی گئیں۔

۲۔ مرزا نے اقرار کیا۔ کہ خاتم النبیین ؐ کے بعد مطلق نبوت منقطع ہے۔ اور جو دعوئے کرے وہ کافر ہے۔ اور پھر مرزا نے دعوئے نبوت کیا۔ لہذا باقرار خود کافر ہوئے۔

۳۔ مرزا نے یہ بھی کہا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی جدید یا قدیم نبی نہیں آسکتا۔ اور اس کو قرآن کا انکار قرار دیا۔ حالانکہ خود دعویٰ نبوت کیا۔

۴۔ مرزا نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کو ختم نبوت کا انکار قرار دیکر اسے کفر ٹھہرایا۔ اور پھر اپنا نبی ہونا (کہ جو اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام سے معاذ اللہ ہر شان میں اعلیٰ اور افضل سمجھتے ہیں)۔ جائز رکھا۔ بلکہ ضروری۔ لہذا مرزا صاحب کافر ہوئے۔

۵۔ مرزا صاحب نے کہا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپ کا خاتم النبیین ہونا آیت خاتم النبیین اور لانبی بعدی سے ثابت ہے۔ اور پھر اس کے بعد یہ کہا ہے۔ کہ جو ایسا کہے۔ کہ آپ کے بعد نبوت نہیں آسکتی۔ وہ کافر ہے۔ اس وجہ سے بھی مرزا صاحب کافر ہوئے۔

۶۔ مرزا نے آنحضرت کے بعد جواز نبوت کو کفر قرار دیا تھا۔ اب مرزا اسی نبوت کو فرض و ایمان قرار دیتا ہے۔ یہ اس سے بھی بڑھکر کفر ہوا۔

۷۔ مرزا نے باب نبوت کھولکر اپنے تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ کہتے ہیں۔ کہ یہ دروازہ قیامت تک کھلا رہیگا۔ اس وجہ سے بھی کافر ہوئے۔

۸۔ مرزا نے صرف یہ نہیں کہا۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی دوسرا نبی آئیگا۔ بلکہ کہتے ہیں۔ کہ ممکن ہے۔ کہ

ہزار بار آنحضرت خود بروز فرماویں۔ گویا آنحضرت کے بعد ہزاروں نبی واقع ہوسکتے ہیں۔ امکان ذاتی نہیں۔ بلکہ امکان وقوعی ہے۔ پھر مرزانے یہ کہا۔ کہ آنحضرت کی ایک بعثت پہلے تھی۔ اور پھر بعثت ثانیہ ہوئی۔ اسکا حاصل تناسخ ہے۔ اور تناسخ کا قائل کافر ہوتا ہے۔

۹۔ مرزا کہتے ہیں۔ کہ میں عین محمد ہوں۔ اس میں آنحضرت کی صریح توہین ہے۔ اگر واقعی عین ہیں تو کھلا ہوا کفر ہے۔ اور یہ ایک توہین صدہا توہین اور استہزا اور تمسخر پر شتمل ہے۔ اور اگر عین محمد نہیں۔ تو پھر آپ کے بعد دوسرا نبی ہوا۔ اور ختم نبوت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اور یہ اور وجہ کفر کی ہے۔

۱۰۔ مرزانے دعویٰ وحی کا کیا۔ حالانکہ عبارت علماء سے ظاہر ہے۔ کہ محض دعویٰ نبوت کفر ہے۔

۱۱۔ مرزانے دعویٰ وحی نبوت کیا۔ یہ بھی وجہ کفر ہے۔

۱۲۔ مرزانے اپنے وحی کو قرآن۔ توریت۔ انجیل کے برابر کہا ہے۔ اس بنا پر قرآن آخر الکتب باقی نہیں رہتی۔ یہ بھی ایک وجہ کفر کی ہے۔

۱۳۔ مرزانے اپنے وحی کو متلو بھی فرمایا۔ اور کہا کہ اگر اس کو جمع کیا جاوے۔ تو کم از کم بیس جزو کی ہوگی۔ یہ اور وجہ کفر کی ہے۔

۱۴۔ مرزا اپنے اقرار سے اور تمام علماء نے اس کی تصریح کر دی۔ کہ جو شخص کسی نبی کو گالیاں دے۔ یا توہین کرے۔ وہ کافر ہے۔ مرزانے عیسےٰ علیہ السلام کی اتنی وجوہ سے توہین کی۔ غالباً سو سے کم نہ ہوگی اور ہر توہین موجب کفر ہے۔ اور کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا۔ جن کی تعداد کو خدا ہی جانے یعنی روایات میں آتا ہے۔ سوا لاکھ ہیں) جس کی مرزانے توہین نہ کی ہو۔ اور ہر نبی کی مرزا صاحب نے توہین کی تو اس لحاظ سے اتنی تعداد کے دگنے برابر مرزا صاحب کی وجوہ تکفیر ہوسکتی ہیں۔ اگر ہر ایک نبی کی دو دو توہین نہیں سمجھ لی جاویں۔ تو اتنی مقدار ہر وجوہ کفر ہوسکتی ہیں۔ لہذا جتنی توہین ہوئیں اتنی وجوہ سے مرزا صاحب کافر ہوئے۔ مرزا صاحب نے سرور عالم کی توہین کی ہے۔ یہ وجہ بہت بڑی کفر کی ہے۔

۱۵۔ مرزا نے احکام شرع کو بدلا۔ علمائے اسلام اور مرزا صاحب کے اقرار سے نسخ شرع باطل ہے۔ لہذا اس وجہ سے بھی مرزا کافر ہوئے۔ مرزا نے کہا کہ کسی مرزائی عورت کا غیر احمدی سے نکاح جائز نہیں۔ مرزا نے کہا کہ غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ چنانچہ تحفۂ گولڑویہ صـ۱۸ پر ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تم پر حرام ہے۔ اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔ مرزا نے کہا کہ جو مجھے نہ مانیں وہ سب کافر ہیں۔ مرزا نے نفخ صور کا بالکل انکار کیا ہے۔ مرزا نے حشر اجساد کا انکار کیا۔ جس طریق میں قیامت کی خبر قرآن وحدیث میں آئی ہے اس سے بالکل انکار کیا۔ ہاں ظاہری لفظ وہی چھوڑے۔ مگر معنے دوسرے بیان کئے۔ یہ وجوہ بھی مرزا کے کفر کی ہیں

لہذا مسئلہ واضح ہوگیا۔ کہ مرزا صاحب کافر بھی ہیں۔ اور مرتد بھی اور ان عقائد کے معلوم ہونے کے بعد جو شخص مرزا کے کفر وارتداد میں شک کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔ کسی مسلمان مرد اور عورت کا نکاح کسی مرزائی مرد اور عورت سے جائز نہیں۔ اور اگر نکاح ہوگیا۔ اور نکاح کے بعد کسی نے مرزائی مذہب اختیار کر لیا۔ تو نکاح فوراً فسخ ہو جائیگا۔ ورنہ اولاد ولد الزنا ہوگی۔ اور نسب ثابت نہ ہوگا۔

تمت

البیانُ الازہر

للشیخ الاسلام

(رحمۃ اللہ علیہ)

محمّد السید انور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

شیخ الاسلام والمسلمین اسوۃ السلف وقدوۃ الخلف حضرت مولٰنا سید محمد انور شاہ صاحب کاشمیری قدس اللہ تعالٰے اسرارہم کی بلند ہستی کسی تعارف اور توصیف کی محتاج نہیں۔ آپکو مرزائی فتنہ کے رد اور استیصال کیطرف خاص توجہ تھی۔ جب حضرت شیخ الجامعہ صاحب کا خط شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت دیوبند پہنچا تو حضرت ڈابھیل تشریف لیجانے کا ارادہ فرما چکے تھے اور سامان سفر بندھا جا چکا تھا۔ مگر مقدمہ کی اہمیت کو ملحوظ فرما کر ڈابھیل کی تیاری کو ملتوی فرمایا اور ۱۹ ر اگست ۱۹۳۲ء کو بہاولپور کی سرزمین کو اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔ حضرت کی رفاقت میں پنجاب کے بعض علماء مولٰنا عبدالحنان خطیب اسٹریلیا مسجد لاہور و ناظم جمعیت العلماء پنجاب و مولٰنا محمد صاحب لائل پوری فاضل دیوبند و مولٰنا محمد ذکریا صاحب لدھیانوی وغیرہم بھی تشریف لائے۔ ریاست بہاولپور اور ملحقہ علاقہ کے علماء اور زائرین اسقدر جمع ہوئے کہ حضرت کی قیامگاہ پر بعض اوقات بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ اور زائرین مصافحہ سے مشرف نہو سکتے تھے ۲۵ ر اگست ۱۹۳۲ء کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان شروع ہوا۔ عدالت کا کمرہ امراء اور روساء ریاست اور علماء کی وجہ سے پُر تھا۔ عدالت کے بیرونی میدان میں دور تک زائرین کا اجتماع تھا۔ باوجودیکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرصہ سے بیمار تھے اور جسم مبارک بہت ناتوان ہو چکا تھا۔ مگر متواتر پانچ دن تک تقریباً پانچ پانچ گھنٹے یومیہ عدالت میں تشریف لاکر علم و عرفان کا دریا بہاتے رہے۔ مرزائیت کے کفر و ارتداد اور دجل و فریب کے تمام پہلو آفتاب نصف النہار کیطرح روشن فرما دیئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان ساطع البرہان میں مسئلہ ختم نبوۃ اور مرزا کے ادعائے نبوۃ و وحی اور مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کے متعلق جس قدر مواد جمع ہے اور ان مسائل و حقائق کی توضیح و تفصیل کے لئے جو ضمنی مباحث موجود ہیں شاید مرزائی نبوت کے رد میں اتنا علمی ذخیرہ کسی ضخیم سے ضخیم کتاب میں یکجا نہیں ملیگا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان پر تبصرہ کرنا خاکسار کے فکر کی رسائی سے بالا ہے۔ ناظرین بہرہ اندوز ہو کر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دعا فرماویں کہ اللہ تعالٰے حضرت مرحوم کے اعلٰے علیین میں مدارج بلند فرماوے آمین ثم آمین ✦

خاکسار ابوالعباس نعمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمان اور کفر کی حقیقت

کسی کے قول کو اس کے اعتماد پر باور کرنے اور غیب کی خبروں کو انبیاء کے اعتماد پر ماننے کو ایمان کہتے ہیں۔ اور کفر کہتے ہیں حق ناشناسی اور منکر ہو جانے کو یا مکر جانے کو۔ ہمارے دین کا ثبوت دو طریقے سے ہے تواتر یا خبر احاد سے۔ تواتر کہتے ہیں کہ کوئی چیز ثابت ہوئی ہو نبی کریم سے جو ہم تک پہنچی ہو علی الاتصال۔ کہ اس میں احتمال خطا کا نہ ہو۔

اقسام تواتر

تواتر ہمارے دین میں چار قسم کا ہے:۔

۱۔ حدیث۔ من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ یہ حدیث متواتر ہے۔ اور تیس صحابہ سے بسند صحیح مذکور ہے۔ اس کو تواتر اسنادی کہا جائیگا۔ نزول مسیح میں چالیس حدیثیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جو متواتر ہیں۔ اس کا کوئی انکار کرے وہ کافر ہے۔

۲۔ دوسری قسم تواتر کی تواتر طبقہ ہے۔ یہ نہ معلوم ہو کہ کس نے کس سے لیا۔ بلکہ یہی معلوم ہوا کہ پچھلی نسل نے اگلی نسل سے لیا تھا۔ جیسا کہ قرآن شریف کا تواتر۔ اس تواتر کا منکر اور منحرف بھی کافر ہے۔ مسواک کا ثبوت بھی دونوں طرح سے متواتر ہے۔ اگر کوئی ترک کر دے تو چنداں وبال نہیں۔ اور اگر اس کا کوئی انکار کر دے۔ علم کے بعد تو وہ کافر صریح ہے۔ اگر کوئی شخص کہہ دے کہ دعا حرام ہیں۔ تو وہ کافر ہے۔ جو جب شریعت محمدیہ کوئی بڑی چیز نہ تھی۔ لیکن چونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کہا ہے۔ اور امت ابتک جو کہتی آئی ہے۔ اس تواتر قطعی کا انکار کفر ہے۔

۳۔ تیسری قسم تواتر کی تواتر قدر مشترک ہے۔ حدیثیں کئی ایک خبر واحد آئی ہوں۔ اس

میں قدر مشترک متفق علیہ وہ حصہ حاصل ہوا۔ جو تواتر کو پہنچ گیا۔ مثال اس کی کہ معجزات نبی کریم کچھ متواتر ہیں۔ اور کچھ اخبار احاد ہیں۔ لیکن ان اخبار احاد میں ایک مضمون مشترک ملتا ہے۔ کہ وہ قطعی ہو جاتا ہے۔ اس کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے۔ جیسے پہلے دو قسموں کا۔

۴۔ چوتھی قسم تواتر کی تواتر توارث ہے۔ یعنے جیسے نسل نے نسل سے لیا ہو۔ جیسا کہ ساری امت اس علم میں شریک ہے کہ خاتم الانبیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا تواتر اس طرح سے ہے کہ بیٹے نے باپ سے لیا۔ اور باپ نے اپنے باپ سے لیا۔ اسکا انکار بھی صریح کفر ہے۔ اگر متواترات کے انکار کو کفر نہ کہا جائے۔ تو اسلام کی کوئی حقیقت نہیں رہ سکتی۔ اور نہ کسی اور یقینی چیز کی۔ ان متواترات میں تاویل کرنا مطلب بگاڑنا کفر صریح ہے۔ رد ہے۔ مسموع نہیں ہے۔

متواترات کو تاویلات سے پلٹنا کفر صریح ہے

میں نے اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام کے صفحات پر متواترات کے پلٹنے کی مثال دی ہے۔ اس کا نام باطنیت ہے۔ اس کا نام زندقیت ہے۔ اور الحاد ہے۔

کفر کے اقسام

کفر کبھی قولی ہوتا ہے۔ اور کبھی فعلی ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص ساری عمر نمازیں پڑھتا رہے۔ اور تیس چالیس سال کے بعد ایک ذعوبت کا سجدہ کرے۔ تو وہ کافر ہے۔ اور تارک نماز سے بدتر ہے۔ یہ کفر فعلی ہے۔

کفر قولی یہ ہے۔ کہ مثلاً یہ کہدے کہ خدا کے ساتھ کوئی شریک ہے صفتوں میں یا فعل میں یا یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نیا پیغمبر آئیگا۔ تو یہ کفر قولی ہے

اِختِلَافِ مَراتِب۔ کوئی شخص اپنے مساوی رتبہ سے کہے کہ کافر ہیگا۔ تو

کوئی چیز نہیں استاد اور باپ سے کہدے تو اسے عاق کہتے ہیں۔ پیغمبر کے ساتھ یہ معاملہ کرے۔ تو یہ کفر صریح ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔ کہ جب منافقین سے کہا جاتا ہے۔ کہ پیغمبر سے اگر مغفرت کی دعا کراؤ۔ تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ اس کو بھی پیغمبر کے مقابلے میں قرآن نے کفر قرار دیا ہے۔ کوئی شخص اگر بغیر نیت کے بطور ہنسی کے کلمہ کفر کہتا ہے۔ تو وہ بھی کافر ہے۔ اور اگر خطا سے نکل گیا ہے۔ تو یہ معاف ہے۔

اس کی تائید میں قرآن شریف کی آیت ولقد قالوا کلمۃ الکفر بعد اسلامھم (سورۃ توبہ پارہ گیارہواں) اور لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (سورت توبہ پارہ گیارہواں)

ان دفعات اسلامیہ سے جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ جو انکار کرے۔ تو وہ خدا کا باغی ہے۔ اور اس کی سزا موت ہے۔

مرزائیوں کا اختلافِ قانون اور اصول کا اختلاف ہے

اہل سنت والجماعت اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے۔ علمائے دیوبند اور علمائے بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے۔ قانون کا نہیں۔

مرزا نے اسلام کے بہت سے اصول بدل دیئے ہیں

مرزائی مذہب والے نے مہمات دین کے بہت سے اصولوں کی تبدیلی کر دی ہے۔ اور بہت سے اسمائے کا مسمیٰ بدل دیا ہے۔

نبوۃ کے ختم میں ہمارے پاس کوئی دو سو احادیث ہیں۔ اور قرآن مجید ہے۔ اور اجماع بالفصل ہے۔ اور ہر پہلے آدمی نے اس کو پہلے سے لیا ہے۔ اور کوئی مسلمان جس کو تعلق ہو

اسلام کے ساتھ وہ اس عقیدہ سے غافل نہیں رہا۔ اس عقیدہ کو تحریف کرنا اور اس سے انحراف کرنا کفر صریح ہے۔ اگر کوئی آیت قرآن میں ہے۔ اور اس کی مراد پر اجماع صحابہ اور امت کا ہو۔ تو اس سے انحراف کرنا اور تحریف کرنا کفر صریح ہے۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے۔ من ادعی الاجماع فھو کاذب۔ تو اس کی مراد یہ ہے۔ کہ لوگ کہیں کہیں اجماع کا دعوے کرتے ہیں۔ وہ اجماع نہیں نہ یہ کہ کوئی چیز دین محمدی میں اجماعی ہی نہیں۔ ہم خود امام احمد کے زبانی اجماع کو ثابت کر دیں گے۔

امت محمدیہ میں پہلا اجماع مدعی نبوت کے قتل پر ہوا

پہلا اجماع جو اس امت محمدیہ میں ہوا ہے۔ وہ اس پر ہوا ہے۔ کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جاوے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے دعوئ نبوت کیا۔ صدیق اکبر نے خلافت کے زمانہ میں مسیلمہ کے قتل کیواسطے صحابہ کو بھیجا کسی نے اس میں تردد نہ کیا یعنے جو خاتم النبیین کے بعد دعوئ نبوت کرے۔ تو وہ مرتد اور زندیق ہے۔ اور واجب القتل ہے۔

سنن ابوداؤد میں ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کے قاصد گئے تھے آپ نے فرمایا۔ کہ تم کہتے ہو۔ کہ وہ نبی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ ہاں فرمایا طریقہ یہ ہے دنیا کا کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آج تمہاری گردن مار دیتا۔ (باب الرسل ص ۳۸۰ مطبوعہ لکھنؤ)

اس کے بعد معجم طبرانی میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو ان قاصدوں میں سے ایک کوفہ میں ملا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں وہ مسیلمہ کا نام لیتا تھا۔ فرمانے لگے۔ کہ اب تو قاصد نہیں ہے۔ حکم دیا کہ اس کی گردن مار دی جاوے۔ یہ روایت بخاری کی کتاب کفالت میں بھی موجود ہے۔ (معجم طبرانی کتب خانہ مولوی شمس الدین صاحب مرحوم بہاولپوری ورق ۲۹)

جو روایت معجم طبرانی سے نقل کی گئی ہے وہ بھی سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔

اسلام میں ختم نبوّت کا عقیدہ متواتر ہے

ختم نبوت کا عقیدہ دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں متواتر ہے۔ قرآن سے۔ حدیث سے۔ اجماع بالفعل سے۔ اور یہ پہلا اجماع ہے۔ ہر زمانہ میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٰ نبوت کیا۔ سزائے موت دی ہے۔ (صبح الاعشار ص۳۰۵ جلد ۱۳) پر ہے۔ کہ ایک شاعر کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے بفتوائے علماء دین اس ایک شعر کے کہنے پر قتل کرا دیا تھا۔ ؎

وکان مبدا هذا الدین من رجل
سعی فاصبح یدعی سید الامم

جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ کہ اس دین کا آغاز ایک ایسے شخص سے ہے۔ جس نے کوشش کی اور امتوں کا سردار بن گیا۔ اس شعر سے قرار دیا گیا۔ کہ یہ نبوت کو کسبی کہتا ہے۔ جو ریاضتوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسے قتل کر دیا گیا۔

ختم نبوت کی آیت:۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ جس کا معنی یہ ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم بالغوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن رسول ہیں اللہ کے اور پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوت کا علاقہ دائماً دنیا سے منقطع ہے۔ اور اس کے عوض رسالت اور نبوت کا علاقہ دائماً ثابت ہے۔ گویا ساری جگہ نبوت اور رسالت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے گھیر لی ہے۔ کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ احادیث تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ کہ یہ عہدہ منقطع ہو گیا ہے۔ نبی کریم اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں؛ اور آپ کے تشریف لانے سے نبوت کا عہدہ بھی منقطع ہو گیا ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا

آنا علامت ہے اسباب کی کہ انبیاء کے عدد میں کوئی باقی نہیں رہا۔ اس لئے پہلے ہی کو لانا پڑا۔

مرزا کا قول کتاب ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶۶ پر ہے۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم۔ پس اس طور سے خاتم النبین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔ یعنے بہر حال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا۔ اور کوئی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں آئینہ بن گیا ہوں۔ محمد الرسول اللہ کی عکس مجھ میں اُتر آئی ہے۔ اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹی۔ "میں کہتا ہوں کہ یہ تمسخر و استہزاء ہے اللہ اور اس کے رسول سے۔ گویا مطلب یہ ہوا۔ کہ مہر لگی رہی۔ اور سال میں سے مال چرالیا گیا۔ کبھی کہتا ہے۔ کہ آپ خاتم النبین ہیں۔ ان کی مہر لگانے سے اور ان کی منظوری سے اور شخص بھی نبی بن سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی دین سے تمسخر ہے۔ اور استہزاء ہے (حقیقۃ الوحی ص ۹۶ پر ہے۔ کہ آپ کی پیروی سے نبوت بخشی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

چند شبہات کے جوابات

علماء اسلام کا یہ قول ہے کہ اگر کسی کے کلمہ کفر میں ۹۹ احتمال کفر کے ہوں۔ اور ایک احتمال اسلام کا ہو۔ تو ۹۹ کو نظر انداز کیا جاوے۔ اس کی مراد یہ ہے۔ صرف ایک ہی کلمہ کسی کا پایا گیا ہو۔ اور اس کے حالات معلوم نہ ہوں۔ اس وقت یہ صورت ہوگی۔ اور اگر حالات معلوم ہوں۔ اور وہ بیس سال عبادت کرے۔ اور کلمہ کفر بولے وہ کافر ہے۔

تکفیر اہل قبلہ

(۲) یہ مسئلہ جو مشہور ہے۔ کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ اس کے معنے حسب تصریح علماء

یہ ہیں۔ کہ کل متواترات اور ضروریات دینی پر ایمان رکھتا ہو۔ گویا اہل قبلہ کا لفظ ایک عنوان ہے۔ (عالمگیریہ ج۲ ص۴۲ کتاب السیر اور رد المختار ج۳ ص۴۴۴ شرح فقہ اکبر ص۱۸۹)

میں نے شروع میں کہا تھا کہ اجماع کا منکر کافر ہے۔ اور اجماع صحابہ کا قطعی ہے۔ و ابن تیمیہ کی کتاب اقامتہ الدلیل ج۳ ص۱۳۰ میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اجماع صحابہ کا اتباع واجب ہے۔ بلکہ وہ قوی ترحجتہ ہے۔ اور دوسری حجتوں پر مقدم ہے۔ اسلام شناخت ہے مسلمانوں کی۔ اور مسلمان شناخت ہیں اسلام کی۔ اگر اجماع کو درمیان سے اٹھا دیا جائے تو دین گر گیا۔ (بخاری ج۲ ص۱۰۳۲) میں ہے۔ اس کتاب کے اسی صفحہ پر یہ حدیث ہے۔ فان لہ اصحابا کہ اس کی ذریت میں سے قوم نکلے گی۔ جو ان کی نماز روزہ کے سامنے تمہارے یعنے صحابہ کے نماز روزہ ہیچ ہونگے اور جھٹ سے نکل جاوینگے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے اور ایک اور حدیث ہے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو عاد و ثمود کیطرح انہیں قتل کر دونگا حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا یہ قول کہ گنہ گار کی تکفیر نہیں چاہیئے۔ تو گناہ سے وہ گناہ مراد ہے۔ جو حد کفر تک نہیں پہنچا۔ جو کلمات یا افعال کفر کے ہیں۔ ان سے ہر طرح سے تکفیر کی جائے۔ ایسے گناہ مثلاً زنا۔ شراب خوری سے تکفیر نہیں ہوگی۔ کہ اگر کوئی شخص نماز کو دانستہ طور پر ترک کر دے۔ وہ کافر نہیں۔ فاسق اور سخت عاصی ہے۔ اور اگر تاویل کر جائے کہ اس سے کوئی اور چیز مراد ہے۔ تو وہ قطعاً کافر ہے۔ نماز کی فرضیت کا منکر نہ ہو۔ اور صرف تارک ہو۔ تو وہ فاسق ہے۔ اور اگر دانستہ ایک دفعہ قبلہ سے پھر کر نماز پڑھے تو وہ کافر ہے۔ تمام کافروں سے بدتر کافر ہے۔ جن کا الا ؤ ہو اسلام کے ساتھ ہے جنم کے کافروں سے کیونکہ اصل کافروں سے نفع ہوتا ہے۔ اور دوسروں سے پونجی جاتی

شیطان کا کفر

کبھی یوں بھی ہوتا ہے۔ کہ نہ خدا کی تکذیب کی نہ پیغمبر کی جیسے ابلیس نہ خدا کی تکذیب کی نہ آدم کی۔

کافر۔ منافق اور زندیق میں فرق

جو اس دین محمدی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ جو اندر سے منکر ہو اور بظاہر مقر ہو وہ منافق ہے۔ اسکا حکم کافروں سے اشد ہے۔ اور جو زبان کے اقرار کے بعد دین کے اصول بدلائے وہ زندیق ہے۔ اور یہ دونوں قسموں سے شدید ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں۔ احکام الفرقان ص۵۳) من انکر شیئاً من شرایع الاسلام الخ جس نے اسلامی اموریں سے کسی امر کا انکار کیا۔ تو اس کے کلمہ لا الہ الا اللہ الخ کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔

ایمان۔ کفر اور ارتداد کے معنی

اس وقت تک جو اجمالی طور پر کفر و اسلام کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ معنی ارتداد کے یہ ہیں۔ کہ اسلام سے ایک مسلمان کلمہ کفر کہہ کر اور ضروریات و متواترات سے کسی چیز کا انکار کر کے خارج ہو جاوے۔ اور ایمان یہ ہے کہ آنحضرت صلعم خدا تعالےٰ سے جس چیز کو لائے ہیں۔ اور اس کا ثبوت بدیہات اسلام سے ہے۔ ہر مسلمان عام و خاص اس کو جانتے ہیں۔ اس کی تصدیق کرنا عبارت ذیل سے یہ دونوں مضمون ثابت ہیں۔ درمختار بر حاشیہ شامی ج ۳ ص ۲۸۳ باب المرتد هو الراجع عن دین الاسلام الی قولہ مما علم عن مجیئہ ضرورةً یعنے مرتد وہ ہے جو پھر جائے دین اسلام سے۔ اور رکن اس ایمان کے بعد زبان پر اجراء کلمہ الکفر ہے اور ایمان تصدیق ہے آنحضرت صلعم کی ان تمام چیزوں میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں۔ اور ثبوت ان کا بدیہی ہے۔

(اشباہ النظائر ص۲۶۷) الایمان الی قولہ ما ادخلہ فیہ۔ یعنے ایمان تصدیق ہے آنحضرت کی جملہ ان چیزوں میں جو وہ لائے۔ اور ثابت ہو گیا ہے پورے تواتر سے۔ کفر تکذیب ہے۔ آنحضرت صلعم کی کسی ایک چیز کی دین میں جو بداہت سے ثابت ہو۔ کافر

نہیں ہوگا۔ کوئی اہل قبلہ مگر ساتھ انکار کرنے اس چیز کے جسے اُسنے ایمان میں داخل کیا تھا۔

ضروریات دین کی تعریف

ضروریات دین وہ ہیں۔ جسے خواص وعوام پہچانیں۔ کہ یہ دین سے ہیں جیسے اعتقاد توحید و رسالت و خمس صلوات ویسے ہی اور چیزیں۔ (شامی صفحہ ۲۴۔ ج اول باب الامامت)

مرزائی توجیہات کے جوابات

جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہو جاتے ہیں۔ وہ عموماً اپنے کفر کے چھپانے کیلئے مختلف تاویلیں اختیار کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ کہ اہل قبلہ ہیں۔ اور اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ کہ ہم ارکان اسلام نماز روزہ۔ حج۔ زکواۃ۔ وغیرہ ادا کرتے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام میں سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں کیسے خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں۔ کہ بتصریح فقہا اگر ایک شخص کے کلام میں ۹۹ وجوہ کفر ہوں اور صرف ایک وجہ اسلام کی موجود ہو۔ تو مفتی کا فرض ہے۔ کہ اسی ایک وجہ کو اختیار کرکے اسے مسلمان کہے۔ اور کفر کا حکم نہ لگائے۔ پھر ہمیں کیسے خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ بتصریح فقہا جو شخص کلمہ کفر کسی تاویل کی بنا پر کہے۔ اسے کافر نہیں کہا جاتا ان چاروں شبہات کے جواب بالترتیب یہ ہیں۔

(۱) پہلی بات کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں یہ لاعلمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ کیونکہ حسب تصریح و اتفاق علماء اہل قبلہ کے یہ معنی نہیں۔ کہ جو قبلہ کیطرف منہ کرے وہ مسلمان ہے چاہے سارے عقائد اسلامیہ کا منکر ہو۔ قرآن نے منافقین کو تمام کفار سے زیادہ بدتر کافر ٹھیرایا ہے۔ حالانکہ وہ نہ صرف قبلہ کی ہی طرف منہ کرتے۔ بلکہ تمام ظاہری احکام کو ادا

کرتے تھے ۔ قرآن کا ارشاد ہے ۔ لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب
اس مضمون کی تصریح کتب ذیل میں موجود ہے (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۹) ثم اعلم من
موجبات ۔ یعنے جان لے کہ اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں ۔ جنھوں نے اتفاق کیا
ضروریات دین پر ۔ جیسے حدوث عالم ۔ حشر اجساد ۔ علم اللہ کا کلی و جزئی کیساتھ
اور ایسے دوسرے مسایل مہمہ ۔ پس جس نے ملاومت کی تمام عمر طاعات و عبادات پر
باوجود اعتقاد قدم عالم کے اور نفی حشر کے اور جزئیات مادیات کے ساتھ علم الہی
کی نفی کی ۔ وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہے ۔ اور یہ جو مسئلہ ہے ۔ کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز
نہیں ۔ اس کی مراد یہ ہے ۔ کہ کافر نہیں ہوگا ۔ جب تک علامات کفر اور کوئی چیز موجبات
کفر میں سے نہ پائی گئی ہو ۔ تقریر شرح تحریر الاصول ص ۳۱۸/۳ میں ہے ۔ والمراد ——
قطعاً یعنے مراد مبتدع سے وہ ہے ۔ جو اپنی بدعت کی وجہ سے کافر نہیں ۔ اور ویسے
ہی گنہ گار اہل قبلہ سے وہ شخص مراد ہے ۔ جو ضروریات دین کے موافق ہے ۔ جیسے حدوث
عالم و حشر اجساد سوائے اس کے کہ اس سے کوئی چیز موجبات کفر سے صادر ہو ۔ اس کتاب
کے اسی صفحہ پر ہے ۔ کافر نہ کہنا اہل قبلہ کا کسی گناہ سے تصریح کی ہے " اس کو ابو حنیفہ نے
فقہ اکبر میں فرمایا ہے ۔ ہم کافر نہیں کہتے کسیکو کسی گناہ کیوجہ سے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہو
بشرطیکہ اسے حلال نہ سمجھے ۔ جیسے کہ منتقی حاکم شہید کی کتاب میں ہے

دوسرا شبہ یہ کہا جاتا ہے ۔ کہ یہ لوگ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ اور تمام ارکان اسلام
کے پابند ہیں ۔ اور تبلیغ اسلام میں مساعی ہیں ۔ پھر ان کو کیسے کافر کہا جاتا ہے اس
کا صحیح بخاری کی حدیث میں ہے ۔ کتاب استتابہ المعاندین والمرتدین ص ۱۰۲۴/۲ باب
قتال الخوارج ص ۱۰۲۴/۲ میں جواب ہے ۔ جس کو میں اپنے بیان میں کہہ چکا ہوں ۔
اس حدیث میں تصریح ہے ۔ کہ یہ قوم جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں ۔ کہ دین اسلام سے صاف نکل جائیں گے ۔ اور ان کے قتل کرنے میں بڑا

ثواب ہے۔ یہ لوگ نماز روزہ کے پابند ہونگے۔ بلکہ ظاہری خشوع و خضوع کی حالت یہ ہوگی یہ مسلمان اپنی نماز روزہ کو انکے مقابلہ پر ہیچ سمجھیں گے۔ لیکن اس کے باوجود جب بعض ضروریات دین کا انکار ان سے ثابت ہوا۔ تو ان کی نماز روزہ ان کو کفر سے نہ بچا سکے۔

تیسرا شبہ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ فقہائے ایسے شخص کو مسلمان کہا ہے جس کے کلام میں ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں۔ اور صرف ایک وجہ اسلام کی ہو۔ تو جواب یہ ہے۔ کہ اس کا منشا بھی یہی ہے کہ بعض فقہا کے کلمات دیکھ لیئے گئے۔ اور ان کے معنے سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی۔ اور نہ وہ ان کے اقوال دیکھے۔ جن میں تصریح ہے۔ کہ یہ حکم عموم پر نہیں ہے بلکہ اسوقت ہے۔ کہ جب قائل کا صرف ایک کلمہ مفتی کے سامنے آئے۔ اور قائل کا دوسرا کوئی حال معلوم نہ ہو۔ اور نہ اس کی کلام میں تصریح ہو۔ جس سے معنے کفری متعین ہو جائے۔ تو اس حالت میں مفتی کا فرض ہے۔ کہ معاملہ تکفیر میں احتیاط کرے۔ اور اگر کوئی ضعیف سے ضعیف احتمال ایسا نکل سکے۔ جس کی بناء پر یہ کلام اور کلمہ کفر ہونے سے بچ جائے۔ تو اس احتمال کو اختیار کرکے اسے کافر نہ کہے۔ لیکن اگر ایک شخص کا کلمہ کفر اس کی سینکڑوں تحریرات میں لعنوانات والفاظ مختلف موجود ہو جس کو دیکھ کر یقین ہو جائے کہ یہ شخص بھی معنے کفری مراد لیتا ہے۔ یا وہ خود اپنی کلام میں معنے کفری کی تصریح کر دیتا ہے۔ تو باجماع فقہا اسے مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ اور قطعی طور پر اس شخص کے لئے فتویٰ کفر لگایا جاویگا۔ فتاوی ہندیہ کتاب السیر آخر الباب التاسع صفحہ ۴۲۰ میں ہے اذا کان۔ الی قولہ لکن انفع بحر الرائق۔ یعنے جب مسئلہ میں کئی وجوہ موجب کفر ہوں اور ایک وجہ مانع کفر ہو۔ تو مفتی پر لازم ہے۔ کہ اسی ایک وجہ کیطرف مائل ہو۔ اور ایسا ہی ہے۔ خلاصہ بزاریہ میں ۔ مگر جب تصریح کر دے۔ ایسی مراد کی جو موجب کفر ہے تو اس وقت کوئی تاویل نفع نہ دیگی۔ ایسا ہی ہے بحر الرائق میں۔

شبہ چہارم یہ کہا جاتا ہے۔ کہ جب کلمۂ کفر کسی تاویل کے ساتھ موجب کفر کہا جائے۔ تو کفر نہیں ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ اس میں بھی تصریح فقہا سے ناواقفیت کا اظہار ہے۔ فقہا اور متکلمین کی تصریحات موجود ہیں۔ کہ تاویل اسی کلام اور اسی چیز میں مانع تکفیر ہو سکتی ہے۔ جو ضروریات دین سے نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی ضروریات میں تاویل کرے۔ اور اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی نئے معنے تراشے۔ تو بلاشبہ اسے کافر کہا جائیگا۔ ایسے قرآن مجید الحاد کہتا ہے۔ اور حدیث نے اس کا نام زندیق رکھا ہے۔ زندیق اسے کہتے ہیں۔ جو مذہبی لٹریچر بدلے الفاظ کی حقیقت بدل دے۔

محمد بن ابوبکر حاکم مصر نے حضرت علی کو لکھا۔ کہ دو مسلمان زندیق ہو گئے ہیں ادہر سے جواب دیا گیا۔ کہ وہ توبہ کریں تو خیر۔ ورنہ انہیں قتل کرو۔ رواہ الشافعی والبیہقی واخذ یہ من کنز العمال۔ زندیق فارسی لفظ ہے۔ جس کو عربی میں لیا گیا۔ علما کے نزدیک کتابوں میں اس کا نام باطنیت آتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں ایک ہی معنی رکھتی ہیں۔ اور کفر صریح ہیں۔ معانی الآثار ج ۲ ص ۹۴ کتاب الحدود باب حد الخمر میں امام طحاوی نے حضرت علی رضی اللہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ اہل شام کی ایک جماعت نے شراب پی۔ اور آیت کریمہ لیس علی الذین آمنوا و عملوا الصالحات کی تحریف کر کے شراب کو حلال قرار دیا۔ اس وقت یزید بن ابی سفیان حاکم شام نے حضرت عمر رضہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمر رضہ نے جواب میں لکھا۔ کہ ان کو گرفتار کر کے یہاں بھیجدو۔ جب یہ لوگ حضرت عمر رضہ کے پاس پہنچے۔ تو صحابہ اور تابعین سے اس معاملہ میں مشورہ ہوا۔ اور یہ رائے قرار پائی۔ یا امیر المومنین نرے انھم قد کذبوا علی اللہ تعالےٰ وشرعوا فی دینھم مالم یاذن بہ اللہ فاضرب اعناقھم۔ یعنے اللہ تعالےٰ پر انھوں نے افترا کیا۔ اور دین میں ایک ایسی بات جاری کی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس کی کوئی اجازت نہیں دی۔ لہذا ان کی گردنیں ماری جائیں۔ لوگوں نے یہ رائے پیش کی۔ مگر حضرت علی رضہ ساکت

تھے۔ عمرؓ نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا میں کہتا ہوں۔ کہ آپ انہیں کہیں کہ اس سے توبہ کرو۔ اگر توبہ کریں۔ تو ہر ایک کو ۸۰۔ ۸۰ کوڑے لگوائیے۔ اور اگر توبہ نہ کریں۔ تو ان کی گردنیں مار دیجاویں۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں۔ اور دین میں ایسی بات جاری کرتے ہیں۔ جس کی اللہ تعالےٰ نے اجازت نہیں دی۔ یہ واقعہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری صـ ۳۲۴ میں بحوالہ مسند عبدالرزاق و مصنف بن ابی شیبہ نقل کیا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا۔ کہ شرعی لفظ کو بحال رکھنا اور اس کی حقیقت کو بدل دینا اور معاملہ جو متواترات کا۔ تو یہ کفر صریح ہوگا۔ ان لوگوں نے قرآن کی تکذیب نہ کی تھی۔ بلکہ ایک بیجا تاویل کی تھی جس پر قتل کر دیئے گئے۔

وزیر محمد بن ابراہیم یمانی ایثار الحق عن الخلق کے صـ ۴۱۵ پر لکھتے ہیں۔ مثل الی قولہ عن سلفھا یعنی جیسے کفر زنادقہ اور ملحدوں کا انہوں نے کھیل اور تمسخر کیا قرآن کی سب آیتوں کے ساتھ اور تاویل کی آیتوں کی۔ ان باطنی چیزوں کے ساتھ جس پر نہ لفظوں کی دلالت ہے نہ نشان ہے۔ اور نہ سلف صالحین کا اشارہ ہے۔ ان ملحدوں کی طرح وہ لوگ ہیں، جو ان کی ہم صفت ہوں۔ شرع کے نشان مٹانے اور بدیہی علوم کے رد کرنے میں جس کو اگلی نسلوں سے پچھلی نسلوں نے لیا۔ یہاں تک میرے بیان سے اصولی طور پر کفر اور ایمان کی شرعی حقیقت اور یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ ایک مسلمان کس قسم کے اقوال یا افعال کیوجہ سے کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔

قادیانی کے کفر پر دنیا اسلام کے علما کے فتوے

اس کے بعد میں بیان کرتا ہوں۔ کہ قادیانی مدعی نبوت نے کتنی ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ باجماع امت کافر و مرتد قرار دیا گیا۔ اور ہندستان

کے تمام اسلامی فرقے اپنے شدید اختلاف مشرب کے باوجود ان کے اور ان کے متبعین کے کفر و ارتداد پر متفق ہیں۔ القول الصحیح فی مکاید المسیح میں مولوی محمد سہول صاحب سابق مدرس دار العلوم دیوبند حال پرنسپل کالج شمس الہدے پٹنہ عظیم آباد نے ایک فتوے مرتب کیا ہے۔ جسپر تمام علما کے دستخط ہیں۔ جس میں حضرت شیخ الہند کی یہ عبارت ہے:۔ مرزا علیہ ما یستحقہ کے عقائد و اقوال کا کفریہ ہونا ایسا بدیہی ہے۔ کہ جس کا انکار کوئی منصف صاحب فہم نہیں کرسکتا۔ جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔ مصر کا فتوی بھی اس کے ساتھ چھپا ہوا موجود ہے۔ شام کا بھی موجود ہے۔ شام کا فتوی جس کا نام خلاصۃ الروفی انتقاد مسیح الہند ہے۔ جو مرقومہ محمد ہاشم الرشید الخطیب الحسینی القادری کا ہے اس کی چند سطور کا مطلب یہ ہے۔ تیسری کلام وہ جو کہ میں نے رسالہ کے صد ۳۹۲ پر نقل کی ہے۔ وہ شہادت دیتی ہے۔ اور حکم کرتی ہے۔ کہ تو کاذب ہے نہیں داخل ہوا تو دایرۂ اسلام میں اور ایسا ہی تیرا مسیح ہندی اور اس کے اتباع۔

آگے لکھتے ہیں۔ کہ اسکندرانی اور سب جرائد نے تمہارے رد کا اعلان کیا ہے رسالے مسلمان اس یقین پر ہیں۔ کہ تم ملحد اور کافر ہو۔ دوسرا فتوے ہندوستان کا ہے اس میں بھی تمام مشاہیر علمائے ہند کے دستخط ہیں۔ یہ فتوے ۱۳۳۰ھ میں شایع ہوا ہے۔

مصری فتوے کا ترجمہ جو انجمن تایید الاسلام گوجرانوالہ نے اپنے رسالہ کفر مرزا میں شایع کیا ہے یہ ہے:۔ کہ غلام احمد ہندی کی کتاب سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں۔ مگر غلام احمد نے کہا کہ میرا مقصود ختم نبوت سے ختم کمالات نبوت ہے۔ جو سب سے افضل رسل وانبیا ہیں۔ اور میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بجز اس کے جو آپ کی امت میں ہو۔ اور پوری طرح سے آپ کا پیرو ہو۔ جس نے سارا فیض آپ کی روحانیت سے پایا ہو۔ اور آپکی روشنی سے روشنی پائی ہے۔ تو وہاں پر مغایرت کا مقام نہیں رہتا۔ اور نہ کوئی دوسری نبوت ہے۔ یہ مقام

جبرت نہیں۔ بلکہ وہ خود احمد ہی ہے۔ جو دوسرے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کوئی شخص اپنی صورت پر جس کو اللہ تعالےٰ آئینہ میں دکھاتا ہے۔ اور ظاہر کرتا ہے۔ غیرت نہیں کرتا پس جو شخص نبی سے ہو اور نبی کے اندر ہو۔ تو وہ ہوبہو وہی ہے۔

یہ کلام اس بارہ میں بالکل صاف ہے۔ کہ غلام احمد آنحضرت کے بعد اجرا نبوت کا عقیدہ رکھتا ہے۔ یعنے کہ آنحضرت کے بعد وہ بھی نبی آپ کے اتباع سے ہوا ہے اور وہ صورت آنحضرت سے ہے۔ اور ہوبہو محمد ہے۔ یہ صریح کفر ہے۔

اور اللہ تعالےٰ کا فرمان وما کان محمد الخ کے صریح مخالف ہے۔ یہ اُن بہت سے دعووں سے ایک ہے۔ جو کذب غلام احمد ہندی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جن کو اس نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں تحریر کیا ہے۔ مغفور مصطفےٰ کامل پاشا رئیس حزب الوطن اور مالک اخبار اللواء نے اسکا رد لکھا ہے اور غلام احمد کو ضال اور مضل لکھا تھا اور اسکے اقوال کو دیوار پر تھپنے اور نجاست کیطرح دیوار پر دے مارنے کے قابل لکھا تھا۔ رکات فتوی مفتی مصر محمد نجیب ہیں دوسرے دستخط علامہ طنطاری جوہری کے ہیں۔ میں نے اصل فتوی دیکھا ہوا ہے۔ ترجمہ درست ہے۔ یہ فتوی مصری علیحدہ طبع ہوا تھا اور میں محمد نجیب اور علامہ طنطاری کو جانتا ہوں۔ رسالہ استنکاف الاسلام میں مفتی بھوپال کے دستخط اور مہر بھی ہے۔ انہوں نے اس سوال نکاح کے متعلق بھی اپنا فتوی دیا ہے۔

قادیانی کی کتابوں میں بہت سے متواترات دین کا انکار ہے

اگر قادیانی کے کتب کا استیعاب کیا جاوے۔ تو بہت سے متواترات شرعیہ کا انکار اور خلاف صریح سے صریح طور پر اس کی کلام میں موجود ہے۔ جن میں سے اسوقت چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ جو ہمارے اور ساری امت کے نزدیک موجبات کفر ہیں

(ا) ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنے کی تحریف۔

(ب) دعویٰ نبوت اور اس کی تصریح کہ ایسی نبوت مراد ہے۔ جیسی کہ پہلے انبیاء کی ہے

(ج) وحی کا دعوےٰ اور اپنی وحی کا قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

(د) عیسےٰ علیہ السلام کی توہین۔

(ھ) آنحضرت علیہ السلام کی توہین۔

(و) تمام امت محمدیہ کی تکفیر بجز چند اپنے مریدوں کے سارے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا پچاس کروڑ مسلمانوں کو اولاد زنا قرار دینا۔ ان سب چیزوں کو اپنے آخر بیان میں خود قادیانی کتب سے بیان کرونگا۔ اس سے پہلے ہر ایک امر کے متعلق یہ بتلا دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ سب چیزیں متواترات اور ضروریات دین کے خلاف ہیں۔ اجماعاً کفر ہیں۔

امر اول ختم نبوت کا انکار :-

آیت :- ما کان محمد ابا احد الخ

(۱) امر اول۔ ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ خداوند کی مشیت میں یہ مقرر تھا۔ کہ انبیا کی عمارت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیجائے۔ اور جتنے کمال ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو جائیں۔ اس کے بعد سلسلہ پیغمبری باقی رکھنا مشیت ایزدی سے نہیں ہے۔ اسی مشیت کے ماتحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ باقی نہ رہی۔ اسی مقصود سے فرمان ہے۔ قرآن مجید کا۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوت مستقبل کے لئے ہے۔ اور خاتم النبین کا علاقہ ماضی کے لئے ہے۔ پہلی کتب میں بھی آپ پر سلسلہ نبوت ختم کیا گیا۔ اور توریت میں بلفظ عبرانی یہ آیت ہے :-

فابی مقر بخ کاموخ - یاقیم یخ - الا وتسما یمون نبی من قربک لغما ایمک کمشلاک مقیم لک الھک الیہ تسمعون۔ جسکا ترجمہ یہ ہے۔ پیغمبر ایک رسول ایک نبی ایک تیرے قرابت داروں میں سے تیرے بھائیوں میں سے تجھ جیسا قایم کریگا

تیرے لئے خدا تیرا اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔ انجیل میں بلفظ عبرانی یوں ہے:۔
یحوہ میناٸی وزادم مساعیرھو منع تو د باداران۔ اردو ترجمہ یوں ہے،
خدا سینا سے آیا۔ طلوع اسکا ساعیر پر ہوا۔ اور التوا اسکا فاران پر ہوا۔ نبوت موسوی
اور عیسوی اور محمدی کیطرف اشارہ ہے۔ اور ان کو کمال تک پہنچا کر سلسلہ کو ختم کر دیا
ہے۔ یہ عبارتیں کتاب الملل والنحل پر ہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے

اس کے متعلق اتنا کہتا ہوں۔ کہ ختم نبوت کا عقیدہ بایں معنے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسیکو عہدہ نبوت نہ دیا جاوے گا۔ بغیر کسی تاویل و
تخصیص کے۔ ان اجماعی عقاید میں سے ہے۔ جو اسلام کے اصول وعقاید میں شمار
کئے گئے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر آجتک نسلاً بعد نسل
ہر مسلمان جس کو اسلام سے کچھ بھی تعلق ہے۔ اسپر ایمان رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ قرآن
مجید کے بہت سے آیات سے اور احادیث متواتر المعنی سے جس کا عدد دوسو سے بھی
زائد ہے۔ اور قطعی اجماع امت سے روزِ روشن کیطرح ثابت ہے۔ جس کا منکر قطعاً کافر
مانا گیا ہے۔ اور کوئی تاویل و تخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی۔

منجملہ ان آیات کے صرف ایک آیت پر اکتفا کرتا ہوں۔ ما کان محمد الخ اس
آیت میں ختم نبوت کا ثبوت بایں معنی کہ آنحضرت کی نبوت کے بعد کسیکو عہدہ نبوت
ہرگز نہیں دیا جاوے گا۔
باجماع صحابہ وتابعین اور اتفاق مفسرین ثابت ہے۔ اور اسپر اجماع ہے۔ اس میں
کسی تاویل و تخصیص کا احتمال نہیں۔ اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تحویل و تخصیص نکالے
وہ ضروریات دین میں تاویل کرنے کی وجہ سے منکر ضروریات دین سمجھا جائیگا۔

ختم نبوت پر چند آئمۃ المفسرین وحدیث کے اقوال

اس کے نبوت کے لئے چند آئمۃ المفسرین وحدیث کے اقوال پیش کرتا ہوں،

حافظ ابن کثیر جلد ہشتم صـ ۹۹ پر لکھتے ہیں :-

فھذہ الآیۃ نص فی انہ ... رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یعنے یہ آیت اس میں نص ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب کوئی نبی نہیں۔ تو پھر رسول بطریق اولے نہیں۔ کیونکہ مقام نبوت سے مقام رسالت خاص ہے ہر رسول نبی ہے۔ اور ہر نبی رسول نہیں،

اس کے موافق متواتر حدیثیں صحابہ کی جماعت کی روایت سے وارد ہوئی ہیں۔ امام موصوف کی اس کلام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ختم نبوت کو ثابت کرنے کی حدیثیں متواتر ہیں۔ جس کا بہت بڑا حصہ امام موصوف نے نقل فرما کر لکھا ہے۔

فمن رحمۃ اللہ الیٰ قولہ عند اولی الباب جـ ۹

یعنے اللہ تعالےٰ کی رحمت اپنے بندوں پر ہے۔ کہ اس نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اور ختم نبوت اور رسالت سے مشرف کیا۔ اور آپ نے

دین حنیف

کامل کر دیا۔ خبر دی ہے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی نے اپنی احادیث متواترہ میں کہ کوئی نبی نہیں ہے بعد آنحضرت علیہ السلام کے تاکہ جان لو کہ جس نے دعویٰ کیا اس عہدہ کا بعد خاتم الانبیاء کے۔ وہ جھوٹا ہے۔ مفتری ہے۔ دجال ہے۔ گمراہ ہے۔ گمراہ کرنیوالا ہے۔ اگرچہ کتنے چلے اور شعبدے ایجاد کرے اور کتنے سحر اور طلسمات نیرنگیاں دکھائے یہ سب محال اور گمراہی ہے

اسی آیۃ کی تفسیر میں شیخ محمود الوسی مفتی بغداد تحریر فرماتے ہیں۔ تفسیر روح المعانی ج [illegible] ص [illegible] پر ہے
والمراد الی قولہ بالنبوۃ یعنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا کی مراد یہ ہے کہ بعد آنحضرت
صلعم کے کوئی اور شخص اس عہدے سے سرفراز نہ ہوگا حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ اسکے مخالف
نہیں جو کہ امت کا مجمع علیہ اور انکی احادیث سے ثابت ہے جو غالباً تواتر معنوی کی حد تک پہنچی
ہیں۔ اور جسپر قرآن ناطق ہے اور اسکا عقیدہ رکھنا واجب ہے حتی کہ اس کے منکر کو کافر شمار کیا گیا
ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوۃ سے آراستہ ہونے سے (پہلے) قبل عیسے علیہ السلام اس دنیا
میں صفت نبوت سے متصف تھے۔

قاضی عیاض شفا لکھتے ہیں۔ ص ۲۴۷ باب ماھو من مقالات الکفر
اجمعت الامۃ الی قولہ سمعاً یعنے امت کا اجماع ہے کہ کلام اپنے ظاہر پر ہے اور اس کا ظاہری
مفہوم مراد ہے سوا کسی تاویل کے اور تخصیص کے کوئی شک نہیں ان طوائف کے کفر و الحاد میں
جو اوپر بیان ہو چکے از روئے اجماع امت اور نصوص کے احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف ایک حدیث پر اکتفا
کرتا ہوں بخاری کتاب حدیث الانبیا ص ۴۹۱ میں ہے عن النبی علیہ السلام کان بنو اسرائیل الی
آخرہ یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بنو اسرائیل کی نگہبانی انبیا کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتے
تو دوسرا نبی آجاتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے
عرض کی گئی پھر کیا حکم کرتے ہیں (فرمایا) اطاعت کرو اول کی انہیں ان کا حق عطا کرو خدا ان سے پوچھے گا اس
رعیت کے متعلق جو انکے حوالہ کی گئی اس کو مسلم نے بھی کتاب الامارۃ میں لکھا ہے اس کے
بعد اجماع امت اور چند اقوال بزرگان ملت کے پیش کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور
سب سے پہلا اجماع جو اسلام میں منعقد ہوا بر نبوت کو بغیر اس تحقیق کے کہ اسکی تاویل کیا ہے
اور کیسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ مرتد اور کافر قرار دیا گیا اور سزا اسکی قتل ہے صحابہ کے
اجماع سے صدیق اکبر کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت پر جہاد کیا گیا اسے قتل کر دیا گیا
عبارت اس حدیث کی بالفاظ ذیل ہے۔ جو کہ ایک صفحہ تک چلی جاتی ہے اور ملا علی قاری

شرح میں لکھتے ہیں۔ ج ۴ ص ۵۰۶ تا ص ۵۰۹ باب ما هو من مقالات الکفر وکذالک لے قوله بلا ئرجر یعنی جو شخص آنحضرت کے ساتھ کسی کی نبوت کا دعوےٰ کرے جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی کے متبعین یا آنحضرت کے بعد نبوۃ کا دعویٰ کیا جیسے عیسےٰ ابن اسحاق اصفہانی کے متبعین یا نبوۃ کا اکتساب ریاضت سے جائز رکھا۔ بلا شبہ کافر ہیں۔ خفاجی نے شرح شفاء میں اُسکے قریب قریب لکھا ہے ابن حزم کتاب الفصل میں لکھتے ہیں۔ ج ۴ ص ۱۸۱ باب ذکر العزائم الموجبة

.... الی قوله .... فی آخر الزمان یعنے کیسے کوئی شخص جائز رکھ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی زمین میں ظاہر کرے سوا اُسکے جس کو خود آنحضرت صلعم نے استثنا کیا ہے۔ متواتر احادیث میں یعنے نزول عیسےٰ بن مریم کا اسی کتاب کے ج ۳ ص ۲۴۹ ہے اوان انے قوله علیه یعنے یا یہ کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی ہو سوائے عیسےٰ بن مریم کے کیونکہ دو آدمیوں کا بھی اس شخص کے کفر میں خلاف نہیں یہاں تک یہ ثابت ہو گیا کہ ختم نبوت اپنے مشہور معنے کے ساتھ قرآن وحدیث ونصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ اور اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے اس کا منکر یا مؤول یا محرف کافر ہے۔ اب امر دوم ب کے متعلق ادعائے نبوت کفر ہے۔ میں دلائل بیان کرتا ہوں اس امر کے اثبات کے لئے وہ تمام آیات اور احادیث اور اجماع اور اقوال سلف کافی دلائل ہیں۔ جو بحث الف میں پیش کر چکا ہوں مزید بر ان چند عبارات اور بھی پیش کی جاتی ہیں۔ ملا علی قاری کلمات الکفر کے بحث میں فرماتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۹۰ ودعوی النبوة الے قوله کفر بالاجماع یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوےٰ نبوت کفر ہے۔ اجماعاً عالمگیری ج ۲ ص ۱۱۱ میں ہے اذا لم یعرف الے قوله کذا فی الیتیمة یعنے جب کوئی شخص آنحضرت کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں اسی طرح یتیمة الدھر میں ہے

میں اِس کے تحت حسب ذیل دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں وحی لازم نبوۃ ہے یعنے جو اس کا مدعی ہو اگرچہ بظاہر نبوت کا مدعی نہو۔ مگر وہ فی الحقیقت مدعی نبوت ہے اور کافر ہے۔ جیسا کہ بحوالہ شرح شفاء گذر چکا ہے۔ جس کے بعض الفاظ یہ ہیں۔

امر دوم ادعائے نبوت

وکذالک من ادعے منھم انہ یوحے الیہ وان لم یدع النبوۃ یعنے جس نے صرف وحی کا دعویٰ کیا وہ کافر ہے۔ اگرچہ دعویٰ نبوت نہ کرے۔

کشف والہام وحی کے معانی

نسیم الریاض ج ۴ ص ۵۰۹ .... کشف یہ ہے کہ کوئی پیرایہ آنکھوں کو دکھایا گیا جسکی مراد کشف والہام وحی کشف والا خود سمجھے اور اگر کوئی مضمون دل میں ڈال کر سمجھایا گیا تو وہ الہام ہے خدائے اگر کوئی کلام بذریعہ فرشتہ بھیجا وہ وحی ہے۔ کشف والہام ظنی ہیں۔ اور وحی قطعی ہے۔ یہی نوع الف انبیاء چین وحی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیروں کے لئے کشف والہام یا لغوی وحی ہو سکتی ہے۔ نہ شرعی۔

امر چہارم پنجم عیسےٰ علیہ السلام اور آنحضرت علیہ السلام کی توہین

موجبات کفر قادیانے میں سے امر چہارم عیسےٰ علیہ السلام کی توہین ہے اور امر پنجم آنحضرت علیہ السلام کی توہین ہے۔ توہین دو طرح پہ ہے۔ ایک صریح دوسری تحریضی۔ تحریضی اُسے کہتے ہیں۔ کہ دوسرے کا حوالہ دیکر نقل کیا اور غرض پہنانی یہ ہو کہ اُس شخص کے نقائص لوگوں میں پھیل جائیں۔ گویا کام اپنا کرتا ہے اور دوسرے کے کندھے پر ڈالتا ہے۔ یہ بھی کفر صریح ہے۔ مگر میں توہین کی صریح مثالیں پیش کرونگا۔ بعض توہینوں کو مستند کرتا ہے۔ قرآن سے یعنی قرآن اُن کی سندیں پیش کرکے اُس سے تفسیر قرآن کرتا ہے۔ اور کسی کے متعلق کہتا ہے۔ کہ حق بات یہ ہے۔ یعنی اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہے اب میں سندات پیش کرتا ہوں کہ توہین انبیا علیہم السلام کفر ہے۔ ابتدائے بیان میں آچکا ہے کہ بعض قرآن نبی کا کلام سنکر سر پھیر لینا بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔ واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ یعنی جب انہیں کہا جاتا ہے۔ کہ آؤ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری

بخشش کی دعا کریں تو وہ سر پھیر لیتے ہیں۔ اور تو اُن کو اعراض و کبر کرتا ہوا دیکھیگا اور بحکم آیتہ کریمہ لانفرق بین احد من رسلہ الخ یہ حکم تمام انبیاء کو عام شامل ہے اس لئے فتاوے کی مشہور کتاب در مختار اور شامی باب المرتد ج ۳ ص ۲۹۰ میں ہے۔ والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولا تقبل توبتہ مطلقاً ...... ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر یعنے جو شخص کسی نبی کے سزا کہنے کی وجہ سے کافر ہوا ہو۔ یعنے وہ قتل کیا جائیگا حد کے طور پر اور اُسکی توبہ دنیا میں قبول نہیں کیجائیگی۔ اور جو اُن کے عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ حافظ ابن تمیہ الصارم المسلول ص ۴۳۲ میں لکھتے ہیں۔

فعلم ان سب الرسل والطعن فیھم ینبوع جمیع انواع الکفر وجماع جمیع الضلالات وکل کفر مفرع منہ

یعنے جانا گیا کہ نبیوں کا سب اور طعن کرنا ان پر سر چشمہ ہے جمیع انواع کفر کا اور مجموعہ ہے۔ جملہ گمراہیوں کا اور ہر کفر اسی کی شاخ ہے۔ قاضی عیاض نے شفا میں اِس بحث پر چند فصلیں لکھیں ہیں۔ جن میں ثابت کیا ہے۔ کہ کسی نبی کی اونی توہین بھی کفر ہے۔ (شفاء ص ۲۳۰ الباب الاول فی سب النبی صلے اللہ علیہ وسلم الی اخر الباب) اسی کتاب کے ص ۲۸۲ پر توہین انبیاء کرنے والے کے قتل کے متعلق لکھا ہے۔ الدلیل السادس ...... تا ..... فقتلوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ چھٹی دلیل اقوال ہیں۔ صحابہ کے وہ نص ہیں۔ ایسے شخص کے قتل میں جیسے عمر فاروق کا قول جس نے ناسزا کہا خدا یا کسی پیغمبر کو اس کو قتل کرو۔ اسی کتاب کے ص ۵۲۰ پر ہے کہ قال امام احمد ...... تا ..... کالصریح ترجمہ یہ ہے کہ امام احمد فرماتے ہیں کہ جس نے ناسزا کہا نبی کریم کو یا تنقیص کی (مسلمان ہو یہ شخص یا کافر ہو) سزا اُس کی قتل ہے ہمارے علماء نے کہا ہے۔ اشارہ کرنا یعنے تعریض کرنا خدا کی اور رسل کے سب کا اشد ادب ہے۔ اور موجب قتل ہے۔ جیسے صراحتہً سارے امت حاضرہ کی تکفیر کرنے والا بھی کافر ہے۔

مرزا نے پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے

قادیانی مدعی نبوۃ نے اپنے چند مریدوں کے سوا پچاس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا ہے اور سب کو اولاد الزنا کہا یہ امر بھی موجب کفر ہے۔

مرتد کا شرعی حکم

قرآن شریف میں ہر قسم کے کفار کے نکاح کے متعلق یہ صاف فیصلہ موجود ہے لاھن حل لہم ولاھم یحلون لہن۔ در مختار اور شامی ج ۳ ص ۳۱۰ میں ہے۔ ویبطل منہ اتفاقاً ما یعتمد الملۃ وھی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث یعنے باطل ہے۔ بسبب ارتداد مرتد کے چیزیں جس کی بنا ملت پر ہو وہ پانچ چیزیں ہیں۔ نکاح۔ ذبح۔ شکار۔ شہادت ارث یعنے ارتداد سے یہ . . . . چیزیں منقطع ہو جائیں گی۔ اسی کتاب کے جلد ثانی باب نکاح الکافر میں ہے۔ وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضا یعنی ارتداد احد الزوجین سے فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اور قضاء قاضی کی ضرورت نہیں۔

حوالہ جات از کتب قادیانی در بارہ توہین انبیاء

اب توہین انبیا کے قول قادیانی کے کتابوں سے نقل کئے جاتے ہیں۔

نزول المسیح ص ۹۹ میں ہے۔

انبیا گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام	داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروے یقین	ہر کہ گوید دروغ ہست ولعین

انبیاء میں باہمی فضیلت کا باب فرق مراتب کا ہے۔ اور جو پیغمبر افضل ہے۔ وہ کسی

قرینہ سے ظاہر ہو جاوے گا۔ کہ وہ دوسرے سے افضل ہے آنحضرت نے اُس کو اپنی اُمت تک یہ پہونچایا ہے۔ مگر اس احتیاط سے کہ اس میں فوقیت مقصود نہیں ایک نبی کو ایسی فضیلت دینا اگرچہ وہ اس پیغمبر میں واقعی ہو جس میں کسی دوسرے نبی کی توہین لازم آتی ہو تو کفر صریح ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۶۹ پر مرزا لکھتا ہے۔
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم۔ عیسٰی کجا است تا بنہد پا بمنبرم۔ قرآن کریم میں یہود و نصاریٰ کے عقائد کی بیخ کنی کیگئی ہے۔ مگر ایک حرف بھی حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کا اشارۃً یا کنایۃً ذکر نہیں کیا۔ دافع البلاء صفحہ ۲ میں ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ کر اس سے بہتر غلام احمد ہے یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔ اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید سے مسیح بن مریم سے بڑھکر نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ پر ہے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے۔ اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ صفحہ ۶ میں ہے۔ عیسائیوں نے آپکے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے۔ کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اس میں صریح عیسٰی علیہ السلام کی توہین ٹپکتی ہے۔ حق بات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرزا صاحب کے اپنے فیصلہ کے الفاظ ہیں۔
لفظ یسوع عبرانی میں ایشوع بمعنی نجات دہندہ کے ہے اسی سے تعریب کر کے عیسٰی بنایا گیا۔ یہ تعریب قرآن نے نہیں کی بلکہ نزول قرآن سے پہلے عرب کے نصاریٰ عیسٰی علیہ السلام کو عیسٰی ہی بولتے تھے مرزا کے نزدیک یسوع و عیسٰی ایک ہی شخص کے نام ہیں توضیح المرام صفحہ ۳ پر ہے دوسرے مسیح ابن مریم جنکو عیسٰی و یسوع بھی کہتے ہیں الخ معلوم ہوا کہ مرزا نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین کی اور توہین کی ایک تیسری قسم لازمی ہے۔ جس کا معنی یہ ہے۔ کہ عبارۃً اس لئے نہیں لائی گئی۔ کہ توہین ہو۔ مگر وہ عبارۃً اس وقت تک صادق نہ ہو۔ جب تک اس سے توہین ثابت نہ ہو مرزا نے

اسی قسم کے ماتحت آنحضرت علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے کہا ہے تحفہ گولڑویہ صـ۴۰
پر جناب رسول کریم کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور اپنے معجزات کی تعداد براہین
احمدیہ حصہ پنجم صـ۵۶ پر دس لاکھ لکھی ہے۔ اور اس ضمن میں کتاب اعجاز احمدی صـ۷۱ پر ہے
لہ خسف القمر المنیر وان لی غا القمران المنیران اتنکر۔ یعنے نبی کریم کیلئے صرف چاند کو گرہن
لگا۔ مگر میرے لئے تو چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگا کیا تجھے انکار ہے۔ یہ
خاص توہین لزومی ہے۔

ادعائے نبوّت تشریعی

مرزا کہتا ہے۔

(۱) سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء صـ۱۱

(۲) اور مجھے بتلایا گیا تھا۔ کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس
آیتہ کا مصداق ہے۔ کہ ھوالذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اعجاز
احمدی صـ۷

(۳) اور اگر کہو صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے۔ نہ ہر ایک مفتری تو اول
یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس
کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کئے
اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا پس اس تعریف کی
رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میرے وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی
اربعین۔ نمبر۴ صـ۶۔

عـــہ ہاں اگر یہ اعتراض ہو۔ کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ تو میں صرف یہی جواب نہیں
دونگا۔ کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب

یہ ہے۔ کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں۔ جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۶

(۵) اب ظاہر ہے۔ کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ انجام آتھم ص۶۲ (دشمن سے مراد وہ شخص ہے جو اسے نہ مانے)

(۶) میں صرف پنجاب کیلئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں۔ حاشیہ حقیقت الوحی ص۱۹۲

(۷) تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی۔ کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ دافع البلاء ص۵

(۸) خدا نے اس اُمت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ اور اُس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ دافع البلاء ص۱۳

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کے متعلق ایک اور صریح عبارت

(۹) پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ کہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ حقیقۃ الوحی ص۱۵۵

تکفیر امت حاضرہ کے بارہ میں مرزا صاحب کے حسب ذیل اقوال ہیں۔

ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں جانتا دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا

اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے
میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس
اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو
یہ دونوں قسم کفر کے ایک ہی قسم میں داخل ہیں حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹
آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ کا متن کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المودۃ والمحبۃ و
ینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الاذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم
لایقبلون ترجمہ یہ ہے یہ میری کتابیں ہیں۔ ہر ایک مسلمان انکو محبت اور مودت
کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کے معارف سے نفع پاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا ہے اور
میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو زانیہ عورتوں کی نسل ہیں جن کے دلوں
پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے۔ وہ قبول نہیں کرتے

مرزا کا ادعائے وحی اور قرآن کی برابری کا دعویٰ

مرزا کہتا ہے۔
(۱) میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اُسکی اس پاک
وحی پر ایسے ہی ایمان لاتا ہوں جیسے کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے
پہلے ہو چکی ہیں۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰
(۲) مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں
جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو خدا
کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام
یقین کرتا ہوں۔ حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱
(۳) پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ موجود ہے محمد الرسول اللہ

الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۶۲)

(۴) اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جسکی سچائی اسکی متواتر نشانوں سے مجھ کو کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے۔ جس نے حضرت موسیٰ و حضرت عیسےٰ و حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا۔ زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا۔ کہ انکار ہی کیا جاتا۔ (ایک غلطی کا ازالہ منقول از ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۴)

سب نبی کے متعلق شیخین کا حکم

میں آج حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کا فتویٰ سب نبی کے متعلق پیش کرتا ہوں۔

حافظ ابن تیمیہ الصارم المسلول ص ۱۹۵ میں حرب کی ایک روایت امام حدیث سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص فاروق اعظم کے سامنے لایا گیا جس نے سب کی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاروق اعظم نے اسے سزائے موت دی۔ حضرت فاروق اعظم کا ارشاد ثم قال عمر من سب اللہ تعالیٰ و سب احداً من الانبیاء فاقتلوہ ترجمہ جس شخص نے ناسزا کہا خدا کو یا کسی پیغمبر کو اسے سزائے موت دی جائے

صدیق اکبر کا حکم

کسی عورت نے بحرین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کہا تھا۔ وہاں کے حاکم مہاجر بن امیہ نے اسے کوئی سزا دی تھی صدیق اکبر کا حکم پہونچا کہ پہلے مجھے اطلاع ہوتی تو میں سب نبی کی سزا

نہ دیتا بلکہ اُس کی سزا قتل ہے۔ لفظ صدیق اکبر کے یہ ہیں۔ فلولا سیقتنی لامر تک بقتلہا اللان حد الانبیاء ولیس شبہ الحدود فمن تعاطی ذالک من مسلم فہو مرتد اعہی امد فہو محارب غادر خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ اگر تو پہلے کچھ نہ کر چکا ہوتا۔ میں امر کرتا اس عورت کے قتل کا کیونکہ انبیاء کے سب کی حد اور حدوں کے مشابہ نہیں جو کوئی مسلمان ایسا کرے وہ مرتد ہے اور جو کوئی ذمی ایسا کرے وہ جنگ کرنے والا ہے ہم سے اور غدر کرنیوالا ہے۔

یہ جو خلیفوں کے احکام ہیں۔ اس مسئلہ پر کل اُمتِ محمدیہ کا اجماع بلا فصل ہے۔ حافظ ابن تیمیہ نے اِس مسئلہ (سب نبی) پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جو صارم مسلول کے نام سے موسوم ہے۔ دوسری کتاب سیف مسلول ہے۔ جو شیخ تقی الدین صدیقی کی تصنیف ہے یہ دونوں آٹھویں صدی کے حافظ حدیث ہیں۔

مرزا کتاب دافع البلاء کے آخری صفحہ پر لکھتا ہے۔ کہ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحیی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا اپنے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیی کا نام حصور رکھا۔ (حصور اُسے کہتے ہیں جو تعلقات زنانہ شوئی نہ کرسکتے مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کا رکھنے سے مانع تھے۔

کتاب نزول المسیح صفحہ ۱۰۰ پر ایک شعر مرزا صاحب کا بالفاظ ذیل ہے:۔

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

مرزا اور علماء کے نقل میں فرق

علماء نے جب توراۃ اور انجیل محرف سے کوئی چیز بحرف نقل کی ہے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ یہ کتابیں

تحریف شدہ ہیں۔ اور مرزا صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ عیسٰے علیہ السّلام نالائق تھے۔ علماء کے طریق میں اور مرزا صاحب کے طریق میں کفر و اسلام کا فرق ہے۔

کل جو عبارت حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ سے پڑھی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا تھا کہ قادیانی صاحب اپنے منکرین کو کافر کہتا ہے۔ یہی مضمون حاشیہ اربعین ۴ ص ۷ میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ "اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا ہے۔ اور تمام انسانوں کیلئے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے" اور تریاق القلوب ص ۳۲۵ میں ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعوٰی کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالٰی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے سوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت و مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ تریاق القلوب کی عبارت مذکورہ کو پہلی عبارتوں کے ساتھ جمع کرنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادیانی صاحب فقط نبوت ہی کے مدعی نہیں بلکہ شریعت جدیدہ کے بھی مدعی ہیں۔ جیسا کہ اربعین ۴ ص ۶ کی عبارت سے بھی یہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے۔ اصول یہ باندھا کہ جو صاحب شریعت ہو اس کا انکار کفر ہے۔ اور پھر ساری امت حاضرہ کو (جو انکی منکر ہے) اس کو کافر کہا تو گویا دعوٰی شریعت جدیدہ کیا اور پھر اس پر بس نہیں کی بلکہ تصریح کر دی کہ شریعت امر و نہی کا نام ہے۔ اور وہ میری وحی میں موجود ہے۔ لیکن محض مسلمانوں کو مغالطہ دینے کیلئے چند الفاظ (ظلی و بروزی) وغیرہ گھڑ رکھے ہیں۔ جن کی آڑ میں دین کی تحریف کرتا ہے۔ اس لئے میں ان الفاظ کی حقیقت خود مرزا صاحب کے کلام سے واضح کر دینا چاہتا ہوں۔

بروزی ظلی و مجازی نبوت کی اصلیت

تریاق القلوب حاشیہ ص۱۵۵ میں خود قادیانی صاحب کا کلام ہے۔ غرض جیسا کہ صوفیوں کے نزدیک مانا گیا ہے۔ کہ مراتب وجود دوریہ ہیں۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنی خو اور طبیعت اور دلی مشابہت کے لحاظ سے قریباً اڑھائی ہزار برس اپنی وفات کے بعد پھر عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں جنم لیا اور محمد کے نام سے پکارا گیا۔

یہ ہے حقیقت مرزا صاحب کے نزدیک بروزی ظلی اور مجازی کی جنم کا عقیدہ اسلام میں کفر ہے۔ اور یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔

اور کتاب قول فیصل ص۶ میں بحوالہ اخبار الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء پر مرزا کا قول اسطرح ہے۔ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظلی طور پر ہمکو عطا کئے گئے پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خاص صفات میں اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔

ان عبارات سے نتائج ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

(الف) مرزا نے جو اپنے آپ کو ظلی و بروزی نبی کہکر دنیا کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ اس کی نبوت نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علحدہ کوئی چیز نہیں اور اس سے مُہر نبوت نہیں ٹوٹتی یہ بالکل لغو اور بے ہودہ خیال ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو مرزا کے اس قول مذکورہ سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) کوئی چیز نہیں تھے بلکہ آپکا تشریف لانا یعنی حضرت ابراہیم کا تشریف لانا ہے۔ گویا ابراہیم علیہ اسلام اصل رہے اور آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور چونکہ ظل اور صاحب ظل میں مرزا کے نزدیک عینیت ہے اور اور اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ تو جب محمد صلی علیہ وسلم بروز ابراہیم علیہ سلام ہوئے تو عین ابراہیم علیہ السلام ہوئے اس سے صاف لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وجود بالاستقلال نہیں اور نہ آپ کی نبوت

کوئی مستقل نبوت ہے۔ جو صریح کفر ہے۔

(ب) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے بروز ہوئے اور خاتم النبیین آپ ہوئے تو اس سے معلوم ہوا کہ خاتم بروز اور ظل ہوتا ہے۔ اور اس طرح سے مرزا صاحب آنحضرت علیہ السلام کے بروز ہوئے۔ تو خاتم النبیین مرزا صاحب ہوئے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ج) الحکم کی عبارت مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ جملہ انبیا و سابقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک صفت میں ظل ہیں اور تمام کمالات رسالت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بروز ہوئے تو جملہ کمالات نبوت اگر مجتمع ہونگے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ہونگے۔ نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ یہ صریح توہین ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفر صریح ہے۔ اسکے علاوہ یہ مضمون بھی فی نفسہٖ ہی باطل اور بے معنی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بروز ہوں اور حضرت ابراہیم آنحضرت کے بروز ہوں۔ یہ کھلا ہوا دور ہے اسکے بعد میں ظل اور بروز کی تحقیق کتب فلسفہ سے پیش کرتا ہوں جس سے قادیانی صاحب کا کید اور فریب پورا واضح ہو جائیگا۔ فلسفہ یونان نے بروز اسے کہا ہے۔ کہ ایک روح دوسری ذی روح میں حلول کرے یعنی ایک بدن میں دو روحیں ہو جائیں تناسخ اسے کہتے ہیں کہ روح ڈھانچے بدلتی رہے۔ مسخ اسے کہتے ہیں کہ ایک نوع دوسری نوع میں تبدیل ہو نسخ اسے کہتے ہیں کہ ایک حیوان نباتات میں تبدیل ہو۔ فسخ اسے کہتے ہیں کہ حیوان جماد بن جائے۔ یہ پانچوں اصطلاحیں آسمانی دینوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

قادیانی صاحب کا اقرار ختم نبوت بالمعنی المعروف پر

حمامۃ البشریٰ ص۷۹ میں ہے وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق

بقوم کافرین (منقول از ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام ص ۵۹/۱۳)

ازالہ الاوہام حصہ دوم صفحہ ۲۱۶: پر لکھا ہے۔

مسیح کیونکر آسکتا۔ وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار سد مبین اسکو آنے سے روکتی ہے،

ازالہ الاوہام حصہ دوم ص ۲۳۱ پر لکھا ہے۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ بات مستلزم محال ہے۔ کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔ ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو۔ پیدا ہو جائے۔ اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔

ازالہ الاوہام حصہ دوم ص ۲۱۰ پر لکھا ہے۔

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے اور سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ یہ مضمون اختلاف بیان مرزا صاحب میں پیش کیا گیا ہے۔ جو انہوں نے ابتداء ہی سے زندقہ اور الحاد کا ارادہ کیا ہوا تھا۔

مسلمانوں کا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق

آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین یہ آیت اسواسطے آئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل نرینہ ہماری مشیت میں مقدر نہیں کیونکہ آپ کے بعد آج سے تا آخر دنیا نبوۃ کی اساس آپ کے وجود ذی جود سے ہے۔ آپ مستقبل کیلئے تا آخر دنیا رسول ہیں۔ اور جملہ انبیاء و سابقین کے خاتم ہیں۔ اس عقیدہ کے موافق کوئی دو سو احادیث نبی کریم صلعم سے وارد ہوئی ہیں۔ نیم سلسلہ کے بدلہ میں اس نبوۃ سلسلہ کو عوام میں رکھا ہوا دیوبند کے مفتی مولانا محمد شفیع کیطرف سے شائع ہو چکا ہے۔

جس میں یہ تمام احادیث مذکور ہیں۔ اور اس عقیدہ پر اُمت محمدیہ کا ابتداء سے لیکر آج تک اجماع بلا فصل رہا ہے۔ اور جس طرح قرآن اُمت تک پہونچا ہے۔ اسی طرح یہ عقیدہ بھی پہونچا ہے۔ اور اُس وقت سے لیکر اب تک یہ بھی اجماع چلا آیا ہے کہ اس آیت میں کوئی تاویل نہیں ہے۔ اور اس عقیدہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ خلفاء اور سلاطین اسلام نے اسوقت سے لیکر اب تک مدعیان نبوۃ کو سزائے موت دی اور اسے کافر و مرتد سمجھا اصلی کافر کے وجود کو برداشت کیا اور ایسے مرتد کے وجود کو برداشت نہیں کیا۔ اور خود مرزا کا (جب تک مسلمان تھے) یہی عقیدہ رہا

نبوت اور ولایت کا فرق

نبوت ایک اصلی صفت نبی کی ذات کے ساتھ قایم ہوتی ہے۔ نہ وہ کسب سے حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ وہ کبھی سلب ہوتی ہے۔

سلب نبوت کا عقیدہ یہود کا عقیدہ ہے

یہ عقیدہ یہود کا ہے۔ کہ نبوت سلب بھی ہوسکتی ہے ضمیمۃ النبوت فی السلام صـ۲۳ پر ہے۔ اگر نبوت کسبی ہو۔ تو سلب بھی ہوسکتی ہوگی۔ یہ عقیدہ اسلام کا نہیں۔ ولایت ایسی چیز ہے کہ کسب سے حاصل ہو۔ اور زایل بھی ہوجائے۔ یہ صفت جو نبی کی ذات کیساتھ قایم و دایم باقی ہے احکام شرع کی تبلیغ اس کے وقتی ثمرات اور مواقع میں سے ہے کسی محدود وقت میں اگر اس نے ضروری احکام نہ پہنچائے۔ تو وہ نبی بحال خود نبی برحق ہے۔ صفت نبوت جو اس کی ذات کے ساتھ قایم ہے۔ وہ کسی طرح زایل نہیں ہوتی۔ تبلیغ ایک کارگذاری تھی پیغمبر کی۔ کہ حاجت پر دائر ہوگی۔ عیسے علیہ السلام کا آنا بعینہ ایسا ہے۔ جیسے گذشتہ زمانہ میں یعقوب علیہ السلام مصر میں چلے گئے تھے۔ اور وہاں عاریتہً کچھ دن گذارے۔

صوفیائے کرام کا مطلب

صوفیائے کرام نے نبوت کو بمعنی لغوی لیکر مقسم بنایا۔ اور اس کی تفسیر خدا سے اطلاع پانا دوسرے کو اطلاع دینا کی۔ اس کے نیچے انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کو داخل کیا۔ اور نبوت کو دو قسم کر دیا۔

(۱) نبوت شرعی۔ (۲) نبوت غیر شرعی شرعی کے نیچے انبیاء اور رسل دونوں درج کر دیئے۔ اور اب ان کیلئے نبوت غیر شرعی اولیاء کے کشف اور الہام کے لئے نکھر گئی۔ اور مخصوص ہوگئی۔ صوفیائے کرام کی تصریح ہے۔ کہ کشف کے ذریعہ مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ صرف اسرار معارف۔ مکاشف اس کا دائرہ ہیں۔ اگر کوئی دعوے کرے کہ مجھ پر مستحب کا حکم آیا۔ پس اگر یہ پہلے سے شریعت محمدی میں موجود ہے۔ تو فبہا۔ اور اگر موجود نہیں اور پھر دعوے کرتا ہے اضافہ کا۔ تو وہ گردن زدنی ہے۔ اور یہ تصریح فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کشف دوسرے پر حجت نہیں۔ ہمارا کشف ہمارے لئے ہے۔

کتاب الیواقیت والجواہر کے صفحہ ۱۷۹ پر حسب ذیل الفاظ ہیں۔ فقد بان لك ....الخ یعنے پس روشن ہو گیا تیرے لیے کہ دروازے اوامر اور نواہی دین کے بند کر دیئے گئے ہیں۔ جس نے دعوے کیا امر و نہی کا بعد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پس وہ مدعی اس شریعت کا ہوا جو اس کی طرف بھیجی گئی ہے۔ برابر ہے۔ کہ وہ موافق ہو ہماری شریعت کے یا مخالف ہو۔ پس اگر یہ مدعی عاقل بالغ ہے۔ تو ہم اس کی گردن ماردینگے۔ اور اگر عاقل بالغ نہیں۔ اس سے اعراض کرینگے۔

صوفیاء کے شطحیات

صوفیائے کرام کے ہاں ایک باب ہے۔ جس کو شطحیات کہتے ہیں۔ اور خود فتوحات

ہیں اس کا باب ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ان پر حالات گذرتے ہیں۔ اور ان
حالات میں کوئی کلمات ان سے نکل جاتے ہیں۔ جو ہمارے ظاہر قواعد پر چسپاں نہیں
ہوتے۔ اور بسا اوقات غلط راستہ پڑنے کا سبب ہو جاتے ہیں۔ صوفیاء کی تصریح ہے
کہ ان پر کوئی عمل پیرا نہ ہو۔ اور تصریح کرتے ہیں۔ کہ جن پر یہ احوال نہ گذرے ہوں۔ وہ
ہماری کتابوں کا مطالعہ نہ کرے۔ مجملاً ہم یہ سمجھتے ہیں۔ جو شخص کسی حال کا مالک ہوتا
ہے۔ دوسرا خالی شخص اس سے ضرور الجھ جائیگا۔ لیکن دین میں کمی زیادتی کی کا صوفیا
میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔ اور ایسے مدعی کو بالاتفاق کافر کہتے ہیں۔

ہم نے اولیا اللہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی طہارت اور تقویٰ اور تقدس کی
خبریں سنکر اور ان کے شواہد افعال و اعمال اور اخلاق سے تائید پاکر ان کو ولی مقبول
تسلیم کر لیا ہے۔ ان قرائن اور نشانیوں سے جو خارج ہوش عنہ ہیں۔ یعنی انہی
شطحیات سے ان کی ولایت کو ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ ولایت ان کی خارج سے بایہ
ثبوت کو پہنچی ہے۔ جو طریقہ ثبوت کا ہے۔ اس کے بعد کہ ہم نے کسی کی ولایت تسلیم
کی۔ اور ہم اس تسلیم میں صواب پر تھے۔ تو اس کے بعد اگر کوئی کلمہ مغایر یا موہم ہمارے
سامنے پڑتا ہے۔ تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس کی توجیہ کریں۔ اور محمل نکالیں
کہ ہو کا نا اسکا کیا ہے۔ شطحیات کو ہی پہلے پیش کرنا اور اس پر ولایت کا جھگڑا جانا
نافہم اور جاہل کا کام ہے۔ کسی شخص کی راست بازی اگر جدا گانہ تجارب سے اور جو طریقہ
راست بازی ثابت کرنے کا ہے۔ ثابت ہوئی ہو۔ تو پھر اگر کہیں کوئی کلمہ موہم اور مغالطہ
میں ڈالنے والا اس کا سامنے آگیا۔ تو منصف طبیعتوں کے ذہن اس کی توجیہ کریں گے
اور محمل نکالیں گے۔

یہ عاقل کا کام نہیں ہے۔ کہ راستبازی کسی کی ثابت ہونے سے پیشتر وہی کلمات
مغالطہ پیش کرکے مسلم الثبوت مقبولوں پر قیاس کرے۔ اور کہے کہ فلان نے ایسا کہا

فلاں نے ایسا لکھا۔ اس کا جواب مختصراً یہ ہوگا۔ کہ فلاں کی راستبازی جداگانہ۔ اگر ہمیں کسی طریقہ اور دلیل سے معلوم ہے۔ تو ہم محتاج توجیہ ہونگے۔ اور اگر زیر بحث تھی کلمات ہیں۔ اور اس سے پیشتر کچھ سامان خیر کا ہے ہی نہیں۔ تو ہم یہ کھوٹی پونجی اس کے منہ پر ماریں گے۔

خلاصہ بیان

میرے کل بیان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قادیانی مدعی نبوت حسب تصریحات قرآن و حدیث اور باجماع امت کافر مرتد ہے۔ اور جو شخص ان کے عقاید باطلہ اور دعوی نبوت و وحی پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو کافر نہ سمجھے۔ ان کی نبوت کو تسلیم کرے یا مسیح موعود مانے۔ وہ بھی اسی کے حکم میں ہے۔

اور حکم یہ ہے کہ ان کا نکاح کسی مسلمان مرد و عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ اور اگر بعد نکاح کے کوئی شخص ایسا عقیدہ اختیار کرے۔ تو فوراً نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ رفعاً قاضی اور عدت کی بھی (اور اگر غیر مدخولہ ہو) ضرورت شرعاً نہیں رہتی۔ اور اس کے بعد اگر زن و شوہر کے تعلقات باقی رکھے گئے۔ تو جو اولاد ہوگی۔ وہ اولاد زنا ہوگی نسب ثابت نہ ہوگا۔ جیسا کہ بحوالہ شامی گذر چکا ہے۔ اور موجبات کفر مرزا صاحب اور اس کے متبعین کے لئے میرے بیان میں چھ وجوہ آئی ہیں۔ (اول) ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنے کی تحریف۔ اور جس مذہب میں سلسلہ نبوت منقطع ہو اس کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دینا۔ (دوم) دعویٰ نبوت مطلقہ و تشریعیہ۔ (سوم) دعوی وحی اور اپنی وحی کو قرآن کے برابر قرار دینا۔ (چہارم) حضرت عیسے علیہ السلام کی توہین۔ (پنجم) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین۔ (ششم) ساری امت محمدیہ کو بغیر اپنے متبعین کے کافر کہنا یہ اصول ہیں جن کے تحت میں اور بھی بہت سے ایسے فروع موجود ہیں جو بہ نقل

موجبات کفر ہو سکتے ہیں۔

ضروری گذارش

قادیانی کتابوں کے دیکھنے والوں پر یہ بات پوری طرح روشن ہوجاتی ہے کہ ان کی ساری تصانیف میں صرف چند ہی مسائل کا تکرار اور دور ہے۔ ایک مسئلہ اور ایک ہی مضمون کو بیسیوں کتابوں میں مختلف عنوانوں سے ذکر کیا ہے۔ اور پھر سب اقوال میں بہت تہافت اور تعارض پایا جاتا ہے۔ اور خود مرزا صاحب نے ایسی پریشان خیالی کی ہے اور بالقصد ایسی روش اختیار کی ہے جس سے نتیجہ گڑ بڑ رہے اور ان کے لئے بوقت ضرورت کے مخلص اور مفر باقی رہے۔ یہی میں ذکر کر آیا ہوں کہ زنادقہ نے ہمیشہ یہی راستہ اختیار کیا ہے۔ کہیں ختم نبوت کے عقیدہ کو اپنے مشہور اور اجماعی معنی کے ساتھ قطعی اور اجماعی عقیدہ کہتے ہیں۔ اور کہیں ایسا عقیدہ بتلانے والے مذہب کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دیتے ہیں۔

کہیں عیسےٰ علیہ کے نزول کو تمام امت محمدیہ کے عقیدہ کے موافق متواترات دین میں داخل کرکے اس پر اجماع ہونا نقل کرتے ہیں۔ اور کہیں اس عقیدہ کو مشرکانہ عقیدہ بتلاتے ہیں۔

اس کا سبب پورے غور کرنے سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ مرزائے قادیانی چونکہ مادر زاد کافر نہ تھے۔ ابتدا تمام اسلامی عقائد پر نشو ونما ہوا۔ انہیں کے پابند تھے۔ وہی لکھے۔ پھر تدریجاً ان سے الگ ہونا شروع ہوا۔ یہانتک کہ آخری اقوال میں بہت سی ضروریات دین سے قطعاً مخالف ہوگئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے باطل اور جھوٹے دعووں کو رواج دینے کیلئے یہ تدبیر اختیار کی کہ اسلامی عقائد کے وہی نام رکھے جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ اور عام وخاص مسلمان کی زبانوں پر جاری ہیں۔

لیکن ان کے حقایق کو ایسا بدلا جس سے بالکل ان عقایدٗ کا انکار ہو گیا جس کے متعلق پہلے بیان میں آچکا ہے۔ کہ ایسا کرنا کفر صریح ہے۔ اور اس قسم کے کفر کا نام قرآن نے الحاد رکھا ہے۔ اور حدیث نے زندقہ اور عام مصنفین نے باطنیہ کے نام سے اس کو پکارا ہے۔ اس لئے اب قادیانی صاحب کی کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقایدٗ میں عام اہلسنت والجماعت کے ساتھ شریک ہیں۔ ان کے اقوال وافعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے۔ جب تک اس کی تصریح نہ ہو۔ کہ ان عقایدٗ کی مراد بھی وہی ہے۔ جو جمہور امت نے بھی۔ اور پھر اس کی تصریح نہ ہو۔ کہ جو عقایدٗ کفریہ انہوں نے اختیار رکھے تھے۔ ان سے توبہ کر چکے ہیں۔ اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو۔ چند عقاید اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے کیونکہ زندیق تو اسی کو کہا جاتا ہے جو عقاید اسلام ظاہر کرے اور قرآن و حدیث کے اتباع کا دعوےٰ کرے۔ لیکن ان کی ایسی تاویل وتحریف کردے۔ جس سے ان کے حقائق بدل جائیں۔ اس لئے جب تک اس کی تصریح نہ دکھائی جائے کہ قادیانی صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کا اسی معنی کے اعتبار سے قایل ہے جس معنی سے صحابہ وتابعین اور تمام امت محمدیہ قایل ہے۔ اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔ جس میں خاتم النبین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو۔ اسی طرح حشر اجساد کا۔ نزول مسیح وغیرہ عقایدٗ کے الفاظ کا کسی جگہ اقرار کر لینا یا لکھ دینا بغیر تصریح مذکور کے ہرگز مفید نہیں ہوگا۔ خواہ وہ عبارت تصنیف میں مقدم ہو یا موٗخر۔ اسیطرح مسئلہ توہین ہے۔ کہ جب ایک جگہ توہین کے کلمات ثابت ہوگئے۔ تو ہزار جگہ اگر کلمات مدحیہ لکھے ہوں۔ اور ثناخوانی بھی کی ہو۔ تو وہ اس کو اس کفر سے نجات نہیں دلا سکتے۔ جیسا کہ تمام دنیا اور دین کے قواعد مسلمہ اسپر شاہد ہیں کہ اگر ایک شخص تمام عمر کسی کا اتباع اور طاعت گذاری اور مدح وثنا کرتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی

اس کی سخت ترین توہین بھی کیا کرتا ہے۔ تو کوئی انسان اس کو مطیع اور معتقد واقعی نہیں کہہ سکتا۔

مرزا آخر عمر تک دعوی وحی و نبوت پر قایم رہا ہے

الغرض اول تو یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ مرزا اپنی آخری عمر تک دعوئی نبوت و وحی پر قایم رہا ہے۔ اور اپنے کفریات سے کوئی توبہ نہیں کی۔ جیسا کہ ان کے آخری خط اور عقاید کفریہ سے واضح ہوتا ہے۔ جو موت سے تین دن پہلے اخبار عام لاہور کے ایڈیٹر کے نام لکھا ہے۔ اور اگر یہ بھی ثابت نہ ہوتا۔ تو کلمات کفریہ لکھنے اور کہنے کے بعد اس وقت تک اس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ جب تک وہ ان عقایدسے توبہ کا اعلان نہ کرے۔ اور توبہ کا اعلان جہانتک ہم نے کوشش کی۔ ان کی کسی کتاب یا تحریر میں نہیں پایا گیا۔ اس لئے تکفیر کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔

علاوہ ازیں اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ مرزا صاحب نے دعوے نبوت وغیرہ سے توبہ کر لی تھی۔ جب بھی ہمارا مدعا علیہ چونکہ ان کو عام انبیا کیطرح نبی اور رسول ماننے کی تصریح اپنے کلام میں کرتا ہے اس لئے اس کے کفر اور ارتداد میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ لہذا از روئے عقائد اسلام و مسائل فقیہہ اجماعیہ اس کا نکاح جو مسلمان عورت کے ساتھ ہوا تھا۔ قطعاً فسخ ہو چکا۔

وصلی اللہ تعالے علے خیر خلقہ وسید انبیائہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

البیان المبین

للعلامة

محمد نجم الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

جامع علوم وفنون حضرت مولینا محمد نجم الدین صاحب سابق پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور جو علوم عقلیہ ونقلیہ میں بہت بڑے فاضل ہیں۔ مدتوں تک بلاد اسلامیہ میں درس دیتے رہے ہیں۔ عرصہ کثیر تک اورنٹیل کالج لاہور میں مولوی فاضل کلاس کے پروفیسر رہے ہیں۔ اور اسی زمانہ میں شہادت کے لئے بہاول پور آئے تھے آپکا یہ بیان ۳۰ و ۳۱ راگست ۱۹۳۲ء کو ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر بہاولپور کی عدالت میں ہوا۔ پہلے دن حضرت مولینا کا بیان ہوا اور دوسرے دن مختار مدعا علیہ کی جرح ہوئی۔ مولینا ممدوح نے مرزائیت کے کفر وارتداد اور مدعا علیہ کے فسخ نکاح کو قرآن و حدیث اور اجماع اُمت اور اقوال فقہا سے نہایت تفصیل اور توضیح سے بیان فرمایا۔ اور مختار مدعا علیہ کی جرح کے نہایت ہی محققانہ جوابات دیئے۔ مولینا موصوف کے بیان میں حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے۔ اور حضرت مرحوم نے مولانا کے بیان کو بہت ہی پسند فرمایا۔

(ابوالعباس نعمانی)
بہاول پور

مرزا ادعا نبوۃ کیوجہ سے خارج از اسلام ہے

میں مرزا غلام احمد صاحب کو انکی کتابوں کی رُو سے اور انکی تحریرات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ انہوں نے جو دعوے نبوت اور رسالت تشریعی یا غیر تشریعی کیا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں۔ اور ان کے متبعین بھی یہی حکم رکھتے ہیں۔ مرتد کے ساتھ کسی سابقہ منکوحہ کا نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔ اور نہ ہی آئندہ اسکو کسی مسلمہ یا ذمیہ حرہ یا امہ سے نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ سابقہ نکاح بدون قضا قاضی فسخ ہوجاتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت یاایھا الذین آمنوا اذا جاءکم الخ (سورۃ ممتحنہ پارہ ۲۸) اس بات پر دلیل ہے۔ اور ہمارے فقہائے حنفیہ بلکہ تمام علماء اسلام نے واضح طور پر اپنے کتب میں لکھدیا ہے۔ شامی جلد دوم صد ۴۲۵ فتاوی عالمگیری صد ۴۰۶ میں بھی یہ مسئلہ مفصل اور واضح طور پر موجود ہے۔ ان کے کفر کے وجوہ اگرچہ بہت سے ہیں مگر میں صرف تین امور پر اس وقت اکتفا کروں گا۔

مرزا کے وجوہ کفر

(۱) ادعاء نبوت تشریعی وغیر تشریعی (۲) توہین انبیاء علیہم السلام (۳) تمام مسلمانان عالم کو کافر بنانا خواہ اس کو مرزا کی دعوت پہونچی ہو یا نہ مکفر ہوں یا نہ ان وجوہ کی بناء پر وہ کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

مرزا نے دافع البلاء صد ۵ پر لکھا ہے "اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تا تم سمجھو کہ قادیان اس لئے محفوظ رکھی گئی۔ کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ پھر دافع البلاء صد ۱۱ پر ہے۔ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

مرزا نبوۃ تشریعیہ کا مدعی ہے

مرزا نبوۃ تشریعی کا مدعی تھا۔ اور اس ثبوت کے لئے انہوں نے دو وجہ بیان کیں ہیں۔ (۱) اربعین ۴ صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔ کہ اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے۔ نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنے وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نواہی بیان کئے۔ تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ مرزا نے ضمیمہ تحفہ گولڑویہ میں ایسی مثالیں بھی بیان کی ہیں جن میں امر اور نہی ہے۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ

(۲) معیار نبوت تشریعی کا انہوں نے تریاق القلوب صفحہ ۳۲۵ حاشیہ پر یہ قرار دیا ہے کہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعوے کے انکار کرنیوالے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ کہ وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

پھر مرزا صاحب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ پر لکھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: ومن اظلم ممن افتریٰ

علی اللہ کذبا اوکذب بایاتہ یعنے بڑے کافر دو ہی ہیں ۔ ایک خدا پر افترا کرنے والا ۔ دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنے والا پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے ۔ اس صورت میں نہیں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا ۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلا شبہ وہ کفر اس پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالے نے اس آیتہ میں خود فرمایا ہے علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا ۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے ۔"

اربعین ع۴ صہ۱۳ پر لکھتے ہیں ۔ اس بات کو قریباً ۹ برس کا عرصہ گذر گیا ۔ کہ جب میں دہلی گیا تھا ۔ اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی کی تھی ۔ تب اُن کی ہر ایک پہلو سے گریز دیکھ کر الخ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مخالف کو اُنہوں نے کافر قرار دیا ۔ مرزا صاحب فتاوی احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۶۹ پر لکھتے ہیں ۔ واعلم ان عملاد من الاعمال لا یفید لاحد من دون ان یعرفنی ولیعرف دعوای ودلائلی الخ ۔ یعنی کسی کا کوئی عمل میرے دعوے اور میری دلیلوں اور میرے پہچاننے کے بغیر مفید نہیں ہو سکتا ۔

فتاوی احمدیہ جلد اول صہ۳۰۰ پر ہے بہر حال جسکو خدا تعالے نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے ۔ اور مجھے قبول نہیں کیا ۔ وہ مسلمان نہیں ہے ہے ۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے ۔

فتاوی احمدیہ صہ۳۰۵ پر لکھتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے ۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے فرمایا ۔ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین یعنے مومن ایک ہی سوراخ سے دوبارہ نہیں کاٹا جاتا ۔ ہم خوب آزما چکے ہیں ۔ کہ ایسے لوگ دراصل منافق ہوتے ہیں ۔ ان کا حال ہے واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا الخ یعنے ہمارے سامنے تو کہتے ہیں ۔ کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی

مخالفت نہیں۔ لیکن جب اپنے لوگوں سے خلی بالطبع ہوتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم ان سے استہزاء کر رہے تھے۔ پس یہ لوگ ایک اشتہار دیں کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کے کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت کو حکم دیدیتا ہوں۔ کہ وہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ فتاوی کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا۔ کہ جو شخص مرزا کو نہیں مانتا خواہ اسکو کافر کہے یا نہ۔ وہ مسلمان نہیں۔ اور اس کا کوئی عمل بارگاہ الہی میں مقبول نہیں۔

مرزا نے اپنے پر نزول وحی کا دعوے کیا ہے جس کے حوالے کے لئے نزول المسیح صد۹۹ پر تصریح موجود ہے۔ آنچہ من بشنوم ز وحی خدا۔ بخدا پاک دانمش ز خطا همچو قرآن منزه اش دانم۔ از خطاہا ہمیں است ایمانم۔ نیز مرزا اپنے پر جبرائیل کے نزول کے مدعی ہیں۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صت۱۰۳ پر لکھتے ہیں جاءنی آئیل واختار وادار اصبعہ واشار اس کے فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں۔ اسی جگہ ائیل خدا تعالے نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار لوٹتا ہے۔

اس دعوے کے ثبوت کے لئے میں چند حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ مرزا نے صرف دعوی ہی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اپنی شان نبوت اور رسالت کا سکہ جمانے کے لئے اُن تمام خصوصیات نبوت اور لوازمات رسالت کو نہایت ہی۔ جزم اور وثوق کے ساتھ اپنے ذات کے لئے ثابت کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی

جن خصوصیات کیوجہ سے انبیاء علیہم السلام کی جماعت مقربان بارگاہ الہی سے ممتاز ہو سکتی ہے۔

مرزا اپنے لئے لوازم نبوت ثابت کرتا ہے

مرزا کا اپنی وحی والہام کو قطعی اور یقینی سمجھنا اور اپنے وحی کو خدا کا کلام کہنا اور اپنے خوارق

عادات کا نام معجزہ رکھنا۔ اور اپنے منکر متردد ساکت کو کافر منافق ٹھہرانا۔ اور اپنی جماعت سے خارج ہونے والے کو مرتد خطاب دینا۔ اس قسم کے دعاوی کے حوالجات مرزا کے مصنفات سے بکثرت ملتے ہیں۔ مرزا اپنے الہامات کو وحی الہٰی اور کلام خداوندی اور قرآن کی طرح قطعی کہتا ہے۔ چنانچہ حاشیہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۹ پر لکھتے ہیں۔ ان الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار تکرار کے مختلف ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ وحی الہٰی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں۔ اور بعض ایسے فقرے ہیں۔ کہ شائد سو سو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ نازل ہوئے ہیں پس اسی وجہ سے انکی قرأت ایک ترتیب سے نہیں اور شائد آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے۔ کیونکہ عادت اللہ اسی طرح واقع ہوئی۔ کہ اسکی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زبان پر جاری ہوتی ہے۔ مرزائی جماعت سے جو شخص علیحدہ ہوجائے۔ اسکو مرتد کا خطاب دیا جاتا ہے۔ حقیقۃ الوحی صہ ۱۲۲ پر ہے۔ پھر ایک اور خوشی کا موقعہ ہمارے مخالفوں کو پیش آیا۔ کہ جب چراغ دین جموں والا میرا مرید تھا مرتد ہوگیا۔ اور بعد ارتداد میں نے رسالہ دافع البلاء و معیار اھل الاصطفاء میں اسکی نسبت خدا تعالےٰ سے یہ الہام پاکر شایع کیا۔ کہ وہ غضب الہٰی میں مبتلا ہوکر ہلاک کیا جائے گا۔ جس شخص کو مرزا کی معرفت نہ ہو اور ان کے دعوی اور دلائل سے واقفیت پیدا نہ ہو اُس کا کوئی عمل صالح۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ مقبول نہ ہوگا۔ جیسا کہ فتاویٰ احمدیہ صہ ۲۶۹ پر حوالہ دیا جاچکا ہے۔

یہ خصوصیات مذکورہ ایسی ہیں۔ جو سوائے انبیاء اصحاب شریعت کے اور کسی مقرب میں جمع نہیں ہوسکتیں ان سے ثابت ہوا کہ مرزا حقیقی نبوت کا مدعی تھا۔ اور اپنے آپ کو اسی معنی میں نبی اور رسول ظاہر کرتا تھا جس معنی میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔

مرزا کا اپنی نبوۃ کو ظلی اور بروزی کہنا محض پردہ پوشی ہے

باوجود ان تصریحات کے مرزا نے آخر خواہ مخواہ پردہ پوشی اور مخالفین کو خاموش کرنے کے لئے اپنے آپ کو بروزی اور ظلی نبی ظاہر کیا۔ اور ختم نبوت کے نصوص قطعیہ کی مخالفت سے بظاہر بچنے کے لیے ایک جدید راہ نکالی۔ مگر جہاں تک حقائق شرعیہ کا تعلق ہے۔ یہ توجیہ اور تدبیر اس کے لیے مفید معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ مجازی اور ظلی نبوت کی اصطلاح خود مرزا کی پیدا کردہ ہے۔ قرآن حدیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ اگر فی الحقیقت ظلی و بروزی نبوت کا وجود ہوتا۔ تو لامحالہ اقوال صحابہ اور آئمہ مجتہدین کی تحقیقات میں اس کا ذکر ہوتا۔ بلکہ سب سے پہلے یہ دروازہ ان بزرگ اور مقدس ہستیوں پر کھلتا جن کے پاک کندھوں پر اسلام کی بنیاد دھری گئی ہے۔ اگر نبوۃ تشریعی و غیر تشریعی کا دروازہ ارشاد خداوندی (خاتم النبیین) سے بند نہ ہو گیا ہوتا۔ تو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود استعداد اور قابلیت نبوۃ کے جو فاروق اعظم اور علی المرتضیٰ رضہ کے وجود مسعود سے پوری پوری جھلک دکھا رہی تھی۔ یہ ارشاد نہ فرمایا ہوتا۔ لوکان لعدی نبی لکان عمرؓ۔ اور اسی طرح صراحۃً مشابہت ہارون کے بعد جناب علی المرتضیٰ سے یہ ارشاد نہ فرماتے۔ الا انہ لا نبی لعدی کیونکہ بوقت ارادہ نبوت مجازی بخیال مرزا صاحب نہ تو آیۃ خاتم النبیین کی مخالفت ہے اور نہ فرمان مصطفوی لا نبی لعدی سے کوئی تصادم ہوتا ہے۔

پس آنحضرت صلعم کے بعد کسی شخص کو نبوت ملنے کا امکان نہیں۔ خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی مرزا نے اپنے آپ کو ساری اُمت سے اس منصب کے لیے منتخب کیا ہے۔

ساری اُمت میں مرزا اپنے آپ کو نبوۃ کیلئے مختص سمجھتا ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں لکھتے ہیں۔ غرض اس حصۂ کثیر وحی الہٰی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اسی وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ

کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

مرزا نے حقیقی نبوت کے دعویٰ کو اس اُمت میں سے صرف اپنے ہی لئے مخصوص کیا۔

مدعی نبوۃ کافر ہے

جو شخص نبوت کا مدعی ہو خواہ صاحب الشریعت کہلائے یا نہ از روئے قانون اسلام خارج از اسلام ہے۔ زندیق اور مرتد کہلانے کا مستحق ہے۔ اس کے بہت سے دلائل ہیں اور اب میں قرآن حکیم سے چند آیات پیش کرتا ہوں (۱) قولہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین تفسیر ابن کثیر جلد ۸ صـ۹۰ میں ہے وہذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ الی قولہ ولا ینعکس اسی تفسیر کے صـ۹۱-۹۲ پر اس آیت کے ذیل میں ہے۔ ومن رحمتہ اللہ الی توراسلوا امت السموات والارض یعنے اس آیت سے صاف معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب آپکے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو رسول بطریق اولےٰ نہیں ہوگا۔ کیونکہ رسول اور نبی میں عام خاص کی نسبت ہے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ دوسری عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ بندوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ان کی طرف بھیجا۔ پھر آپ کو یہ کمال عنایت فرمایا کہ آپ کے ساتھ تمام انبیاء و رسل کو ختم کر دیا۔ اور دین حنیف کو آپکے سبب سے مکمل کر دیا۔ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب میں اور رسول اللہ نے اپنی سنت متواترہ میں خبر دی ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تاکہ انہیں اس بات کا پتہ چل جائے۔ کہ آپ کے بعد جو شخص دعوئے نبوت کرے وہ کذاب۔ مرتد۔ دجال۔ ضال مضل ہے۔ خواہ کسی قسم کے جادو اور شعبدے اور طلسم اور عجائبات دکھلائے۔ یہ سب عقلمندوں کے نزدیک گمراہی کا موجب ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں پر اس قسم کے شعبدے اور عجائبات دکھلائے جن کو دیکھکر ہر عقلمند اور ذی فہم معلوم کر گیا۔ کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ ہیں ان

پر خدا کی لعنت اسی طرح جو شخص قیامت تک دعوت نبوت کرے گا۔ اس کا بھی یہی حال ہے یہاں تک کہ ان کذابوں کا سلسلہ مسیح دجال تک ختم ہوگا۔ اس کے ساتھ کسی قسم کے عجائبات اور خوارق ہوں گے۔ علماء اور مومنین ان تمام چیزوں کے جھوٹے ہونے کی گواہی دیں گے۔ یہ اللہ تعالٰے کی اپنی مخلوقات کے ساتھ بڑی عنایت اور مہربانی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ (جو مدعی نبوت ہیں) بجب ضرورت واقع بھلے کاموں کا حکم نہ دیں گے۔ اور نہ ہی بُرے کاموں سے روکیں گے۔ ہاں بطور اتفاق کبھی کبھی امر و نہی کا سلسلہ جاری کریں گے۔ جو ان کے مقاصد کیلئے مفید ہوگا۔ ان کے اقوال اور انکا طرزِ عمل جھوٹ اور فجور سے ملوث ہوگا۔ اللہ تعالٰے نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ کیا تمہیں خبر دوں کہ کس پر شیطان نازل ہوتے ہیں۔ ہر جھوٹے گنہگار پر شیطانوں کا نزول ہوتا ہے۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات بالکل ان کے برخلاف ہیں۔ ان میں نہایت نیکی اور سچائی اور ہدایت اور استقامت پائی جاتی ہے۔ اور قول اور فعل میں وہ راست باز اور درست ثابت ہوتے ہیں۔ بھلائی کا حکم کرتے ہیں۔ اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے لئے خوارق عادات اور واضح دلیلیں اور روشن برہان بھی مؤید ہوتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کی رحمتیں اور سلام ان پر ہمیشہ رہیں۔ جب تک آسمان و زمین قائم رہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کے بعد کسی شخص کو نبوت ملنے کی گنجائش نہیں آپ خاتم النبیین ہیں۔ اس آیت کی قرأت دو طریق پر ہے۔ خاتَم (بفتح التاء) خاتِم (بکسر التاء) حسن و عاصم کے سوا تمام قرا خاتِم (بالکسر) پڑھتے ہیں۔ اسکی تفسیر خود آنحضرت نے فرمادی ہے جس کے بعد کسی اور شخص کی تفسیر و توضیح کی ضرورت نہیں۔ غزوہ تبوک میں جب آنحضرت تشریف لیجارہے تھے۔ تو مدینہ میں حضرت علیؓ کو اپنی جگہ انتظام کے لئے چھوڑنے کا ارشاد فرمایا۔ اسوقت حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر تشریف لے جاتے ہیں۔ جو میری شجاعت کے منافی ہے۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی جب آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

نے حضرت علیؓ کو اپنی جانشینی کیلئے مدینہ میں چھوڑ کر حضرت ہارون کے ساتھ انکو تشبیہ دی تو سننے والے کو شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ شاید حضرت علی آنحضرت کے بعد منصب نبوت سے اسی طرح متصف ہونگے۔ جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ اسی شبہ کے رفع کرنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الا انہ لا نبی لعدی اگرچہ تم ہارون علیہ السلام کیطرح اسوقت میرے جانشین ہو۔ مگر یہ بھی خیال نہ کرنا کہ تم منصب نبوت سے موصوف ہو سکتے ہو (مشکواۃ صہ ۵۱۳ پر حضرت جابر سے یہ روایت ہے) ابن کثیر جلدہ صہ ۵ مثلی ومثل الانبیا کمثل رجل بنی بنیاً الخ قولہ ختم بی النبیون یعنے میرے اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور مکمل کر دیا۔ اور نہایت اچھا کر دیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی جو کوئی اس مکان کے دیکھنے کے لئے اس میں داخل ہوتا تھا۔ اور اسے دیکھتا تھا۔ تو یہ کہہ دیتا تھا۔ کہ یہ مکان کیا ہی اچھا ہے۔ مگر اس ایک اینٹ کی جگہ اچھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا۔

دوسری روایت ابن کثیر جلدہ صہ ۹۱ میں ہے کہ انا العاقب الذی لیس بعدہٗ نبی (یعنی میں پیچھے آنے والا ہوں۔ جسکے بعد کوئی نبی نہیں) عبداللہ بن عمر کی روایت اسی صفحہ پر ہے۔ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما کالمودع الخ۔ شمائل ترمذی میں بھی روایت موجود ہے۔ انا العاقب الذی لیس بعدہٗ نبی ترمذی جلد دوم صہ ۵۱ پر ہے۔ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی فرمایا کہ رسالت اور نبوت دونو ختم ہو چکی ہیں۔ نہ میرے بعد کوئی رسول آسکتا ہے۔ نہ کوئی نبی صحابہ کرام کو یہ بات دشوار گذری تو فرمایا کہ مبشرات باقی ہیں۔ عرض کیا گیا کہ مبشرات کیا ہیں فرمایا کہ مسلمانوں کے خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہیں۔

کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۱۲ پر ہے کہ آپنے فرمایا انی عند اللہ فی ام الکتاب خاتم النبین یعنے میں لوح محفوظ میں اللہ تعالےٰ کے ہاں خاتم النبین لکھا گیا ہوں اس آیت سے ختم نبوت اور ختم رسالت کا مسئلہ ثابت ہوا جس کے بعد کسی نئے نبی کے آنیکی گنجائش نہیں رہی

دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم (سورہ مائدۃ آیت ع۳) الایۃ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد سوم صہ ۲۸۹ پر اسکی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ھذا اکبر نعم اللہ ... تا ... اشرف کتبہ یعنی اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دین کو مکمل کر دیا۔ اس کے بعد نہ وہ کسی دین کے محتاج ہیں۔ نہ کسی دوسرے نبی کے محتاج ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء اور تمام جنوں اور انسانوں کیطرف آپ کو مبعوث فرمایا۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (سورہ اعراف پارہ نہم) اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا۔ کہ آپ سب دنیا کی طرف مبعوث ہیں۔ آپکے بعد کوئی دوسرا نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ۲ صہ ۲۵۳ پر لکھتے ہیں۔ قل یا محمد یا ایھا الناس۔ الےٰ قولہ کافۃ۔ یہ سب لوگوں کی طرف سے خطاب ہے۔ سرخ رنگ ہوں یا سیاہ رنگ ہوں۔ عربی ہوں یا عجمی ہوں یعنے تم سب کی طرف رسول ہو۔ اور یہ آپکی شرف اور عظمت کی نشانی ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔

چوتھی آیت وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (سورت سبا آیت ۲۸ پارہ ۲۲) اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہم نے نہیں بھیجا۔ آپ کو مگر تمام دنیا کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تو آپکے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آئے گا۔ تو آپ کافۃ للناس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپ تمام احکام کو جو ساری دنیا کے لئے ضروری تھے۔ اُن کو مکمل کر چکے ہیں۔ اور بقدر ضرورت آنکی تشریح فرما چکے ہیں۔ کوئی دوسرا شخص رسول یا نبی نہیں ہو سکتا۔

پانچویں آیت۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون پارہ اول سورت بقرہ آیت ۴ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ متقی بننے کے لئے صرف ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو اسی آیت میں اور اسی سے پہلی آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو وہ وحی ہے۔ جو آنحضرت پر نازل کی گئی ہے۔ اور ایک وہ وحی ہے جو آپ سے پہلے نبیوں پر نازل کی گئی مگر آنحضرت کے بعد بھی کسی وحی پر انسانوں کی نجات اور اتقا کی مدار ہوتی تو اللہ تعالےٰ

اسے بھی یہاں ذکر فرما دیتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی دوسرے نبی کی یا نئی وحی کی متقی بننے کے لئے حاجت نہیں۔ اور نہ ہی اُس کے آنے پر یا اس کے ماننے پر لوگوں کی نجات کا مدار ہے۔

ختم نبوۃ پر تصریحات اُمّت

ان آیات و احادیث کے بعد میں چند معتبر علما کے اقوال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ساری اُمّت کا اتفاق ہے۔ کہ آنحضرت پر دروازہ نبوت کا بند ہو چکا ہے۔ کسی دوسرے پر جبرئیل وحی لیکر نہیں آئے گا۔ اس مسئلہ کو تمام علمائے اُمّت نے قبول کیا۔ اور ہر ایک طبقہ کے لوگوں نے اپنی تصانیف میں اس کو درج کیا۔ شرح عقائد یوسفی صد ۹۹ پر ہے۔ اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرح عقائد کے صفحہ صد ۱۰۱ میں ہے۔ کہ واذا ثبت نبوتہ وقد دل کلام و کلام اللہ المنزل کما زعم النصاریٰ یعنے جب آپکی نبوت ثابت ہو چکی۔ اور اللہ تعالےٰ کی کلام اور رسول اللہ صلعم کے ارشادات سے معلوم ہوا۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور تمام جنوں اور انسانوں کی طرف آپکی بعثت ہے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ آپ آخر الانبیاء ہیں۔ اور آپ کی نبوت کا عرب کے ساتھ اختصاص نہیں۔ جیسا کہ بعض عیسائیوں کا خیال ہے۔

غنیۃ الطالبین میں حضرت پیر صاحب صد ۱۸۳ میں لکھتے ہیں۔ ولیعتقد اہل السنۃ الی قولہ علے الناس کافۃ یعنے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم اللہ تعالےٰ کے رسُول ہیں۔ اور تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ اور خاتم النبیین ہیں اور تمام دنیا کے جن و انس کیطرف آپ مبعوث ہوئے۔ جیسا کہ آیت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین سے معلوم ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمام انبیاء پر چار چیزوں سے فضیلت دیا گیا ہوں۔ ایک ان میں سے یہ کہ مجھے تمام دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا۔ عقیدہ طحاوی صد ۱۶۹ میں امام طحاوی لکھتے ہیں اس کتاب کے اول میں لکھا ہے کہ یہ امام

ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد کا عقیدہ ہے۔ اور تمام اہل سنت و الجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ جو اُن کے طریقہ پر چلنے والے ہیں۔ عقیدہ طحاوی کی اصل عبارت یہ ہے۔

کل دعوۃ بعد نبوۃ۔ یعنی وہی یعنے آپکے بعد مدعی نبوت ہونا ضلالت اور گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔ تاریخ الخلفاء کانپوری صنہ ۱۶۱ میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ عمر بن عبد العزیز کے خطبہ میں یہ لفظ نقل کرتے ہیں۔ یا ایہا الناس لا کتاب بعد القرآن ولا نبی بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے بعد نہ کوئی کتاب اتریگی اور نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔ ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنا کفر ہے جس پر تمام اُمت کا اجماع ہے اشباہ والنظائر صنہ ۲۹۶ پر ہے اذا لم یعرف ان محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات یعنے جو شخص آنحضرت علیہ السلام کو تمام انبیا کا آخر نہیں تسلیم کرتا۔ وہ مسلمان نہیں۔

عالمگیر جلد دوم صنہ ۲۱۱ میں ہے۔ اذا لم یعرف الرجل ان محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم یعنے جو آنحضرت کو آخر الانبیاء نہیں جانتا وہ مسلمان نہیں۔

کتاب الفصل لابن الحزم جلد سوم صنہ ۲۴۹ میں ہے۔ وان بعد محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبیا غیر عیسے بن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ۔ جو شخص آنحضرت کے بعد عیسے بن مریم کے سوا کسی دوسرے نبی کا اعتقاد رکھے۔ اسکی تکفیر میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں۔

اس کتاب کے جلد چہارم میں صنہ ۱۸۰ میں ہے۔ بذا مع سماعہم لی تولہ فی آخر الزمان یعنے اللہ کے اس قول کے سننے کے بعد (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) اور نبی صلعم کے قول (لا نبی بعدی) کے پہنچنے کے بعد کوئی مسلمان کیسے جائز رکھ سکتا ہے۔ کہ زمین میں آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔ سوائے اس نبی کے جس کا آنحضرت علیہ السلام نے صحیح احادیث میں استثنا

فرمایا۔ کہ عیسے بن مریم علیہ السلام آخر زمانہ میں اُتریں گے۔

کتاب الفصل جلد سوم صفحہ ۲۵۶ میں ہے۔ ومن قال بنی بعد النبی علیہ السلام الی قولہ فہو کافر یعنے جو شخص آنحضرت علیہ السلام کے بعد کسی شخص کو نبی مانتا ہے۔ یا کسی چیز کا انکار کرے جو اس کے نزدیک صحیح طور پر ثابت ہو گئی ہو۔ کہ آنحضرت نے اس کا ارشاد فرمایا ہے۔ تو وہ کافر ہے

نسیم الریاض جلد سوم صفحہ ۵۰۰ میں ہے۔ وکذالک نکفر من ادعی نبوۃ احد الی قولہ کالعیسویۃ یعنے اسیطرح ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں۔ جو ہمارے نبی علیہ السلام کے ساتھ نبوت کا دعوے کرے خواہ آپ کے زمانہ میں جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی خواہ آپکے بعد یا کسی دوسرے شخص کی نبوت کا مدعی ہو۔ تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ آپ خاتم النبین ہیں۔ قرآن اور حدیث کے رو سے یہ اللہ تعالے اور اسکے رسول کی تکذیب ہوگی۔

الصارم المسلول صفحہ ۱۶۸ میں ہے۔ ومعلوم الی قولہ فہو کافر حلال الدم جو شخص اللہ تعالے پر جھوٹ باندھے اور کہے کہ میں اللہ تعالے کا رسول ہوں یا نبی یا کوئی ایسی جھوٹی خبر دے جس کو خدا کی طرف نسبت کرتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ اور اس کا قتل کرنا حلال ہے ختم نبوت کا ایسا مسئلہ ہے۔ جس کو خود مرزا بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا

دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا ختم نبوۃ کا قائل تھا

چنانچہ مرزا حمامتہ البشری صفحہ ۹۶ میں لکھتا ہے۔ وما کان لی ان ادعی النبوۃ و اخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین یہ مجھسے کیسے ہوسکتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کفار سے جا ملوں۔

حمامتہ البشریٰ صفحہ ۶۷-۶۸-۶۹ میں آیت ماکان محمد ابا احد الخ کی تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام خاتم النبیین ہیں۔ بغیر کسی استثناء کے اور ہمارے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی

نہیں ہوگا۔ اگر آنحضرت کے بعد ہم کسی نبی کے ظہور کے مجوز ہیں گے۔ تو نبوت کے دروازہ بند
ہونے کے بعد اس کے کھلنے کے قائل ہو جائیں گے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے خلاف
ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد کس طرح کوئی نبی آسکتا ہے۔ حالانکہ آپ کے بعد وحی کا انقطاع
ہو چکا ہے۔ اور نبی آپ کے ساتھ ختم ہو چکے ہیں۔ اسی کتاب حمامتہ البشریٰ کے صفہ ۳۵ میں آیت
الیوم اکملت لکم دینکم کی تفسیر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہزار ہا سال کے بعد اگر ایسی
حالت کی انتظار ہوتی۔ جس میں کہ دین کی تکمیل ہو۔ تو دین کی تکمیل اور نزول قرآن کیوجہ سے
دین کے اکمال سے فراغت کا سلسلہ فاسد ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کا یہ قول الیوم اکملت لکم
دینکم جھوٹا ٹھہرا اور خلاف واقعہ ثابت ہو۔ مرزا صاحب ازالہ اوہام صفہ ۵۲۲ میں لکھتے ہیں۔
کہ مسیح کیونکر آسکتا وہ رسول تھا۔ اور خاتم النبیین کی دیوار روئین اسکو آنے سے روکتی ہے۔ اسی
طور پر مرزا صاحب ازالہ اوہام صفہ ۵۳۴ میں لکھتا ہے۔ کہ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے
مہر لگ چکی ہے۔ کیا یہ مہر اسوقت ٹوٹ جائے گی۔ مرزا صاحب اس مسئلہ ختم نبوت کو سمجھ کر
براہین احمدیہ جلد ۵ صفہ ۹۲-۹۵ میں اپنی پہلی براہین احمدیہ کے جلدوں کا حوالہ دیا ہے اور لکھا ہے
کہ میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کیوجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا۔ کہ عیسےٰ بن مریم
علیہ السلام آسمان سے نزول ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ حصص
سابقہ میں میرا نام عیسےٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسےٰ
علیہ السلام کیطرف منسوب تھیں۔ وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں۔ اور یہ بھی
فرمایا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا۔
اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھدیا۔ اور
شائع کر دیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ اور میری آنکھیں اس
وقت تک بالکل بند رہیں۔ جب تک کہ خدا تعالےٰ نے بار بار کھول کر مجھکو نہ سمجھایا۔ کہ عیسیٰ
بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے۔ اور وہ واپس نہیں آئے گا۔ اس زمانہ اور اس

اُمت کے لئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔

اس حوالہ سے معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب نے قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی سے اپنی نبوت کے لئے جو استدلال پیش کیا ہے۔ وہ محض لاطائل اور بے معنی سعی ہے مرزا صاحب براہین احمدیہ کے لکھنے کے وقت اور اس سے پہلے مدتوں سے اپنی قرآن دانی اور حکم فہمی کے مدعی تھے۔ مگر اس سے پہلے قرآن کے رُو سے کسی نئے نبی کے آنے کا انکار تھا۔ تو بعد میں کونسی قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ یا آنحضرت علیہ السلام کی کونسی نئی حدیث پیدا ہوگی جسکی بنا پر مرزا صاحب نے نبوت ...... کا دعویٰ کیا۔ یہی قرآن اور حدیث پہلے موجود تھا۔ خاتم النبیین اور الیوم اکملت الخ والی آیتیں اسوقت بھی موجود تھیں۔ ہر دو آیتیں قسم اخبار میں سے ہیں۔ اور امر نہی کے ساتھ انکا کوئی تعلق نہیں۔ اگر ادعاء نسخ سے بناء لیکر کوئی تاویل کیجائے تو وہ تاویل امر و نواہی میں جاری ہو سکتی ہے۔ اخبار میں نہیں ہو سکتی یہ مسئلہ علمائے اسلام کے نزدیک مسلمہ اور متفق علیہا ہے۔ پھر کیونکر از روئے قرآن یا حدیث اپنے کو ادعاء نبوت میں صادق کہہ سکتے ہیں۔ ختم نبوت کے معنی ہیں جو کچھ میں نے عرض کیا ہے۔ مرزا صاحب بھی اس معنے کو دوسری جگہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور اپنی کلام میں اسطرح استعمال کرتے ہیں جسطرح تمام علماء اُمت نے سمجھا ہے۔ لیکن صرف خوش خیالی کو بحال رکھنے کے لئے بے محل اور خلاف محاورات عرب تاویل کر کے جان بچانے کی ناکام سعی کی ہے۔

خاتم بمعنے آخر پر مرزا کی تصریحات

خاتم کے معنے آخر کے ہیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب کتاب تریاب القلوب کے صفحہ ۳۷۹ میں لکھتے ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنے ایک مرد اور ایک عورت کے ساتھ تھی اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ

میں بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ اور جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں نکلی تھی۔ اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ خاتم الاولاد و خاتم النبیین کے معنی ایک ہیں۔ کہ جسکے بعد کوئی دوسرا نہو۔ دوسری جگہ صلا۳ میں لکھتے ہیں۔ یعنے وہ آدم صفی اللہ کیطرح مذکر و مونث کی صورت پر پیدا ہوگا۔ اور خاتم الاولاد ہوگا۔ مرزا صاحب نے خاتم النبیین کے بعد بروز کے طور پر اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر خود انہیں کے کلام سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو شخص خاتم ہو۔ اس کا بروز بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ صلا۳ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ مگر مہدی معہود بروزات کے لحاظ سے پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ خاتم الاولاد ہے۔ اور صلا۳ میں ہے۔ کہ یہ بعض اکابر اولیاء کے مکاشفات ہیں اور اگر احادیث نبویہ کو بنظرِ غور دیکھا جائے تو بہت کچھ انسے ان مکاشفات کو مدد ملتی ہے۔ لیکن یہ قول اسی حالت میں صحیح ہوتا ہے۔ جب مہدی معہود اور مسیح موعود کو ایک ہی شخص مان لیا جائے۔ اسی حوالہ سے بروزی اور ظلی نبی ہونے کا دعوے بھی غلط ثابت ہوگیا۔

ان گذشتہ بیانوں سے ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخر المرسلین والنبیین ہیں۔ آپکے بعد جو شخص اپنے لئے دعویٰ نبوت کرے یا کسی دوسرے کو نبی ملنے۔ وہ تمام اہل سنت کے نزدیک کافر مرتد خارج از اسلام ہے۔ کسی ایک کا بھی اس میں اختلاف نہیں۔

توہینِ انبیاء

دوسرا مسئلہ توہین انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ کسی کی توہین کرنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ یا تو اس میں کوئی جسمانی عیب ثابت کیا جائے جو اس میں موجود نہو یا کسی ایسی بداخلاقی

کے ساتھ اس کو متہم کیا جائے جو اس میں نہ ہو۔ یا کسی کے منصب کو جس کے ساتھ اللہ تعالے نے اس کو سرفراز فرمایا ہے۔ اس کا اپنے لئے دعوے کیا جاوے۔ یا کوئی ایسی چیز اسکے سامنے یا اسکی شان میں کہی جائے جس سے اسکی دل آزاری ہو۔ اسکے علاوہ توہین کی ضمنی تقسیمیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر میں اس وقت صرف ان ہی وجوہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چند آیات قرآنی جس میں اللہ تعالے نے ہمارے نبی پاک محمد مصطفےٰ کو چند مراتب اور مقامات عالیہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص زید ہو یا عمر اپنے اوپر ان کو چسپاں کرے۔ تو لامحالہ حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخی و بے ادبی سمجھی جائیگی۔

(۱) سبحان الذی اسری بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی جس میں حضور کے شان معراج کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اسکو مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرے پر نازل ہوئی۔ حقیقۃ الوحی صـ۷۸ یہ حوالہ موجود ہے۔

آیت (۲) دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی (سورہ النجم پارہ ۲۷) جس میں باختلاف اقوال مفسرین حضورؐ کے لئے جو قرب الٰہی جناب رب العزت سے حاصل ہوا تھا۔ یا بقول دیگر جبرئیلؑ سے حاصل ہوا تھا۔ ذکر کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ آیت میرے پر نازل ہوئی۔ (حقیقۃ الوحی صـ۷۶)

آیت (۳) حضور علیہ السلام پر صلح حدیبیہ کے موقعہ پر انا فتحنا لک فتحاً مبینا الخ کی آیت نازل ہوئی۔ اسکو بھی مرزا صاحب نے اپنے پر چسپاں کیا ہے (حقیقۃ الوحی صـ۹۴)

آیت (۴) قل ان کنتم تحبون اللہ الخ (آل عمران پارہ ۳) اسکو بھی مرزا صاحب اپنے لئے منزل ثابت کیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صـ۷۹)

آیت (۵) انا اعطینٰک الکوثر کو بھی اپنی شان کیلئے تجویز فرمایا ہے (حقیقۃ الوحی صـ۱۰۲) مقام محمود جسکا معنی ان ہے شک ربک مقاماً محموداً میں ذکر ہے اسکو بھی اپنے حق میں تجویز کیا ہے (حقیقۃ الوحی صـ۱۰۲) اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جن کو ترک کرتا ہوں۔

مرزا تمام انبیاء علیہم السلام کی ہمسری بلکہ ان سے افضیلت کا مدعی ہے

مرزا صاحب اپنی کتاب نزول المسیح صفحہ ۹۹ میں لکھتے ہیں :-

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بعرفان نہ کمترم زکسے

آنچہ دادہ است ہر نبی را جام   داد آں جام را مرا بتمام

اس شعر اور ان حوالجات بالا سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو کسی نبی سے کم درجہ نہیں دیتے اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو وہ دوسرے تمام انبیاء علیہ السلام کے مساوی ہیں۔ یا افضل جس میں کسی نبی کا استثنا نہیں۔ ہمارے نبی محمد مجتبےٰ بھی انہیں انبیاء میں شامل ہیں۔ لفظ انبیاء کسی خاص نبی کے لئے مختص نہیں۔ بلکہ تمام پر حاوی اور مشتمل ہے بلکہ دوسرے شعر کے مصرعہ ثانی سے اپنی فضیلت کیطرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ اس فضلیت کے لئے چند قرائن بھی موجود ہیں۔ جن سے مرزا صاحب اپنے آپ کو دوسرے انبیاء سے افضل اور اعلیٰ سمجھتے تھے۔ ڈائری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ شیطان نے آدمؑ کے مارنے کا منصوبہ کیا تھا۔ اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ پھر شیطان نے خدا سے مہلت چاہی۔ اسکو مہلت دی گئی۔ وقت المعلوم بسبب اسی مہلت کے کسی نبی نے اسکو قتل نہ کیا۔ اس کے قتل کا وقت ایک ہی مقرر تھا۔ کہ وہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو۔ اعجاز احمدی صفحہ ۷۱ میں مرزا صاحب بطور تقابل کے اپنی افضلیت ظاہر فرماتے ہیں۔ حضورؑ کے ساتھ اپنا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :- لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں۔ کہ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ اپنے معجزات کو حضور علیہ السلام کے معجزات سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۴

براہین احمدیہ صفحہ ۵۶ جلد پنجم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور عذر گناہ بدتر از گناہ

مرزا صاحب نے خصوصاً حضرت عیسےٰؑ کی سخت توہین کی ہے۔ جس کا ذکر مختلف کتابوں
میں آیا ہے۔ ست بچن حاشیہ صفحہ ۱۷۲ میں اور حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۔۵۔۶۔۷ پر مرزا نے
جو عیسےٰ کی شان میں گستاخانہ الفاظ اور توہین آمیز لہجہ کو استعمال کیا اس پر لوگ برافروختہ
ہوئے۔ ان کی طرف سے یہ معذرت کیگئی۔ کہ عیسائی ہمارے نبی علیہ السلام پر قسما قسم کے
اتہام لگاتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں
بلکہ اسکی وجہ خود مرزا صاحب نے تریاق القلوب صفحہ ۳۹ میں لکھتے ہیں۔ کہ تب میں نے
بمقابل ایسی کتابوں کے جنمیں کمال سختی سے بدزبانی کیگئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن
میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ
اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیظ وغضب کی
آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی جگہ باقی نہیں رہتی
سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا۔ کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری
عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز ۔۔۔۔۔ اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آ چکے تھے
یکدفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے صفحہ ۳۹۱ اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھسے پادریوں کے
مقابل جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔
اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ
انگریزی کا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے جو کچھ کیا مسلمانوں کے اس جوش کو ٹھنڈا
کرنے کے لئے کیا۔ جو عیسائیوں کی بدزبانیوں کی وجہ اُن کے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ تو عیسائی
جس شخص کو اپنا بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔ اس کو مرزا صاحب نے برا بھلا کہا۔ اور یہ قول
عیسائیوں کی کلام کا نقل نہیں کیونکہ حاشیہ ضمیمہ آتھم صفحہ ۷ میں مرزا کے یہ الفاظ ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے

کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ یہ عیسائیوں کا قول نہیں۔ کہ عیسٰیؑ کی شان میں کوئی ایسا کلمہ کہیں۔ دافع البلاء کے آخری صفحہ پر مرزا صاحب نے حضرت عیسٰیؑ اور حضرت یحیٰیؑ کا مقابلہ کرتے ہوئے اور اور قرآن شریف کے لفظ حصور کی تشریح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ وہ اپنی طرف سے لکھا ہے۔ اور اپنی قرآن دانی کا ثبوت پیش کیا ہے وہ عیسائیوں کا قول نہیں۔ انکی طرف سے یہ عذر بھی کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے جو کچھ کہا یسوعؑ کے متعلق کہا ہے حضرت عیسٰیؑ کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ اور یسوعؑ کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ مگر مرزا صاحب خود توضیح المرام صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔ وہ مسیح ابن مریم جسکو عیسٰی اور یسوعؑ بھی کہتے ہیں۔ دافع البلاء صفحہ ۱۳ میں لکھتے ہیں۔ ای عیسائی مشنریو اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے۔ جو اس مسیح سے بڑھکر ہے۔ دافع البلاء صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح بن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب حضرت مسیح ابن مریم کے معجزات کو قابل نفرت سمجھتے ہیں۔ اور ان کو اپنے سے گھٹیا خیال کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے حضرت عیسٰیؑ پر افضلیت کا دعوٰی نہیں کیا۔ بلکہ حضرت یوسف پر بھی اپنی فوقیت کے ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷۶ اس امت کا یوسف یعنے یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھکر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔

انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنیوالا مستوجب لعنت ہے

ان حوالجات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے تمام انبیاء پر اپنی فوقیت ثابت کرنے کے لئے جو کچھ بھی کسی کی شان میں گستاخی کر سکتے تھے۔ کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ لہذا بموجب آیات قرآنی مستوجب لعنت ٹھیرے۔

(آیت نمبر۱) ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا۔

(سورت احزاب) پارہ ۲۲

(آیت نمبر۲) یا ایہا الذین آمنوا لاتکونوا کالذین آذوا موسی فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا۔ (سورت احزاب پارہ ۲۲) اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے تین اقوال لکھے ہیں۔

(۱) قارون نے کسی فاحشہ عورت کو لالچ دیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو متہم کرایا۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام کے جسم میں کسی بیماری کا اتہام لگایا۔

(۳) ہارون علیہ السلام کے قتل کی تہمت لگائی گئی۔ یہ آیت اپنے مفہوم کے لحاظ سے ہر تین قسموں کے اتہام کو منع اور حرام قرار دیتی ہے۔ رسول کی شان میں تو یوں وارد ہو رہا ہے۔ کہ اسکی تعظیم وتوقیر کرو یہی لفظ جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ یعنے وکان عند اللہ وجیہا حضرت علیہ السلام کی شان میں بطریق اولیٰ استعمال کیا گیا ہے۔ تاکہ کوئی بدباطن یہودی وغیرہ ان پر گستاخی کرنے کی جرأت نہ کرے فرمایا وجیہا فی الدنیا والاخرۃ وکان من المقربین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکبازی وراست گوئی کا ثبوت حدیث شفاعت سے بھی ملتا ہے شفاعت کبریٰ کیلئے میدان حشر میں جب ساری دنیا حضرت آدم ع کیطرف متوجہ ہوگی تو حضرت آدم ع اپنے ایک زلہ کو بیان فرما کر معذرت پیش کرینگے۔ علیٰ ہذا ہر ایک نبی اپنے اپنے عذرات پیش کرتا جائیگا یہانتک کہ جب حضرت عیسیٰ ع کے پاس جائینگے۔ تو وہ سوائے اسکے اور کوئی عذر بیان نہیں فرمائینگے۔ کہ لوگوں نے مجھے خدا کا بیٹا کہا تھا۔ مجھے شرم آتی ہے۔ کہ میں خدا کے سامنے شفاعت کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔ اگر بقول مرزا حضرت عیسیٰ ع میں کسی قسم کا کوئی عیب ہوتا تو وہ ضرور اس موقعہ پر اس کا اعتراف فرماتے۔ پس ان کا یہ اتہام سراسر قرآن حدیث کے خلاف ہے اور جس کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وجعلنی مبارکا اینما کنت یہ اسکے منافی ہے بھلا کسی بھلے آدمی پر کوئی بے ادبی یا گستاخی کرنے کی گنجائش رہتی ہے۔ رسولوں کو دنیا میں صرف اسلئے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں اور انکی اطاعت کریں جیسا کہ فرمایا۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ اس سے معلوم ہوگیا کہ نبی کے ساتھ نہایت ہی عزت واحترام سے پیش آنا ضروری ہے جس طرح مرزا نے حضرت عیسیٰ ع کے حق میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسی طرح ان کے معجزات کو بھی مسمریزم کہا۔ اور ان کی پیشگوئیوں

کو بھی جھوٹا کہا ہے۔ مسمریزم چونکہ اقسام سحر سے ہے۔ اور توجہ نفسانی کا ایک شعبہ ہے۔ اس کو کسی پاک باز یا نیک انسان کے ساتھ اختصاص نہیں ہر بد اخلاق بلکہ کافر تک اس کا عمل کر سکتا ہے پھر ان معجزات کو جن کو قرآن حکیم نے نہایت عزت احترام و عظمت سے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ذکر کیا۔ ان کو مسمریزم یا عمل الترب کہنا نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ سورت مائدہ پارہ ۷ آیت ۱۱۰ میں ہے۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی الخ۔ یہ معجزات جو عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ثابت کئے گئے ہیں۔ انکو آجتک تمام علماء امت اور عامۃ المسلمین قبول کرتے آئے ہیں۔ مرزا نے اگر سب کو مسمریزم وغیرہ کی طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ ایک رخنہ اندازی کی ہے۔ تیسری وجہ کفر مرزا کی یہ ہے۔ کہ مرزا نے تمام مسلمانوں کو جو انکی جماعت میں داخل نہیں خواہ انکو کافر کہیں یا بقول خلیفہ ثانی انکو دعوت پہونچے یا نہ خارج از اسلام قرار دیا۔ جو شخص تمام امت محمدیہ کو اسلام سے خارج کہتا ہے۔ وہ کس طرح خود کفر کی زد سے بچ سکتا ہے۔ انکے تکفیر کے فتوے فتاوی احمدیہ سے نقل کئے جا چکے ہیں۔ جو صفحہ ۲۸۹ وصفحہ ۳۰۰ میں درج ہیں۔ پس اس تکفیر کی وجہ سے ہم کسی طرح ان کو زمرہ اہل اسلام میں شامل نہیں کر سکتے۔

چند شکوک کا ازالہ ۔ مرزا جی کے شکوک کا ازالہ بحکم الغریق یتشبث بکل حشیش چند لوگوں کے اقوال سے اپنے ادعاء نبوت میں سہارا لیا۔ از انجملہ حضرت مولانا محمد قاسم کی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۲۵ سے استدلال کیا۔ مگر یہ استدلال کسی حال میں بھی انکے مفید اور مؤید نہیں مولانا ممدوح نے اسی کتاب کے صفحہ ۱ میں تصریح فرما دی ہے۔ کہ آنحضرت علیہ السلام کے بعد بجماع امت کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور تواتر معنوی ثابت ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد جو ادعاء نبوت کرے وہ مسلمان نہیں۔ مولانا نے جو مفہوم خاتمیت کا بیان فرمایا ہے۔ اسکو کسی نئے نبی کے آنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں ختم زمانی اس سے مراد نہیں۔ ان بطور التزام ختم زمانی ثابت ہے۔ ختم ذاتی کیلئے ختم زمانی کا ہونا ضروری ہے۔ پس اس قول سے مرزا جی کی کوئی تائید نہیں ہوتی جسطرح مولانا ممدوح کے قول سے استدلال کیا ہے ایسے ہی ابن عربی کے قول سے بھی استدلال کیا ہے۔ حالانکہ جا بجا انکی کتابوں میں اسکی صاف طور پر تردید موجود ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ فتوحات اور فصوص وغیرہ کتابوں میں انکے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ پس ان بیانات کے بعد میں اس بات پر وثوق رکھتا ہوں۔ کہ کسی مرزائی یا احمدی کیساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر پہلے کسی مسلمہ عورت کا نکاح ہو جائے اور بعد میں وہ مرزائی ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اور قضا قاضی کی کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ اس کے متعلق اس سے پہلے شامی اور عالمگیر کے حوالے ذکر ہو چکے ہیں۔ فقط۔

مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کی جلد ثانی

یعنے

بحث و جواب الجواب

ہم نے مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کی روئیداد کو تین حصوں میں تقسیم کرکے طبع کرانے کا اہتمام کیا ہے۔

جلد اول۔ علماء کرام کے شہادات

جلد ثانی۔ بحث و جواب الجواب

جلد ثالث۔ فیصلہ مقدمہ

چونکہ برادران اسلام فیصلہ کے پڑھنے کیلئے بے تابی سے انتظار کر رہے تھے۔ اسلئے پہلے جلد ثالث یعنی فیصلہ مقدمہ بہاولپور کو اگست ۳۵ء میں طبع کرایا گیا تھا۔ جس کی قیمت اسوقت ۸ر علاوہ محصولڈاک ہے۔ اب

بفضلہ تعالیٰ مقدمہ کی جلد اول یعنی علماء اسلام کے بیانات طبع ہو کر شائقین کی
خدمت میں پہنچ رہے ہیں۔ اس جلد کی قیمت ے ر فی نسخہ علاوہ محصولڈاک ہے
مگر جو صاحب جلد اول اور جلد ثالث یکجا خرید فرماوینگے۔ ان سے دونوں جلدوں کی
قیمت بجائے ۱۵ر کے ۱۲ر وصول کئے جاوینگے محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

ناظرین کی خوشی کیلئے یہ اطلاع کیجاتی ہے کہ مقدمہ کی جلد ثانی کی کتابت
کا کام شروع کرا دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز جولائی ۳۷ئہ میں یہ جلد طبع ہو کر
شائع ہو جائیگی ضخامت کتاب تقریباً چھ سات سو صفحہ کی ہوگی۔ یہ جلد مرزائی
دلیلوں اور تاویلوں کیلئے بیخ کن ہوگی۔ اسلئے ناظرین اور علماء اور طلبہ کیلئے
بیحد مفید اور بے نظیر چیز ہوگی۔ اسی مقصد کے پیش نظر کوشش کی جا
رہی ہے کہ قیمت عہ سے کسی طرح زائد نہ ہو۔ جو اصحاب جلد ثانی کی خرید
کے خواہشمند ہوں۔ انکو چاہیئے کہ اپنے نام معہ مکمل پتہ دفتر میں بھجوادیں
تا کہ طباعت کے بعد فوراً کتاب انکی خدمت میں وی۔پی کی جا سکے۔

المشتہر

مینیجر دفتر اشاعت مقدمہ مرزائیہ بہاولپور

ضمیمہ جلد اول

معرکۃ الآراء مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کے سلسلہ میں

مرزائیوں کے کفر و ارتداد اور فسخ نکاح

کے متعلق

علمائے اسلام کے فتاویٰ

جو عدالت ہائے ریاست بہاولپور میں پیش ہوئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ریاست بہاولپور کا تاریخی مقدمہ مرزائیہ ۲۴ر جولائی سنہ ۱۹۲۶ء کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ میں دائر ہوا تھا۔ مختار مدعیہ نے عرضیدعوے کے ساتھ علمائے دیوبند وسہارنپور کا فتویٰ شرعی شامل کیا تھا پھر عدالت اپیل میں جو فتویٰ شامل کیا گیا تھا۔ وہ خاکسار کا مرتبہ اور مشاہیر علماء کا مصدقہ تھا۔ جب مثل مقدمہ دربار معلے سے تحقیق شرعی کے لئے دوبارہ ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں واپس ہوئی۔ اس وقت یہ مقدمہ خاص شہرت اور اہمیت حاصل کر چکا تھا۔ مختار مدعیہ نے خاکسار کے توسط سے ہندوستان کے مراکز علمیہ کے علاوہ حجاز و مصر و فلسطین کے علماء کی خدمت استفتار بھجوائے۔ ۱۴ر جولائی سنہ ۱۹۳۱ء تک جو جوابات موصول ہوئے تھے۔ مختار مدعیہ نے انڈکس لگا کر عدالت میں پیش کر دئے۔ مفتی قدس شریف کا فتویٰ بعد میں موصول ہوا۔ جو پیش نہ ہو سکا۔ باقی تمام فتاویٰ شامل مثل مقدمہ ہیں۔ اب چونکہ بفضلہ تعالےٰ مقدمہ بہاولپور کی پہلی جلد شائع ہو رہی ہے۔ جو حضرات علماء کرام کی شہادتوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان تمام فتاویٰ کو جلد اول کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ علمی ذخیرہ اگرچہ مثل مقدمہ میں محفوظ ہے۔ مگر سرکاری ریکارڈ ہونے کی وجہ سے ہر ایک شخص اس سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ امید ہے۔ کہ ارباب تحقیق ونظر کے لئے یہ اضافہ مستحسن اور قابل قدر ہوگا۔

واللہ الموفق لما نرید

۱۱ر شوال المعظم ۱۳۵۵ھ
۲۵ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء

ابو العباس نعمانی
بہاولپور

فتویٰ دیوبند

(۱) کیا مرزا قادیانی کے کوئی اعتقادات کفریہ بھی ہیں یا نہ

(۲) اگر ہیں تو منجملہ ان کے کیا کیا اعتقاد ہیں۔

(۳) ختم نبوت کا منکر اور نبوت ظلیہ کا قائل کافر ہے یا نہ

(۴) مذہب مرزائی قبول کرنے پر مسلم آدمی مرتد ہو جاتا ہے یا نہ

(۵) بصورت ارتداد اس کی زوجہ مسلمہ عدالت میں دعویٰ دائر کر کے حاکم وقت سے تفریق کرا سکتی ہے۔ یا نہ

(۶) بوقت دعویٰ حاکم وقت اسلامی کو تفریق کرنا لازم ہے یا نہ

بندہ الٰہی بخش

الجواب قادیانی کے اعتقادات کفریہ ہیں۔ اور وہ کافر مرتد ہے۔ ختم نبوت کا منکر اور مدعی نبوت بالیقین کافر و مرتد ہیں۔ خواہ نبوت حقیقیہ اور اصلیہ کا مدعی ہو یا نبوت ظلیہ کا۔ اور اس کے سوا بہت سے اس کے عقائد کفریہ ہیں۔ مثلاً توہین انبیاء علیہم السلام بالیقین کفر ہے۔ پس جو شخص مرزائی ہو جائے۔ وہ کافر و مرتد ہے۔ اور اس کی زوجہ کا نکاح اس سے فسخ ہو گیا۔ وہ عورت تفریق کرا سکتی ہے۔ اور حاکم مسلم کو لازم ہے۔ کہ وہ تفریق کا حکم کر دے۔ اور اگر وہ حکم نہ کریگا۔ تب بھی نکاح اس کا فسخ ہو گیا اور بعد عدت کے وہ نکاح ثانی کسی مسلمان سے کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

فتویٰ سہارنپور

الجواب (۱ و ۲) حامداً و مصلیاً و مسلماً مرزا قادیانی کے بہت سے کفریہ اعتقاد ہیں۔

توضیح المرام صہ ۲۷ پر مرزا صاحب کہتے ہیں۔ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ جسے استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اپنے آپ کو حق تعالیٰ کا بیٹا کہنا کفر ہے۔ مرزا صاحب تثلیث کے قائل ہیں۔ ازالہ اوہام صہ ۲۷ اور ان دونوں محبتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نر و مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ اور محبت الٰہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے۔ اس کا نام پاک تثلیث ہے۔ الخ۔ حق تعالےٰ شانہٗ کے لئے تثلیث انہوں نے ثابت کی ہے۔ توضیح المرام صہ ۸۵ از عشرہ کاملہ صہ ۱۱۱

(۳) ختم نبوت کا منکر بھی کافر ہے۔ فی العالمگیریہ اذا لم یعرف ان محمداً آخر الانبیاء فلیس بمسلم

(۴) جو شخص اسلام کو چھوڑ کر مرزائی مذہب اختیار کرے۔ وہ شرعاً مرتد ہے۔

(۵) اور نفس ارتداد سے اس کی زوجہ اس سے بائن ہو جاتی ہے۔ اس میں حاکم کی تفریق کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن بالفرض اگر وہ عورت دعویٰ کرے۔ تو مسلمان حاکم کے ذمہ اس کا فیصلہ کرنا ضروری اور واجب ہے۔ اگر نہیں کرے گا۔ تو عنداللہ گنہگار ہوگا فی الدر المختار عن شرح الوھبانیۃ ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل القول والعمل النکاح واولادہ اولاد زنی وما فیہ خلاف یؤمر بتجدید النکاح والاستغفار والتوبۃ واللہ اعلم

رقمہٗ ضیاء احمد ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ

الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ

فتوےٰ بہاول پور

قیمنا بذکرہ الاعلیٰ

(استفتاء) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین۔ کہ جس شخص کا یہ اعتقاد اور قول ہو۔ کہ میں مرزا

غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتا ہوں۔ اور مرزا صاحب کو دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی مانتا ہوں۔ اور ٹھیک اس معنی میں نبی مانتا ہوں۔ جس معنی میں قرآن حکیم نے نبوۃ کو پیش کیا ہے۔ لہذا یہ بھی مانتا ہوں۔ کہ اس پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی مانند جبرائیل علیہ السلام آتا تھا۔ اور نزول ملائکہ علیہم السلام ہوتا تھا اب قابل دریافت یہ امر ہیں

(۱) جس شخص کا یہ اعتقاد، اور قول ہو۔ وہ شرعاً مسلمان ہے یا مرتد؟

(۲) اگر اس اعتقاد اور قول سے شخص مذکور مرتد ہو گیا ہے۔ تو اعتقاد مذکور سے پہلے جو اس کا نکاح مسلمہ اہل سنت والجماعۃ عورت سے ہے۔ وہ قابل فسخ ہے یا نہ؟

ہو ملہم الحق والصواب

(افتاء) شرعاً ایسا شخص مرتد ہے۔ کیونکہ شرعاً مرتد وہ ہے۔ جو اسلام سے پھر جائے اور رکن ردہ یہ ہے۔ کہ ایمان کے بعد کلمہ کفر زبان پر جاری کرے۔ دُرمختار میں ہے باب المرتد ہو لغۃ الراجع مطلقاً وشرعاً عن دین الاسلام ورکنہا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان ص ۱۲ چونکہ جو شخص مذکور مرزا صاحب کو صحیح معنی میں نبی مانتا ہے۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء والمرسلین وآخر النبیین ہونے کا منکر ہے۔ اور قولہ تعالے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور قولہ علیہ السلام لا نبی بعدی اور قولہ علیہ السلام لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب کا مکذب ہے۔

• اور رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو آخر الانبیاء ماننا ضروریات اسلام میں سے ہے اور اس کا منکر یا جاہل کافر ہے۔ چنانچہ الاشباہ والنظائر ص۲۲۲ میں ہے۔ اذا لم یعرف ان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات ۱۲ شرح اشباہ میں ہے۔ یعنی والجھل من الضروریات فی المکفرات لا یکون عذراً بخلاف غیرھا فانہ یکون عذراً ۱۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دعویٰ نبوت کرنا بالاجماع کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر (ملا علی القاری) میں ہے۔ ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر بالاجماع

پس چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسب تصریح کتاب وسنت وفقہ خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور آپ کو آخر الانبیاء ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ تو آپ کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق وتسلیم بھی کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن یتولھم منکم فانہ منھم رسالہ فسخ نکاح مرزائیاں میں بحوالہ (الخیرات الحسان لابن حجر مکی) مرقوم ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوۃ کا دعویٰ کیا تھا۔ اور مقام استدلال پر علامت نبوت کے لئے کچھ مہلت مانگی تھی۔ تو آپ کے فتویٰ دیا تھا۔ کہ جو شخص اس سے نبوت کی علامت طلب کرے گا۔ وہ کافر ہو گا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مکذب قرار دیا جائے گا۔ کہ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ نیز رسالہ مذکورہ میں ہے۔ کہ علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں لکھتے ہیں۔

من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیا لھا او اعتقد نبینا نبی نہ مانند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او قبلہ من لم یکن نبیا کفر

(۲) چونکہ شخص مذکور شرعاً مرتد ہے۔ اس نے اس کا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ شامی جلد ثانی ص۴۲۵ میں ہے۔ (و) ارتداد احدھما ای احد الزوجین فسخ بلا قضاء

ص۴۰۳ باب احکام المرتد میں ہے وسنھا ماھو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلا یجوز لہ ان یتزوج امرأۃ مسلمۃ لا مرتدۃ ولا ذمیۃ ولا حرۃ ولا مملوکۃ

روایات مذکورہ بالا سے صاف واضح ہے۔ کہ شخص مذکور کا نکاح سابق جو ارتداد سے پہلے ہوا تھا۔ اس کے مرتد ہو جانے سے فسخ ہو گیا ہے۔ اور عورت مسلمہ جو اس کی منکوحہ ہے

شرعاً اس کے حوالہ نہیں کی جا سکتی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔ فان علمتموھن مومنات فلا ترجعوھن الی الکفار لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔

ھذا ما سنح لی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

حررہ عبدہٗ محمد صادق معلم ثانی جامعہ عباسیہ بہاولپور

الجواب صحیح — اصاب المجیب — الجواب صحیح وانا اقول بہ

غلام محمد شیخ الجامعہ العباسیہ بہاولپور — فقیر محمد عاقل عفی عنہ جلالپوری نزیل خانپور — فقیر حفیظ اللہ مدرس مدرسہ عربیہ محمد پور

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ متبعین بلکہ اس کے کفر و ارتداد میں بعلم عقائد باطلہ مرزائیہ شک اور تامل کرنے والے سب بالاجماع کافر اور مرتد ہیں۔ علاوہ انکار ختم نبوۃ و دعویٰ نبوت اور کئی مرزا کے کفر و ارتداد کے وجوہ ہیں جن کو سوال میں ذکر نہیں کیا۔ مسلم اور مسلمہ کا نکاح ان سے باطل اور بعد نکاح اگر احد الزوجین مرزائی ہو جائے، تو نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے۔ عورت مسلمہ کو اگر مدخولہ ہے۔ تو بعد عدت ورنہ بعد ارتداد دوسرے شخص سے نکاح جائز ہے۔ مسلمانوں کو ایسے معاملات میں پوری سعی اور کوشش کرنی چاہیئے۔ بالخصوص ریاست بہاولپور میں کہ یہ اسلامی ریاست ہے۔

واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو اعلم بالصواب۔ بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ

وانا علیٰ ذٰلک من الشاھدین۔ محمد طیب دیوبندی

ھذا ھو الحق وعلیہ اجماع الامۃ المرحومۃ فقیر عبدالرزاق عفی عنہ ناصر عنہ مدرس مدرسہ شمس العلوم سودان

الجواب صواب — احقر حبیب اللہ مدرس مدرسہ انوریہ گمانیاں

ھذا الجواب صحیح والمجیب نجیح فی الواقع بعد نبینا نبی دیگر کا آنا قرآن شریف منع کا ارشاد فرماتا ہے۔ بلکہ ایسے اعتقاد رکھنے والا بلاشک کافر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام موجود وہ ہے۔ جو قرب قیامت میں نزول کریگا۔ جواب تک رونق افروز نہیں ہوئے۔ دوسرے شخص کو نبی ماننا بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر عیسیٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں صریح کفر ہے

چنانچہ قرآن مجید و احادیث قاطع البیان و ساطع العیان ہے۔ بندہ محمد حیات مستقام گڑھی افغانستان

الجواب صحیح
فقیر غلام صدیق عفا اللہ عنہ حاجی پوری

ابو الحسن شاہ
تاج محمود امروٹ

المجیب مصیب
عبد الغفور عفی عنہ القلم خود بکنہ حاجی پور

الجواب صحیح
غلام محمد عفا اللہ عنہ بہاولنگری

هذا ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب
احمد علی عفی عنہ لاہوری

فتویٰ بھوپال

استفتاء

مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ کچھ عرصہ بعد زفاف سے پہلے زید مرزائی ہوگیا۔ ہندہ نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا۔ زید نے عدالت میں بیان کیا۔ کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور نبی مانتا ہوں۔ میں مرزا صاحب کو اس معنی میں نبی مانتا ہوں جس معنی میں قرآن حکیم نے نبوت کو پیش کیا ہے۔ مرزا صاحب دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی تھے۔ ان پر دیگر انبیا علیہم السلام کی طرح نزول جبرائیل علیہ السلام ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی نبی ہو سکتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ امور ہیں۔

(۱) کیا شرعاً زید ایسا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے مسلمان رہ سکتا ہے۔ یا مرتد ہو جاتا ہے۔

(۲) کیا شرعاً زید کا نکاح ہندہ سے باقی ہے۔ یا بوجہ ارتداد زید کے فسخ ہوگیا۔

هو الهادی جل شانہٗ

الجواب

شرعاً ایسا اعتقاد رکھنے والا شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اس کا نکاح باطل ہو جائیگا۔ ۲۰ رجب ۱۳۵۰ھ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء

محمد عبد الهادی مفتی ریاست بھوپال

مہر دار الافتاء

استبشار صورت مسئولہ میں ناکح مذکور بوجہ اس کے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم انبیاء
علیہم السلام نہیں جانتا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مثل انبیاء علیہم السلام اقرار کرتا ہے۔ مرتد ہو گیا۔
اور اس کے ارتداد میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اور اس عقیدہ فاسدہ سے چونکہ ناکح مذکور
مرتد اور کافر ہو گیا۔ لہذا نکاح اس کا اپنی منکوحہ سے فسخ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ مرتد اب بھی اپنے عقیدہ
فاسدہ سے تائب ہو۔ تاہم نکاح منقطع کہا جائے گا۔ اور کتب فقہ احکام مرتد سے مملو ہیں۔ اور اس
صورت ارتداد میں حکومت کو دعوے تنسیخ نکاح کی کوئی ضرورت نہیں۔ زیرا کہ شرعاً دو گواہ معتمد
علیہا جب منکوحہ کے پاس آ کر گواہی دیں۔ اور خبر بیان کریں۔ کہ ہمارے روبروئے تمہارا خاوند ناکح
نے الفاظ کفر برضائے خود اس طرح جاری کئے ہیں۔ اور منکوحہ کو ہر دو گواہ کی جرح شہادت پر اعتماد
وتصدیق ہو۔ تو اس کو دوسرے مرد کے ساتھ نکاح وتزوج کا اختیار ہے۔ اگر دخول ہوا ہے
تو عدت گذرنے کے بعد دوسرے مرد سے شادی کر سکتی ہے۔ اور قاضی وحاکم کے حکم کی کیا ضرورت
ہے۔ بابت فسخ نکاح سابق کے کوئی بھی نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار
فی باب المرتد اخبرت بارتداد زوجها فلها التزوج بآخر بعد العدة استحسانا
انتهى وقال فی رد المحتار تحت قوله اخبرت بارتداد زوجها اى من رجلين
او رجل وامرأتين على رواية السير وعلى رواية كتاب الاستحسان يكفى خبر
الواحد العدل لان حل التزوج وحرمته امر دينى كما لو اخبر بموته انتهى

هذا ما سنح لى بالبال والله اعلم بحقيقة الحال — الفقیر عبد الباقی ہمایونی عفی عنہ

الجواب جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کا قائل بلکہ اگر کسی کو نبوت
ملنا جائز جانے وہ قطعاً کافر مرتد ہے اس کے کفر میں ہرگز شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ قرآن مجید
نے ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ حدیث میں موجود ہے۔ لا نبی
بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور فرمایا کہ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب
جب صحابہ میں کوئی نبی نہ ہوا۔ خلفائے راشدین میں کسی کو نبوت نہ ملی۔ تو اب کون نبی ہو سکتا ہے

فتاوی عالمگیری میں ہے۔ سمعت بعضهم يقول اذا لم يعلم الرجل ان محمدًا صلی اللہ
علیه وسلم آخر الانبیاء علیهم السلام وعلیٰ نبینا السلام فلیس بمسلم۔
یہاں تک اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا۔ اگر مقصود تعجیز
نہ ہو۔ یہ بھی کافر ہو جائے گا۔ عالمگیری میں ہے۔ ولو انه حين قال هذا لمقالة طلب غيره
منه المعجزة قيل يكفر الطالب والله اعلم

زید چونکہ مرتد ہو گیا۔ لہذا اس کا نکاح باطل ہو گیا۔ ہندہ پر اب اس کو کوئی حق نہیں۔ درمختار میں ہے
ویبطل منه النکاح والله تعالیٰ اعلم فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

فتویٰ ڈابھیل

الجواب زید بلا شبہ مرتد ہے۔ مرزائے قادیانی کے متعلق جس شخص کے عقائد یہ ہوں
احکام اسلامی کی روشنی میں اس کے ارتداد اور مخرج من الملۃ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے
لہذا زید نے جس وقت مذہب اسلام ترک کر کے مرزائی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا
ایک مرتد کو نبی اور مسیح موعود مان کر اس کے خرافات کا اقرار و اتباع کیا۔ وہ اسی وقت مرتد ہو گیا
اور اس کا نکاح فسخ ہو گیا۔ فقہ اسلامی کی عام کتابوں میں ہے۔ وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ
۱۸ رجب المرجب ۱۳۵۰ھ کتبہ عتیق الرحمن عثمانی مفتی مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل ضلع سورت
الجواب صحیح محمد انور عفا اللہ عنہ

فتویٰ دہلی

الجواب (۱) زید اس اعتقاد مذکور فی السوال کے بعد مسلمان نہیں۔ بلکہ کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔
(۲) زید کا نکاح بعد مرتد ہو جانے کے ہندہ سے باقی نہیں رہا۔ بلکہ ارتداد کی وجہ سے فرقت واقع
ہو جاتی ہے۔ واذا ارتد احدهما عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق